مَثَلاً کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ (القرآن)

نورِ حق کا جہاں اُجالا ہے
بول احمد علیؒ کا بالا ہے (غنی)

مولانا

ملفوظاتِ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طریقت سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ قطب الاقطاب، شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی تقریروں کے اقتباسات کا
ایک گرانقدر اور بے مثال مجموعہ

مرتّبہ
محمد عثمان غنی۔ بی اے

دفتر انجمن خدّام الدّین۔ اندرون دروازہ شیرانوالہ لاہور

باراول۔ تعداد ایک ہزار | اگست ۱۹۶۴ء | ہدیہ:۔ تین روپے

اِنتساب

جانشین شیخ التفسیر

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

کے نام

دُعا

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات و فرمودات کا یہ حسین گلدستہ آپؒ کی تقاریر جمعہ و مجالسِ ذکر کا ایک اچھوتا انتخاب ہمارے محترم بھائی جناب محمد عثمان غنی صاحب، بی اے کی کاوشِ نظر و فکر کا نتیجہ ہے۔

موصوف نے یہ سعیِ مشکور اس لئے فرمائی ہے کہ ہمارے وہ احباب جو پورا ذخیرۂ خطباتِ جمعہ و تقاریر مجالس ذکر بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر سکتے وہ حضرات بھی حضرت شیخ التفسیرؒ کے ارشادات اور تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب بطور مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرما سکیں۔

دُعا ہے کہ جس نیک مقصد سے یہ خدمت انجام دی گئی ہے حق تعالیٰ اسے شرفِ قبول سے نوازیں اور ملّت کو موجودہ حالات میں جو مسائل و مشکلات درپیش ہیں انہیں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ایسے بالغ نظر مفکر اور ولیِ کامل کے ارشادات و ملفوظات کی روشنی میں حل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں +

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعاگو و دعا جو

احقر عبید اللہ انور

لاہور - ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء

کروڑوں رحمتیں ہوں شیخ لاہوری کی تربت پر
کوئی صدیوں میں ایسا صاحبِ ارشاد ہوتا ہے

(مضطر گجراتی)

ولادت ــــــ ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ ــــ جمعۃ المبارک۔ قصبہ جلال ضلع گوجرانوالہ
وفات ــــــ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ ــــ جمعۃ المبارک۔ شہر لاہور

باب اوّل

خطباتِ جُمعہ کے اقتباسات

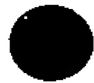
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ العزیز نے منبرِ رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر نصف صدی تک آوازۂ حق بلند کیا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں عوام اور حکام کی رہنمائی فرمائی، عشقِ خدا اور محبّتِ رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے خطبات سے امتِ مسلمہ کے قلوب کو گرمایا اور اس طرح قطب الارشاد کے فرائض سر انجام دیئے۔ یہ باب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے ہی خطبات کی صدائے بازگشت ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ لکھنے والا ہے۔ کتاب اللہ مکتوب ہے اور بندے مکتوب الیہ ہیں۔ ہر شخص اس چیز کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر کسی دوست یا عزیز یا بزرگ یا حاکم کا مکتوب آئے اور آدمی خود اس کی تحریر کو نہ سمجھ سکے تو اس زبان کے جاننے والے کے پاس جاتا ہے اُن سے مطلب سمجھ کر جو فرمائش یا حکم ہو اس کی تعمیل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور یہی اس مکتوب کی عزت ہے اور اگر اس مکتوب کو لے کر اتنا سُن لے کہ یہ فلاں استاد یا فلاں بزرگ کا خط ہے۔ سر آنکھوں پر رکھے چھاتی سے لگائے پیار اور محبت سے چومتا رہے اور ریشمی غلاف میں لپیٹ کر کسی عزت کی جگہ پر رکھ دے اور تحریر شدہ حکم کی تعمیل نہ کرے تو کیا وہ بزرگ یا استاد یا حاکم اُس کے اِس فعل پر خوش ہو سکتا ہے؟ اور کیا وہ اس شخص کو بے وقوف اور نادان دوست خیال نہیں کرے گا؟ بس اس مثال پر قیاس کر لیجئے کہ مسلمانوں میں کتنے آدمی ایسے ہیں جو مکتوب اللہ تعالیٰ (قرآن مجید) کی عزت اور قدر کرتے ہیں۔ اور کتنے ہیں جو زبان سے تو عزت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ سمجھنے کے باعث اس کی توہین اور بے عزتی کرتے ہیں ۔

مَیں نہایت زور دار الفاظ میں یہ دعوٰے کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی ہر مصیبت کا علاج قرآن حکیم میں موجود ہے بشرطیکہ اس کی ہدایت پر عمل کریں۔ مثلاً اگر کسی قصبہ یا شہر یا سارے پنجاب کے مسلمان اپنی اقتصادی بدحالی کو دور کرنا چاہیں ان کی خواہش ہو کہ کوئی نام کا مسلمان بھی تنگ دست، فاقہ مست، بھوکا پیاسا اور ننگا نظر نہ آئے تو کسی عالم قرآن سے اس اقتصادی بدحالی کا نسخہ تجویز کر کے اس پر عمل کر کے دیکھ لیں اور اگر میری خدمت کی ضرورت ہو تو بندہ وہ نسخہ عرض کرنے کے لئے ہر وقت حاضر ہے ؀



موجودہ مسلمانوں کے عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کو عنقاء کی طرح خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی زمانے میں ہوا کرتے تھے اور اب نہیں پائے جاتے کیونکہ جب ان کو اولیاء اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کے زندہ بندوں میں سے کسی ولی کو تلاش کریں اور اپنی مقصد برآری کے لئے ان کی طرف رجوع کریں۔ یہ ان اولیاء اللہ کی قبروں سے رجوع کرتے ہیں۔ جو آج سے صدیوں پہلے گذر چکے ہیں انہی کی قبروں پہ جاتے ہیں۔ اپنی حاجت روائی کے لئے انہی سے استدعا کرتے ہیں اور اپنی مرادیں پوری ہونے پر انہی کے حضور میں ہدیہ پیش کرنے کے وعدہ کرآتے ہیں ؀

ایک ذاکر اور غافل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک عطر کی شیشی کو مکان میں کہیں رکھ دیا جائے تو وہ چھپی نہیں رہ سکتی اور ہر آنے والا اس کی مہک ہی سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہاں عطر موجود ہے خواہ وہ چھپا کر ہی کیوں نہ رکھا گیا ہو۔ مگر غافل گندگی کا ایک ٹوکرا ہے جسے کتنا ہی ڈھانپ کر کیوں نہ رکھا جائے مگر وہ اپنی عفونت دیئے بغیر نہیں رہ سکتا خواہ اسے کتنے ہی قیمتی اور بیش بہا غلافوں میں کیوں نہ لپیٹ کر رکھا جائے اگر انسان غافل ہے تو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر کیوں نہ پہنچ جائے۔ متموّل اور دولت مند ہو جائے، کوٹھیوں اور باغوں میں زندگی بسر کرے۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کے ہاں آسودہ حال نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل ذکرِ الٰہی سے آسودہ نہ ہو۔



میں انگریزی تعلیم کا مخالف نہیں ہوں بلکہ چاہتا ہوں کہ مسلمان نہ صرف دوسری قوموں کے دوش بدوش بی۔ اے۔ ایم، اے کی ڈگریاں حاصل کریں بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ خدا کرے یہ دنیوی وجاہت میں ان سے بھی بڑھ جائیں مگر اس وقت مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ صرف یہ ہے کہ چونکہ انگریزی تعلیم سے صرف حصولِ ملازمت اور طلبِ دنیا مقصود ہے اور درسِ قرآن سے بظاہر کوئی دنیوی منفعت نظر نہیں آتی اِس لئے ہم کثرت سے اپنے بچوں کو طلبِ دنیا کے لئے انگریزی سکولوں میں دھکیلتے جاتے ہیں اور تعلیمِ قرآن کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے ہیں اگر اعداد و شمار کی رُو سے دیکھا جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہر سال صرف پنجاب میں میٹرک پاس کرنے والوں کی تعداد بیس پچیس ہزار

کے درمیان ہوتی ہے اور دینی تعلیم پانے والوں کی تعداد چند سو سے بھی زائد نہیں ہوتی۔ پھر یہ بیس پچیس ہزار انگریزی خواں جو طلب زر کے لیئے اپنی عمریں اور جائدادیں تباہ کر لیتے ہیں ملازمت سے بھی محروم رہتے ہیں۔ دین بھی چھوٹا اور دنیا بھی ہاتھ نہ آئی۔ اگر یہ لوگ تعلیم انگریزی کے ساتھ قرآن کریم بھی پڑھ لیتے اور اپنے دین سے بھی آگاہ ہوجاتے تو کم از کم خسر الدنیا والآخرہ تو نہ ہوتے مگر ہوتا کیا ہے۔ ہم اپنے بچوں کو پیدا ہوتے ہی مسجد کی بجائے سکول جانے کی تلقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں ذرا شد بود ہولے تو قرآن پڑھائیں گے۔ مگر جب اس نے پرائمری پاس کر لی۔ تو مڈل میں بھیج دیا۔ مڈل پاس ہوا تو میٹرک گیا۔ میٹرک سے نکلا تو ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے کی تیاریاں ہونے لگیں بس پھر کیا ہے وہ بچہ خود بخود ہی ہمارے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔ اس کے دل و دماغ پر انگریزی تہذیب، انگریزی تمدّن۔ انگریزی کلچر کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ وہ قرآن سے واقف تو نہیں ہوتا مگر قرآن پر اعتراض کرنا جانتا ہے اور اسلامی تعلیمات سے تو نابلد ہوتا ہے یہاں تک کہ نماز اور جنازہ سے بھی ناآشنا ہوتا ہے۔ مگر وہ اسلامی مسائل پر تنقید کرتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا مجتہد سمجھتا ہے اور یہ اس کا قصور نہیں ہے بلکہ اُس کے والدین کا قصور ہے اور ایسے والدین پر وہ قیامت کے دن لعنت بھیجے گا۔

●

✓ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت سے ایسے ہی خوش ہیں جیسے تم بسا اوقات اپنی اولاد سے خوش ہوتے ہو۔ دن بھر کے تھکے ماندے دفتروں سے اٹھ کر یا دوکانوں

سے فارغ ہو کر یا محنت مزدوری کر کے جب شام کو گھر جاتے ہو تو چھوٹا بچہ ابا ابا کہہ کر ٹانگوں سے لپٹ جاتا ہے تو بس اتنے ہی سے تم خوش ہو جاتے ہو۔ طبیعت میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے تم اس سے پیار کرتے ہو۔ ہنستے ہو اور سب کچھ بھول جاتے ہو۔

اسی طرح تمہارے اس تھوڑے سے ذکر تھوڑی سی عبادت اور تھوڑی سی نماز سے اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر خوش ہو جاتا ہے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور تمہیں آغوش رحمت میں لے لیتا ہے۔ حالانکہ تم نے بڑا کام نہیں کیا۔ صرف چند منٹ تخلیہ میں اس کو یاد کیا اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریق پر اس کو یاد کیا صرف بانی حمد و ثنا کی۔ اپنی غلطیوں۔ کوتاہیوں فروگذاشتوں کا اعتراف کیا اور اس سے مزید عمل کی توفیق مانگی۔ تو وہ تم پر راضی ہو گیا اور تمہاری اس دانائی اور عقلمندی کا بہتر سے بہتر صلہ دینے پر تیار ہو گیا۔



یاد رکھئے یہ مسجدیں حقیقت میں دارالشفاء ہیں۔ اور ہم سب روحانی مریض ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم یہاں آکر شفاء حاصل کریں۔ گناہوں سے تائب ہوں۔ اپنی فروگذاشتوں کا اعتراف کریں اور آئندہ کے لئے سچے دل سے عمل کی تیاری کریں۔ یہ قرآن و حدیث کا وعظ و تذکرہ ایسے ہی ہیں جیسے برسات کے موسم میں بارش ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول کھل جاتے ہیں۔ سبزہ ہرا بھرا ہو جاتا ہے۔ ہمارے دلوں، دماغوں، زبانوں، کانوں اور عضو عضو

ہیں جو گناہوں کی سیاہی جمی ہوئی ہے اگر اس ابرِ رحمت سے دُھل جائے تو یقیناً ہمارا ایمان تر و تازہ ہو جائے۔

●

دین کے نام پر بلانے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام اور پھر ان دو قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ خدا پرست علمائے کرام اور گمراہ کن علماء۔ خدا پرست صوفیائے عظام اور طالبِ زر فقرا مسلمانوں کا فرض ہے کہ کھرے اور کھوٹے علماء اور سچّے اور جھوٹے فقیروں میں تمیز کریں سچے علمائے کرام اور سچے صوفیائے عظام کا دامنگیر اپنے آپ کو بنائیں اگر تمیز کئے بغیر کسی کا دامن پکڑ لیا تو ممکن ہے کہ وہ گمراہ کن اور فریبی فقیر خود بھی جہنّم میں جائے اور انہیں بھی ساتھ لے جائے۔

●

آجکل عموماً ایسے ہی گمراہ کن علماء اور آئمہ مساجد کا وجود آپ کو نظر آئے گا اگرچہ ان میں صحیح الخیال، صحیح العقیدہ با عمل ہستیوں سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح فقیری کے بھیس میں بھی آپ کو کئی انسان صورت شیطان سیرت نظر آئیں گے۔ جو فقیری کے دام میں پھنسا کر عام لوگوں کو شیطان کی جماعت میں داخل کرائیں گے۔ اتبّاعِ شریعت سے خود بے بہرہ ہوتے ہیں اور مریدوں میں بھی یہی زہر بھرتے ہیں۔ آپ ان کے پاس رہ کر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ انہیں خلافِ شرع کاموں میں بڑا شوق ہوگا اور شریعت کی توہین بھی ہو جائے تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مثلاً طبلہ اور سارنگی کے دلدادہ قوّالی

کے عاشق حُقّہ کے بڑے مشتاق، بھیک مانگ کر بھی اپنے بزرگوں کے بھنڈارے کرنے کو نہایت ہی اشد ضروری خیال کرنے والے۔ ان کے تکیہ کے قریب والی مسجد بھی غیر آباد۔ مگر تکیہ بڑا پُر رونق اور آباد۔ مسجد میں کربلا کا نظارہ اور تکیہ میں گھنڈے گھڑے موجود۔ مسجد میں چٹائی ندارد اور اگر ہے تو ٹوٹی پھوٹی اور تکیہ میں عمدہ اور صاف صفیں بچھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ کن شیطان کے ایجنٹ صوفیوں سے مسلمانوں کو بچائے اور اتباعِ شریعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ؛



ایک غیر مسلم کی نظر فقط اسی دنیا تک محدود رہتی ہے۔ بلند مکانوں۔ عالیشان کوٹھیوں اور محلوں میں بسر کرنے والے۔ موٹروں میں سفر کرنے والے۔ حسین بیویوں سے نکاح کرتے۔ بچے جننے اور ان کی ضروریات بہم پہنچانے۔ لذیذ غذائیں کھانے۔ قیمتی لباس پہننے۔ دنیوی تعلیمی ڈگریاں حاصل کرنے۔ دولت کمانے اور جمع کرنے۔ خان صاحبی۔ خان بہادری۔ ممبری۔ میونسپل کمشنری اور وزارت کے القاب و عہدے پانے غرضیکہ اسی طرح کی تمام نفسانی خواہشات کی تکمیل میں شب و روز غیر مسلم غرق رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پیغامِ اجل آجاتا ہے۔

بخلاف اس کے ایک مسلمان کی زندگی میں سعی منقسم ہوتی ہے اسے وہ سعی کرنے کا حکم ہے جس سے اس کی دنیا اور آخرت دونوں ہی سدھر جائیں ؛

جس طرح اس دنیا میں چین سے زندگی بسر کرنے، عزت و آرام سے رہنے سہنے کے لئے ایک سرمایہ کی ضرورت ہے اور وہ سرمایہ سونا اور چاندی ہے جس کے پاس یہ ہو خواہ وہ شودر ہو یا چمار۔ چینی ہو یا جاپانی بت پرست ہو یا تثلیث پرست۔ وہ ڈگریاں مول لے سکتا ہے۔ سر کا خطاب پا سکتا ہے میونسپل کمشنری کے دنگل میں جیت سکتا ہے۔ وزیر اعظم منتخب کیا جا سکتا ہے سب اسے سلامیں کرتے ہیں۔ ٹی پلاتے ہیں۔ تحفے تحائف بھیجتے ہیں۔ مگر جس کے پاس دولت نہیں خواہ سادات کرام سے ہو۔ یا قریش خاندان سے ہو۔ قابلیت میں یکتا ہو۔ مغلیہ خاندان کا جانشین ہی کیوں نہ ہو اسے آج رہنے کو جھونپڑی تن ڈھکنے کو چادر۔ اور منہ مانگے بھیک بھی نہیں ملتی۔ اسی طرح آخرت میں چین عزت راحت پانے کا بھی سرمایہ ہے۔ وہاں اس دنیا کا سرمایہ ہرگز کام نہیں آئے گا۔

●

جنتی جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ اے جہنمیو! تم دوزخ میں کیوں آئے وہ حسرت بھرا جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اپنی کمائی میں سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے تھے مگر بھوکے کو کبھی نہ کھلاتے ...... کسی مسکین کی خبر گیری نہ کرتے۔ اللہ کے احکام کی پرواہ نہ کرنے والوں کا ساتھ دیتے نماز کو اٹھک بیٹھک کہتے۔ روزے کو فاقہ۔ داڑھی کو سائن بورڈ۔ علماء کو ملانٹے کا خطاب دیتے۔ نمازیوں کو بے فائدہ سمجھتے تھے۔ یہی طور رہا۔ یہاں تک کہ پیغام اجل نے آ دبایا۔

قرآن مسلمان کی جان ہے اس پر مسلمان کا ایمان ہے۔ فقط قرآن ہی ذریعہ حفاظتِ ایمان ہے اور یہی باعثِ داخلۂ جنان ہے۔ اس کا نام ہی مسلمان کے لئے باعثِ فرحتِ جان ہے۔

●

راقم الحروف ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے۔ میرے گاؤں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر دوسرے گاؤں میں سکول تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم چونکہ ذی علم تھے۔ انہوں نے مجھے سکول میں داخل کیا اور تعلیم دلائی۔ سارے گاؤں میں سوائے میرے اور کوئی سکول نہیں جاتا تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم کی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج دارالسلطنت لاہور میں اللہ تعالیٰ مجھ ایسے گنہگار سے محض اپنے فضل و کرم سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے۔

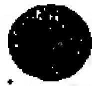
والحمد للہ علی ذالک۔

●

اے دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والو انسانو! اے زمین کے بڑے سے بڑے رقبہ پر قبضہ جمانے والے زمیندارو! اے بڑے بڑے سیٹھ کہلانے والے تاجرو! اے بڑے سے بڑے عہدہ دارو اور اے بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ملازمو! تم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا کہ باوجودیکہ ہم عبادت گذار نہیں بلکہ غفلت شعار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے۔ باوجود اس کے ہم بڑے خوش حال ہیں۔ لذیذ کھانے کھاتے ہیں قیمتی لباس پہنتے ہیں سر بفلک کوٹھیوں اور بنگلوں میں رہتے ہیں۔ برق رفتار موٹروں پر سواری کرتے ہیں۔

پری جمال بیگمات سے زندگی کے دن عیش و عشرت سے بسر کرتے ہیں لہٰذا تم مولویوں کا یہ کہنا کہ جو عبادت گذار نہیں ہے وہ بدنصیب اور نامراد ہے۔ یہ فقرہ تم مولویوں کی خام خیالی ہے اور تمہارے ان نصائح کی واقعات سے تردید کرتے ہیں۔

برادران ملت! مولویوں کے نصائح صحیح ہیں اور تمہارا خیال بالکل غلط بلکہ حباب بر آب یعنی پانی پر بلبلے کی طرح ہے یاد رکھو اور گوش ہوش سے سنو! خداوند کریم کے قانون میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کا قانون اٹل ہے وہ اپنے نافرمانوں کو چند دن مہلت دیا کرتا ہے اس کے بعد گرفت کرتا ہے۔ اس کی گرفت پھر ایسی شدید اور سخت ہوتی ہے کہ اس کے عذاب کے پنجہ سے نہ غریب بچ سکتا ہے اور نہ امیر۔ نہ گدا بچ سکتا ہے اور نہ شاہ ؎



مسلمانوں میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ جو خلاف شرع رسمیں نہیں کرتے جن کی تعداد کم ہے۔ دوسرے وہ جو خلاف شرع رسمیں دل کھول کر کرتے ہیں جن کی تعداد زیادہ ہے اور وہ دراصل کفار کی رسمیں ہیں۔ جو بے دین لوگوں نے اپنائی ہیں مثلاً شادی کے موقعہ پر تیل کی رسم۔ مہندی کی رسم۔ دولھا کا گھوڑی پر چڑھ کر سسرال کے گھر آنا۔ سر پر سہرا باندھنا۔ سربالا کا دولھا کے پیچھے گھوڑی پر بیٹھنا۔ دولھا کے اور سربالا کے سر پر ایک ہی سرخ گوٹے والا دوپٹہ ڈالنا۔ برات کے ساتھ باجہ کا ہونا۔ اب ایک شخص ان خلاف شرع رسموں کو نہیں کرتا اسے بے دین طبقہ "وھابی" کے نام سے پکارتا ہے اس کے بیٹوں

کو "وہابڑے" کے نام سے پکارتا ہے۔ اس کی بیویوں اور اس کی بیٹیوں کو "وہابنیاں" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس حق پرست متبع شریعت کے سارے گھرانے کو یہ بے دین طبقہ ہر مجلس میں خواہ مردوں کی ہو یا عورتوں کی ہو ان کو ذلیل کرتے ہیں اور وہ بچارے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے خیال سے ان کے طعنوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں اور اس ذلّت آمیز سلوک پر ان کی عمریں گذر جاتی ہیں۔ بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ حق پرست متبع شریعت رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ساری عمر کی ذلت برداشت کرنے والے جب مریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی قبروں کو بہشت کا باغ بنا دے گا۔

●

عام طور پر انسان کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ دو پاؤں۔ دو ہاتھ۔ دو آنکھیں بتیس دانت۔ دو کان۔ ایک زبان اور قد سیدھا ہونے کا نام انسان ہے حالانکہ یہ چیز حقیقتاً انسان نہیں ہے البتہ انسان کا لفافہ ضرور ہے جس طرح کہ خط لفافہ کو کہا جاتا ہے حالانکہ لفافہ خط نہیں ہوتا بلکہ لفافہ کے اندر خط ملفوف ہوتا ہے اگر لفافہ کے اندر خط نہ ہو تو لفافہ بے کار اور فضول ہے اسی طرح اگر اس لفافہ کے اندر انسانیت پائی جائے تو پھر یہ لفافہ قابل قدر ہے۔ اور اگر اندر انسانیت کا جوہر نہیں ہے تو پھر یہ لفافہ ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے اور وہ شکلِ انسانی جس میں انسانیت کا جوہر نہ ہو اُس کی ردّی کی ٹوکری دوزخ ہے۔

●

یاد رکھو اصلی اور کھرے اسلام کو کمیونزم سے کوئی خطرہ نہیں ہے ہاں ہمارا پنجابی اسلام۔ بناوٹی اسلام اور کھوٹا اسلام کمیونزم کے مقابلے کی تاب ہرگز نہیں لاسکتا۔ میرا دعویٰ ہے اور میں دلائل سے ثابت کرسکتا ہوں کہ کمیونزم تو اسلام کا ناشتہ بھی نہیں ہے ؂



میرے معزز بھائیو۔ شادی اور غمی کے موقعوں پر جو رسمیں ہم کرتے ہیں اور جن کی پابندی ضروری خیال کرتے ہیں اور جن کے ترک کرنے سے مسلمان ناراض ہوتے ہیں ان میں سے تقریباً ۹/۱۰ حصہ کفار کی رسمیں ہیں جنہیں ہم نے اپنایا ہوا ہے اور بقول شخصے ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شد ان رسموں کو اسلام سمجھتے ہیں حالانکہ دراصل وہ رسمیں کفار سے منتقل ہو کر ہم میں آئی ہوئی ہیں مسلمانوں میں کافروں کی رسموں کے رواج پانے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہمارے دادا پڑدادا جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے رسمی طور پر وہ کسی عالم دین کے ہاں جا کر کفر سے تائب تو ہو گئے اور اسلام کے نام لیواؤں میں اپنے آپ کو شامل کر لیا مگر کسی عالم دین کے ہاں زانوئے ادب تہ کر کے دین کی تعلیم نہیں پائی تھی اس جہالت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب کبھی گھر میں شادی یا غمی کا موقعہ آیا تو تمام وہ رسمیں جو کفر کی حالت میں کرتے تھے وہ ساری کی ساری کر دکھائیں اور مسلسل یہ رسمیں ہر موقعہ پر ادا کی جاتی رہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی نسل نے یہ خیال کیا کہ یہ اس اسلام کی رسمیں ہیں جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے آیا ہے جس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عہدۂ رسالت عطا ہوا تھا۔ اب جو شخص
ان رسموں کو ترک کرے تو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے اسلام کی رسموں کو
ترک کیا اور یہ نہیں خیال کرتے کہ الحمد اللہ ہم عملی طور پر کفر کی رسموں سے باز
آگئے آج تک ہم کفر کی رسموں کو زندہ کرتے رہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے
کہ ہمارے ہادی نے ہمیں صحیح راستہ سمجھایا بجائے شکر کرنے کے الٹا ہادی
سے لڑتے ہیں کہ تم نے ہم سے اسلام کو ترک کرا دیا۔ مثلاً شادی کے موقعہ پر ڈھولکی
بجانا۔ تیل، مہندی، سہرا، گھوڑی، باجا وغیرہ اگر ان رسموں کو ترک کرایا جائے
تو کہتے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہو گیا ہے یعنی مرتد ہو گیا ہے اور پھر وہ اتنا برا سمجھا
جاتا ہے کہ کافروں کے ساتھ اور انگریزوں کے ساتھ میل جول رکھا جا سکتا ہے
مگر وہابی کے ساتھ سلام و کلام کرنا بھی حرام خیال کیا جاتا ہے اگر وہابی السلام علیکم
کہے تو اس کا جواب دینا گناہ ہے حالانکہ کفار کی رسموں کے ادا کرنے میں روپیہ
خرچ کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنّت کی مخالفت ہے۔ ان سب گناہوں کے باوجود مسلمان
جہالت کے باعث یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اسلام ہے ؛

●

مسلمان عموماً لڑکیوں کو جو جہیز دیتے ہیں اُس کا خوب دکھلاوا کرتے ہیں۔
مزدوروں کے سروں پر ٹوکریوں میں نئے قلعی شدہ برتن تھوڑے تھوڑے
کرکے رکھے جاتے ہیں تاکہ مزدوروں کی ایک لمبی لائن ہو جائے یہاں تک
کہ جو پلنگ دیا جاتا ہے اس پر ایک بستر بچھا ہوا ہوتا ہے سر کی طرف تکیہ

اور پاؤں کی طرف ایک لحاف رکھا جاتا ہے۔ اس طریقِ کار کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکی والوں کا کافی روپیہ بھی داماد لے گیا اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو گئے۔ گویا کہ دین اور دنیا دونوں برباد ہو گئے۔

●

مَیں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ طریقۂ تعلیم میں بعض نقائص ایسے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے اعلیٰ اخلاق پیدا ہونے کی بجائے اخلاق کے برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ مثلاً نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا کالجوں میں اکٹھا تعلیم پانا۔ کنواری لڑکیوں کا ہار سنگھار کر کے عمدہ سے عمدہ لباس پہن کر نوجوانوں کی کلاسوں میں بیٹھنا کیا ان طریقوں سے لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق خراب ہونے کا سخت خطرہ نہیں ہے؟

●

سینما کی برکت سے نوجوان طبقہ کا اخلاق تباہ اور برباد ہو رہا ہے (اس میں عورتیں اور مرد دونوں شامل ہیں) عشق اور عاشقی کے نئے نئے طریقے سکھائے جاتے ہیں جو فلم سب سے زیادہ بے حیائی اور جذبات کو ابھارنے والی ہو زیادہ مقبول ہوتی ہے۔

●

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین! اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کا مسلمان خوشحال نظر آئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا کے بندے بھوکے نہ رہنے پائیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط اور ناقابلِ تسخیر پاکستان بن جائے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہم غیرت مند قوم کہلائیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آیندہ ہماری نسلیں فخر کے طور پر ہمارا نام لینے پائیں تو ان تمام مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے قریب تر راستہ یہ ہے کہ آپ حتی الامکان غیر ملکی مصنوعات پر اپنے ملک کی مصنوعات کو ترجیح دیں اگرچہ ملکی مصنوعات زیبائش اور چمک دمک میں بمقابلہ غیر ملکی کے گھٹیل ہوں مگر آپ قومی غیرت کے لحاظ سے ملکی اشیا کو ترجیح دیں اس طریق سے ہمارا ملک بہت جلد ہی بام عروج پر پہنچ سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اگر مذہبی تعلیم کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ کا خوف اور آخرۃ کی فکر بھی دامنگیر ہو جائے تو صحیح معنی میں ظاہراً اور باطناً پاکستان بن جائے گا۔

●

برادرانِ اسلام! جن لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ہوتی ہے ان میں سے ایک گروہ صوفیائے کرام کا بھی ہے اور یہ گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہلے سے چلا آرہا ہے اس گروہ میں جو کھرے اللہ کے بندے ہوتے ہیں وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول، محبوب، مغفور اور مرحوم ہوتے ہیں ان کی دامنگیری باعث برکت۔ ان کا اتباع موجبِ نجات اور ان کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے ان کی تربیت انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتی ہے ان بزرگانِ دین کی تربیت سے ہی انسان روحانی مہلک بیماریوں (مثلاً حسد۔ کبر۔ عجب وغیرہ) سے شفا پاتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر ان اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو اور ان سے اپنی تربیت نہ کرائے تو اغلب یہی ہے کہ انسان شیطانی

مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گا۔ اور جہنم میں جائے گا۔ اللہ جل شانہٗ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں

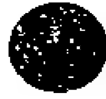
اس اعلان کی بنا پر صوفیائے کرام کی بھی دو قسمیں ہیں ایک کھرے جن کا ذکرِ خیر میں ابھی کر چکا ہوں۔ دوسرے کھوٹے جو حقیقت میں اس گروہ میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہوتے مگر صوفیائے کرام کے روپ میں یہ بہروپئے آتے ہیں اور عوام الناس کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہیں ہوتی ان کے ہاں تو یہ مشہور ہے کہ جس کا پیر کوئی نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے اس لئے وہ کسی نہ کسی شخص کو اپنا پیر بنانا ضروری خیال کرتے ہیں اگرچہ وہ پیر شیطان کا نائب ہی کیوں نہ ہو اس لئے ہمارے بزرگوں نے ہمیں وصیت فرمائی ہے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست ۱۲۶۱۱

کھرے پیر کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے عقائد قرآن مجید کے مطابق ہوں اور عملی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اگر عقائد میں قرآن مجید کا مخالف ہو مثلاً اس کا یہ عقیدہ ہو کہ میرا مرشد ہر وقت ہر آن میرے ساتھ موجود اور حاضر رہتا ہے اور عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو مثلاً نماز نہ پڑھے اور یہ کہے کہ ہم تو مکہ معظمہ میں نماز پڑھ آتے ہیں یا یہ کہے کہ ملاں تو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں اور ہم

تو ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں خواہ حقہ پی رہے ہوں۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تو مغفور و مرحوم ہونے کے باوجود لوگوں کے سامنے نماز پڑھیں اور یہ کھوٹے صوفی بے نماز رہ کر جاہل مریدوں کو یہ دھوکا دیں کہ ہم نماز مکہ معظمہ جا کر پڑھتے ہیں اور بیچارے جاہل مسلمان ان کی ظاہری صورت فقیری کی دیکھ کر اعتبار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کھوٹے اور فریب کار صوفیوں سے مسلمانوں کو بچائے آمین یا الٰہ العالمین ۞



برادرانِ اسلام بہت سے نوجوانوں کا یہ خیال سنا جاتا ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال والا کہنہ اسلام ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتا وہ اسلام غیر مہذب اور غیر متمدن ریگستانِ عرب کے باشندوں کے لئے مفید ہوا تھا انہیں قعرِ مذلت سے اٹھا کر اس نے بامِ عروج پر پہنچا دیا تھا یہ ٹھیک ہے کہ اُن کے منتشر شیرازہ کو ایک مرکز پر جمع کر دیا تھا اُن غیر منظم لوگوں کو اسلام نے منظم کر دیا تھا ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو گلے ملا دیا تھا اُن کی عداوت متبدل بہ محبت ہو گئی تھی مگر آج کل کے متمدن اور مہذب لوگوں کے لئے وہ اسلام چراغ راہ نہیں بن سکتا وغیرہ وغیرہ۔

مَیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس خیال کا نوجوان غلط فہمی میں مبتلا ہے وہ دراصل اسلام کو سمجھا ہی نہیں اگر وہ اسلام کو سمجھتا تو اس قسم کے الفاظ اس کی زبان سے ہرگز نہ نکلتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جو چیز پرانی ہو جائے اور کارآمد نہ رہے

تو اس کی بجائے نئی چیز خریدی جائے لیکن اگر وہ روزِ اول جیسی کارآمد اور مفید ہو تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ دیرینہ ہے اس لئے ضرور بدل دینا چاہیئے مثلاً سورج، چاند، ستارے جو ہزارہا برس سے اسی آب وتاب سے دن اور رات میں چمک رہے ہیں دیرینہ اور کہنہ ہونے کے باوجود جب ان کی روشنی میں کوئی فرق نہیں آیا تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ دیرینہ ہے اس لئے ضرور بدل دینا چاہیئے۔ بعینہٖ اسی طرح اسلام ساڑھے تیرہ سو سال سے دنیا میں اپنی صداقت، قبولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا اعلان کرتا آ رہا ہے۔

●

ایسے نوجوانوں کو میں پھر دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ اسلام کو سمجھنا چاہیں اسلام کے احکام کے ترجمان یعنی قرآن مجید کو پڑھنا چاہیں تو میں ان کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ بقیہ شرائط استفادہ و افادہ بعد میں طے ہو جائیں گے۔

●

ہمارے پنجاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتوں میں یہ شعر پڑھے جاتے ہیں ؎

درود و سلام است بے انتہا — کہ ظاہر بشر بود باطن خدا

؎ شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں — خدا خود رسول خدا بن کے آیا

؎ عرش پہ جو تھا مستوی ہو کر — مدینہ میں اتر آیا مصطفٰے ہو کر

برادرانِ اسلام! غور کرو عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا بنا کر

اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا تھا تو کیا ہمارے ان عقیدوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہو سکتا ہے کیا ہم پر بھی فردِ جرم نہیں لگے گا جو عیسائیوں پر لگا تھا۔ یاد رکھو سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اور تعریف سے کس ایماندار کو انکار ہو سکتا ہے البتہ تعریف وہ ہونی چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی پسند آئے۔



برادرانِ اسلام! میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر بزرگانِ دین ہماری رہنمائی نہ کرتے تو ہمیں ایمان کہاں سے نصیب ہوتا اور اسلام کی نعمت کہاں سے ملتی انہیں اللہ والوں کا فیض ہے کہ آج ہم میں ایمان کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور اسلام کے نام لیوا ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں اور اولیائے کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے انہوں نے ہمیں دین سے روشناس کرایا اللہ تعالیٰ کا دروازہ دکھایا خدا کو راضی کرنے کا طریقہ سمجھایا بزرگانِ دین نے ہمیں یہ تو نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر ہماری قبروں پر آ کر سر بسجود ہو جاؤ اور اپنی مرادیں بجائے اللہ تعالیٰ کے ہم سے مانگا کرو۔



مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر عالم اور ہر پیر کے پیچھے نہ لگنے پائیں بلکہ فقط اس عالم کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں جو ہمیں کتاب و سنّت کی تعلیم دے اور فقط اس پیر کو اپنا مقتدا بنائیں جو کتاب و سنّت کا پورا پابند ہو اور ہمیں اس کی صحبت میں رہ کر شریعت کی پابندی کی توفیق ہو اور اگر ہم شریعت

کی خلاف ورزی کریں تو وہ فوراً ہم پر گرفت کرے ورنہ جو صوفی شریعت کے مخالف ہو وہ خواہ آسمان پر اُڑتا ہوا آئے لاکھوں مُرید پیچھے لگا کر لائے قبلۂ عالم کہلائے مگر ہمیں اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔

●

میرے بھائیو اب مسلمان کا فرض صرف کمانا کھانا کوٹھی میں رہنا بچے جننا ہی نہیں ہے یہ تو گنگا رام اور ہری سنگھ بھی کرتا ہے پھر ایک مسلمان میں فرق کیا رہا ہمارا فرض قرآن اور نبوت کی حفاظت کرنا ہے اِس لئے میں سخت غصہ میں فتویٰ دیتا ہوں جن لوگوں نے فقط اُردو میں قرآن بنایا ہے وہ اس کو جلا دیں کیونکہ اس سے تورات اور انجیل کی طرح تحریف کا دروازہ کھلتا ہے یاد رکھئے اُردو قرآن کا خریدنا بیچنا اور پڑھنا گناہ کا کام ہے۔ اسی طرح تو تورات اور انجیل محرّف ہوئی ہے۔

●

یاد رکھو اے چندریگر یہ پاکستان مسلمانوں کا ہے فقط تیرا نہیں کیا تم ہم کو مسجدوں میں کلمۂ حق بلند نہیں کرنے دو گے میں ناظم الدین کو کہتا ہوں کہ میں اپنے خدا اور رسول کو ناراض نہیں کر سکتا۔
میں رپورٹر سے کہتا ہوں چندریگر اور ناظم الدین کو کہہ دو کہ مرزا تیرے باپ کو کافر اور تیری ماں کو کُتیا کہتا ہے تم کو غیرت نہیں آتی ؟

اے چند ریگر، اے دولتانہ تم کو مرنا نہیں ہے؟ رسول اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

مَیں ایسے جج دے سکتا ہوں جو ایماندار ہوں گے۔ رشوت کی پائی نہیں لیں گے۔ یاد رکھئے رسول اللہ کی اُمت خالی نہیں ہے ساری دنیا کے خزانے ڈھیر کر دیں گے تو نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ سمجھیں گے۔

اے ناظم الدین مَیں تجھ سے بڑا ہوں۔ تیرا خیر خواہ ہوں۔ تو بھی انسان میں بھی انسان، تو بھی پاکستانی میں بھی پاکستانی، تو بھی حضورؐ کا امتی میں بھی امتی۔ تو بھی مسلمان میں بھی مسلمان، تو افسر ہے میں محکوم ہوں۔ اے ناظم الدین مگر مَیں فرض ادا کر رہا ہوں تو نہیں کر رہا۔ اگر تو نے اسلام کے لئے کچھ نہ کیا، .... اگر تو نے اسلامی نظام جاری نہ کیا، اگر ملک کو لادینی سے پاک نہ کیا، اگر تو نے قوم کی وفاداری نہ کی اور دورِ اقتدار میں خدا کو بھول گیا تو ذمہ داری سے منبرِ رسولؐ پر کہتا ہوں، باوضو کہتا ہوں، بار بار کہتا ہوں کہ تیری کوٹھی پر لعنت تیری کار پر لعنت اَللَّعْنَۃُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَۃِ اور اگر اسلامی نظام جاری کیا اور قرآن کی، دین کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی خدمت کی تو تیرے وجود پر، تیرے بنگلے پر رحمت اَلرَّحْمَۃُ مُوْصِلٌ اِلَی الْجَنَّۃِ

ایک رات نمازِ مغرب کے بعد حکومت پاکستان کے ایک افسر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں علیحدگی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں مسجد سے باہر اُن کے ساتھ چلا گیا اور سڑک کے کنارے پر ہم دونوں کھڑے ہو گئے رات چونکہ اندھیری تھی اس لئے پہچانے نہیں جا سکتے تھے انہوں نے فرمایا کہ گزشتہ سال میں حج پہ گیا تھا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو میں نے حضور اقدس کے روبرو عہد کیا کہ آئندہ داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔ چنانچہ میں نے واپس آکر داڑھی کبھی نہیں منڈائی (اور ان کی عمر کا میں نے اندازہ لگایا کہ ۴۵ اور پچاس سال کے درمیان ہوگی کیونکہ داڑھی آدھی سے زیادہ سفید نظر آتی تھی) اور میری بیوی مجھے مجبور کرتی ہے اور کہتی ہے یا داڑھی مُنڈاؤ یا مجھے طلاق دے دو۔ اب میں کیا کروں اور ساتھ ہی مجھے یہ بتلایا کہ میری بیوی فلاں شخص کی لڑکی ہے۔ جب خاوند کی عمر ۴۵ اور ۵۰ سال کے درمیان ہے تو بیوی کی عمر بھی اس کے قریب قریب ہوگی اس عورت کے باپ کو میں جانتا تھا کہ وہ ہندوؤں کی طرح روپے کا سودی کاروبار کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ بڑھاپے میں بھی اس قسم کے خبیث مطالبے سے نہ شرمانا دراصل اس حرام کے مال کا اثر ہے جو اس کے رگ و ریشہ میں آیا ہوا ہے۔ میرے بھائیو اور بہنو اولاد کو حرام کا مال کھلا کر آپ چاہیں کہ اولاد شریف نیک اور خدا ترس اور خدا پرست ہو ——

ایں خیال است و محال است و جنوں۔ یاد رکھئے جنہیں رشوت وغیرہ کے حرام کے مال سے تربیت کرتے ہو وہ بڑے ہونے کے بعد نہ اللہ تعالیٰ کے سچے

بندے ہوں گے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اُمتی ہوں گے اور نہ تمہارے ہمدرد اور خیر خواہ ہوں گے۔

●

اے دولتانہ میں تیری دس کروڑ وزارتوں کے مقابلے میں ٹوٹے ہوئے تنکوں پر سر بسجود ہونا بہتر سمجھتا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں تمہاری قبر کو جنت کا باغ دیکھنا چاہتا ہوں تمہارے سرکاری افسر تم کو ریاکاری سے سلام کرتے ہیں وہ تمہارے خیر خواہ نہیں۔ صرف محمدؐ کے دروازے کے غلام سچے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ نبوتِ محمدیؐ کا نور تب چمکے گا جب مرزائی نبوت کا نور بجھا دیا جائے گا۔

●

آج عطاء اللہ شاہ موچی دروازہ کے باہر اشتعال انگیز تقریر کر دے تو حکومت کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔ سارے ہندو پاکستان میں اس جیسا کوئی سحر بیان نہیں۔ یہ دولتانہ۔ چندریگر اور نشتر اس کے سامنے کیا چیز ہیں تم کہتے ہو کہ احراری اشتعال انگیز تقریریں کرتے ہیں ابھی تو شاہ صاحب نے کوئی اشتعال انگیز تقریر نہیں کی۔ بخاری کو صرف ایک رات دس بجے سے صبح چار بجے تک چنیوٹ میں اشتعال انگیز تقریر کرنے کی اجازت دو انشاء اللہ اگلے روز ربوہ نہیں ہو گا۔

●

مَیں ادب کرتا ہوں اولیاء کرام کا، علماء عظام کا۔ دینداروں اور اللہ کے

نیک بندوں کا۔ میں بے دین حکام کا کس وجہ سے ادب کروں؟ ان کا ادب یہ ہے کہ ان کو سیدھا راستہ سمجھاؤں تاکہ قیامت کے دن جب پوچھا جائے کہ اللہ کا کوئی بندہ تم کو ڈرانے نہیں آیا تھا؟ تو تم یہ نہ کہہ سکو رَبَّنَا مَا جَاءَ نَا مِنْ نَذِيْرٍ۔ یاد رکھو اے بے دین حکام۔ ہم تم کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں اور بار بار سمجھاتے ہیں یہ تم پر ہماری شفقت ہے۔ مہربانی ہے۔ احسان ہے تمہیں سننا چاہیئے کہ ہم منبر محمدیؐ پر بیٹھ کر کیا کہتے ہیں کیا غلط کہتے ہیں یا ٹھیک کہتے ہیں۔ یہ ہمارا احسان ہے تمہارا ہم پر کوئی احسان نہیں تم شریعت کو زندہ کرو۔ یہ ہم پر احسان ہوگا۔ اگر اسی طرح پیغام الٰہی سنانے والوں کی توہین و تذلیل کرتے رہے تو یاد رکھو۔ میدان محشر آنے والا ہے۔ عاقبت کی خیر نہیں ہوگی۔ ہم تمہارے بدخواہ نہیں ہیں ہم تم کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں۔



میں مرکزی حکومت سے کہتا ہوں یہ عہدہ کوئی چیز نہیں خدا سے اپنا معاملہ درست رکھو۔ آج کسی کا ہارٹ فیل ہو جائے تو قبر میں اگر پوچھا گیا کہ ختم نبوت کے لئے کیا کیا تھا؟ تو کیا جواب دو گے وہاں تو سر ظفر اللہ کی دوستی کام نہیں آئے گی وہاں مرزائیوں کی حمایت کام نہیں آئے گی۔ خواجہ ناظم الدین صاحب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر مرزائیوں کی حمایت کرو گے تو قبر جہنم کا گڑھا بنے گی۔ میں اولیاء کرام کا نام بتاتا ہوں ان کو مسلمانوں اور مرزائیوں کے مشترک قبرستان دکھاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مرزائی کی قبر کے متعلق یہی کہیں گے قبر هٰذا المقبور حفرة من حفر النيران (اس مقبور کی قبر دوزخ کے گڑھا ہو)

میں سے گرا ہے)

یہ کیا سیاست، سیاست لئے پھرتے ہو کہاں گیا شاہ فاروق۔ امیر امان اللہ کہاں گیا۔ خدا کے قبضۂ قدرت میں کیا نہیں؟

انگریز نے ہمارا تاج چھینا، تخت چھینا، ہمارا دین چھینا، ہمارا ایمان چھینا اور ہم کو اسلام کا معترض بنا کر چھوڑ گیا۔

عورتوں کی عادت ہے کہ جہاں کوئی مریض قریب المرگ ہو وہاں ضرور پہنچتی ہیں ان کو مردوں سے زیادہ پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ عورتیں گھروں میں رہتی ہیں۔ مرد باہر ہوتے ہیں انہیں تب پتہ چلتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے۔ یہ اس معاملہ میں ایکسپرٹ ہوتی ہیں کہ جی اس کی ناک کی گھوڑی ٹیڑھی ہو گئی ہے فلاں کے پاؤں متورم ہو گئے ہیں بس فلاں دو تین دن کا مہمان ہے فلاں کا دو گھنٹہ میں کام ہو جائے گا اس لئے فوراً وہاں پہنچ کر رونا دھونا اور بین کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ کہ ہائے یوں تھا۔ تو ایسا تھا تو ویسا تھا۔ یاد رکھو یہ رونے دھونے میت کے حق میں سخت مضر ہیں۔

میں تیس پینتیس برس سے یہاں پر درس قرآن دے رہا ہوں اور جمعہ پڑھا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ سے کہتا رہا ہوں کہ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں تقسیم سے قبل انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں کہا کرتا تھا کہ ہمارا

مقابلہ ہندوؤں سے ہے اگر ایک ہندو ڈاکٹر آئے تو مقابلہ میں مسلمان ڈاکٹر آئے اگر اُدھر سے ایل۔ایل۔بی آئے تو اِدھر سے بھی ایل۔ایل۔بی آئے اُدھر سے ایم۔ایس۔سی آئے تو اِدھر سے بھی ایم ایس سی آئے۔ لیکن میرے بھائیو اس دنیاوی تعلیم کو کافی وافی نہ سمجھو۔ اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں۔ بلکہ مرحوم ہونا ہے۔ تو کچھ نہ کچھ دین بھی سیکھو۔ تمہاری بڑی سے بڑی دنیاوی تعلیم ایل۔ایل۔ڈی اور ایل۔ایم۔ایس کی اللہ کے دربار میں کوئی پوچھ نہیں ۔



میری عادت ہے کہ جس شہر میں جانا ہوتا ہے وہاں اولیاء کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے ضرور جاتا ہوں۔ چنانچہ دہلی میں جمعیۃ علماءِ ہند کے اجلاس میں شرکت کے لئے حاضر ہوتا تو وہاں سے فارغ ہو کر سارے اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ پر فاتحہ پڑھنے جاتا۔ دِلّی سے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مزار گیارہ میل ہے میں ہمیشہ وہاں حاضری دیتا تھا۔ بمبئی میں ایک دفعہ جانا ہوا وہاں ایک دن میں ایک سو بیس میل محض اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے کے لئے موٹر پر پھرا۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ میں تو سارے اولیاء کرام خواہ حیات ہوں یا وفات یافتہ کی خدمت میں حاضر ہونا اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ جو بزرگ بقید حیات ہیں ان کے سامنے اپنے مرشد کی طرح دو زانو بیٹھتا ہوں۔ جو وفات پا چکے ہیں اُن کے مزار پر ویسے ہی بیٹھتا ہوں جیسے اب اپنے مرشد

مزار پر۔

میرے دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عالم نے جو اُن کا مرید تھا دعوت دی۔ حضرتؒ اس کے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ جاتے ہی مسجد میں تشریف فرما ہوئے بہت سے لوگ زیارت کے لئے آکر جمع ہو گئے۔ حضرت کے حضور میں ایک چھوٹا سا لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن تھے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکا کس کا ہے۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ مولوی صاحب (جو داعی تھے) کا بیٹا ہے۔ حضرت نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا مولوی صاحب چاندی کے زیورات تو لڑکوں کو پہنانے حرام ہیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ حضرت اس کی نانی نے مجبور کر کے پہنا دئیے ہیں۔ حضرت سخت ناراض ہوئے اور اپنی جماعت کو فرمایا۔ چلو یہاں سے نکل چلیں۔ یہاں اللہ کا دین نہیں ہے۔ نانی کا دین ہے۔ چنانچہ اسی وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ مع اپنی جماعت کے تشریف لے گئے۔

بفضلہٖ تعالیٰ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ وہ نظر عطا فرمائے جس سے وہ موتی تلاش کئے جا سکیں وہ نظر تب عطا ہوتی ہے جب کسی عارف باللہ سے عقیدت ہو۔

ادب اور اطاعت کے ذریعہ سے تعلق قائم ہو جائے۔

●

میں اولیاء کرام کی توہین نہیں کرتا اور جو اولیاء کرام کی توہین کرے اُس پر خدا کی لعنت۔ لیکن جو اُن کو خدا کے درجہ پر لائے اُس پر بھی خدا کی لعنت میں کوئی یُو۔پی سے یہاں نہیں آیا۔ میں پنجاب ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا ہوں۔ میں پنجابیوں کے عقائد سے بخوبی واقف ہوں۔ ہمارے ہاں کے مرد تو مشرک ہیں لیکن عورتیں ان سے بھی زیادہ مشرک ہیں۔ جو قبروں پر گھی کے چراغ جلانے۔ چڑھاوے چڑھانے اور منتیں ماننے میں مردوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ یاد رکھو خدا کے سوا کوئی ولی کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

●

ضلع جہلم کا ایک واقعہ ہے ایک شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ جب پولیس تفتیش کے لئے آئی تو قاتل اور ایک بے گناہ دونوں کو پکڑ کر لے گئی۔ قاتل جیل میں خدا سے دعا مانگتا۔ کہ اے اللہ تو مجھے اپنے فضل سے رہا کر دے۔ اور بے گناہ خدا سے کہتا کہ اے اللہ انصاف کر جج نے اصل قاتل کو رہا کر دیا اور بے گناہ کو پھانسی کی سزا دی۔ یہ واقعہ ایک ولی اللہ کو معلوم ہوا جب بے گناہ کی سزا کا اُسے پتہ چلا تو اسے شبہ ہوا۔ اُس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے اللہ! تُو تو سب کچھ جانتا ہے۔ سارے فیصلے تو تیرے ہاں سے ہو کر آتے ہیں تو نے یہ کیا کیا۔ اس پر بارگاہِ

الٰہی سے اطلاع آئی کہ یہ بے گناہ کہتا تھا کہ اے اللہ میرے ساتھ انصاف کر۔ ایک دفعہ اس نے ایک چیونٹی کو تنکے پر بٹھا کر تنکے کو بہتے پانی میں گاڑ دیا تھا جس سے وہ گر کر مر گئی۔ وہ بدلہ اس سے لینا تھا، اب جو اس نے کہا اے اللہ میرے ساتھ انصاف کر۔ سو میں نے انصاف کیا کہ چیونٹی کا قصاص اس سے لے لیا اور مجرم کہتا تھا کہ مجھے اپنے فضل سے بخش دے ہم نے اسے اپنے فضل سے بخش دیا۔

●

میری رائے یہ ہے کہ پاکستان میں نفاق اعتقادی کے منافق موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن ایک بوسیدہ کتاب ہے جو لبس "تبرکاً" زیارت کے قابل ہے۔ لیکن عمل کے قابل نہیں رہی۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کی حدود پر عمل ہوا تو ایک ایک گاؤں میں پانچ پانچ ٹنڈے نظر آئیں گے۔ اس لئے قرآن کے اس حصہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ میرے بھائیو قرآن کے ایک لفظ کا انکار کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔

●

قاضی غلام حسین مرحوم ایڈووکیٹ جھنگ مگھیانہ کو لاہور کے ایک ہندو نے کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب لاہور میں نہ گھیو خالص ملے گا نہ پیئو۔

●

میں تو کہا کرتا ہوں اے بدقسمت دنیادار باپ! تو نے اپنے بدقسمت

بیٹے کو اس قابل بھی نہ کیا کہ تیرے لئے دعائے مغفرت ہی کر سکتا۔ ایک دفعہ ایک نواب صاحب سے گفتگو ہوئی تو میں نے اُن سے پوچھا آپ کو نمازِ جنازہ کی دعا یاد ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں تو یاد نہیں۔ خدا معلوم انہوں نے کتنے جنازے پڑھے ہوں گے ؂

ایک عالم کی مثال ایسی ہے جس طرح ملّاح بہت سارے لوگوں کو کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار لگا دے اور عابد کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی خود تیر کر دریا کے پار چلا جائے۔

اے پاکستان اے پنجاب اے لاہور کے باشندو! قیامت کے دن تم نہیں کہہ سکو گے رَبَّنَا مَا جَآءَ نَا مِنْ نَّذِیْرٍ خدایا ہم کو ڈرانے والا کوئی نہیں آیا۔ اے پاکستان کے باشندو کوئی ایسا غلط قدم نہ اٹھاؤ جس سے آئندہ آنے والے تم پر لعنت بھیجیں بلکہ ایسے کام کرو کہ آئندہ آنے والے تم پر رحمت بھیجیں ؂

میں سی۔ آئی۔ ڈی سے کہتا ہوں کہ پبلک کی آواز حکومت تک پہنچا دیں وہ خود بھی مجرم ہوں گے۔ یہ پولیس، وزراء اور حکام پبلک کے خادم اور اس کے ملازم ہیں جب وہ پاکستان کے مسلمانوں کا مال کھاتے ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں کے مطالبہ کو بھی پورا کرنا چاہیئے ورنہ قیامت کے دن چھٹکارا مشکل

ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ خدا سے ڈرو اور قبر میں جانے سے پہلے خدا سے اپنا معاملہ ٹھیک کر لو۔ تم کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہم مُلّا ازم قائم نہ ہونے دیں گے۔ یہ مُلّا ازم کیا چیز ہے۔ مُلّا تو یہ کہتا ہے کہ پاکستان کا قانون قرآن اور شریعت اسلامیہ کے سوا اور کوئی نہ ہو۔

●

میں دستور ساز اسمبلی کے ارکان کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں یاد رکھو اگر تم نے قرآن کے مطابق دستور نہ بنایا تو مسلمان اس کو کبھی نہیں مانیں گے اور پھر تمہارا جو حشر ہو گا وہ تم کو معلوم نہیں۔ آیندہ آنے والی نسلیں تم پر لعنت بھیجیں گی۔ گنبدِ خضریٰ سے تم پر لعنت آئے گی اور خدا کی طرف سے تم پر پھٹکار پڑے گی۔ اگر اپنی قبر کو جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا بنانا نہیں چاہتے تو پھر قرآن اور اسلام کے مطابق دستور بناؤ۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم سے بڑا ظالم تم سے بڑا فاسق اور تم سے بڑا کافر کوئی نہ ہو گا۔ میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے!

●

عورتوں کی عادت ہے کہ جب کسی میت پر بھی جاتی ہیں تو اچھے سے اچھے کپڑے پہن کر جاتی ہیں۔ وہ در اصل تعزیت کے لئے نہیں بلکہ کپڑے دکھانے جاتی ہیں ــــــ اس سے مرد کا دل للچاتا ہے اور اچھے مرد کو دیکھ کر عورت کا جی للچاتا ہے عورتیں کوئی مریم کی بیٹیاں تھوڑا ہی ہیں ایمان جلنے کا خطرہ دونوں کے لئے یکساں ہے اور سنیما تو عیاشی کے اڈے ہیں وہاں سے کس کا ایمان سلامت رہے گا۔ عورتوں اور مردوں کو چاہئے کہ میں جو کچھ

کہہ رہا ہوں اسے دوسروں تک پہنچا دیں بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ کَانَ آیَۃً کہ احمد علی آج سنیما کے متعلق یہ کچھ کہتا تھا تو جب جان ہماری نہیں مال ہمارا نہیں تو پھر ان کو اس طرح برباد نہیں کرنا چاہیئے جب ہم مویشیوں کو پالتے ہیں تو اس لئے کہ اس سے ہل جوتیں۔ رزق خدا تعالیٰ نے اس لئے دیا ہے کہ کھا کر اسکی عبادت کریں نہ اس لئے کہ سنیما جا کر دوسرے مردوں کے ساتھ اپنا ایمان خراب کریں ۔

اس جہان میں خیر و شر کہیئے یا نیک و بد۔ دونوں لائنیں ریل کی پٹڑی کی طرح برابر چلی آ رہی ہیں اور چلی جا رہی ہیں اور یہ دونوں لائنیں اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جبتک جہان کو ختم نہ کر دیا جائے ختم ہونے کے بعد ہی حساب بیباق ہو سکتا ہے کہ ہر شخص نے دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کس لائن کی حمایت کی اور پھر خیر والوں نے خیر کی حمایت میں کتنی محنت کی اور کتنی تکلیف اٹھائی۔ اور شر والوں نے شر کی لائن کی کتنی تائید کی۔ کتنا روپیہ صرف کیا کتنا وقت صرف کیا وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً جب تک دہلی میں شاہجہان رحمۃ اللہ علیہ کی بنائی ہوئی جامع مسجد ہے اور قیامت تک جتنے مسلمان اس میں نمازیں پڑھیں گے اور ذکر الٰہی کریں گے اس وقت تک شاہجہان رحمۃ اللہ علیہ کی اس نیکی کا ثواب ختم نہیں ہو سکتا۔ جو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بناء کی ہوئی ہے ہر نمازی اور ہر ذاکر کا ثواب جو اس مسجد میں بیٹھ کر کرے گا عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچتا رہے گا اور جس شخص نے سنیما ایجاد کیا ہے جب تک یہ رہے گا جتنا روپیہ لوگ اس میں برباد کریں گے جتنا وقت ضائع کریں گے جتنے لوگوں کے اخلاق خراب ہوں گے سب کا گناہ اس موجد کو بھی ہوتا رہے گا ۔

تقسیم ملک سے پہلے میں کہا کرتا تھا کہ اگر ہم اپنی معاشرت قرآن مجید کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق بنالیں تو ہندو اور سکھ اپنی بہو بیٹیوں کی عفت اور عزت بچانے کے لئے اور شریروں کے شر سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے محلوں میں آکر آباد ہوں ؛

●

پاکستان میں علمائے اسلام کی توہین و تحقیر کی ایک منظم تحریک چل رہی ہے کسی بڑے سے بڑے گناہ کی بیخ کنی اور روک تھام کے لئے اتنی سعی بلیغ نہیں کی جارہی جتنی علماء اسلام سے عوام الناس کو نفرت دلانے کے لئے کی جارہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ چیز واضح کردینا چاہتا ہوں کہ علماء اسلام کا وجود مسعود ابتداء اسلام ہی سے تبلیغ و اشاعت حق کے لئے معرض وجود میں آیا ہے۔

●

میرے انگریزی دان بھائیو! آپ کے نصاب تعلیم پنجاب یونیورسٹی میں انگریز نے تمہیں پرائمری سے لے کر ایم اے یا ایم بی بی ایس یا ایل ایل بی تک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نہیں پڑھایا اور آپ میں اکثر وہ گریجوایٹ ہیں جنہوں نے کالج میں تعلیم پائی اور ہوسٹل میں زندگی بسر کی انہیں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ بھی پڑھنا نہیں آتا۔ نماز تو علیحدہ چیز ہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ سے جاکر پوچھ لیجئے۔ اسلام کی بنیاد کلمۂ شہادت بھی نہیں

آتا- اور اگر باپ مر جائے تو باپ کے بخشوانے کے لئے نمازِ جنازہ میں جو دعا اسلام نے سکھائی ہے وہ آپ کو نہیں آتی ؛

میرے بھائی مسٹر صاحب. دیکھ لو قرآن مجید میں نظامِ سیاست کا کیسا عجیب گُر بتلایا گیا ہے۔ اگر آپ ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان میں عہدے اور الاٹ منٹیں تقسیم کرنے کے وقت اس قاعدے کا خیال رکھتے تو آج پاکستان کی یہ بدتر حالت نہ ہوتی اور تباہی کے کنارے پر پہنچا ہوا نہ ہوتا۔ کیا تقسیم ملک کے بعد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں زبانوں سے آپ نے یہ لفظ نہیں سُنے کہ پاکستانی حکام سے کام کرانے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ رشوت یا رشتہ با ایں ہمہ مسٹروں کا طبقہ تو علماء کو کوستا ہے کہ علماء سیاست نہیں جانتے۔ یہ طعنہ ایسا ہی ہے جس طرح بھینس بھیڑ کو کہے کہ تیرا مُنہ کالا ہے ؛

میرے بھائی مسٹر صاحب کیا آپ نے ۱۹۴۷ء کی تقسیم ملک کے بعد واقعی ایسا ہی حق بحقدار رسید کیا ہے۔ کیا آپ نے لاہور میں ایک ڈاکٹر کی دکان درزی کو الاٹ نہیں کی۔ کیا آپ نے ایک پروفیسر کو چاولوں کی مل الاٹ نہیں کی۔ کیا بعض دیہاتی زمینداروں کو چھاپے خانے الاٹ نہیں کئے۔ کیا خوب انصاف ہے!

پیشکش

یہ عاجز گنہگار ادنیٰ سے ادنیٰ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا خادم جو شیرانوالہ دروازہ مسجد لائن والی میں ۳۶ سال سے لاہور میں بفضلہٖ تعالیٰ درس قرآن دے رہا ہے حکومت پنجاب کی خدمت میں یہ پیش کش کرتا ہے کہ اگر شہر لاہور کے نظم و نسق سے تعلق رکھنے والے سرکاری عہدہ دار ایک ہفتہ کے لئے سارے اختیارات میرے سپرد کر دیں۔ تمام عہدہ دار تنخواہیں خود لیں۔ الاؤنس وصول کریں میں خدا کے فضل سے بلا معاوضہ خدمت کروں گا۔ فقط اختیارات مجھے دے دیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی دن میں مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کی بنیاد رکھی جائے گی اور لاہور کے لاکھوں باشندے شہادت دیں گے کہ واقعی آج لاہور میں پاکستان کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

پہلے ہی دن کا پروگرام

اگر دو بجے دن کے اس عاجز احمد علی کو لاہور کے نظم و نسق کے اختیارات سپرد ہوں گے تو اسی دن ۵ بجے شام ریڈیو پر اعلان کر دوں گا کہ پولیس کو حکم دیتا ہوں کہ لاہور کے چکلے (رنڈی) پر پکٹنگ لگا دیں اور بازاری عورتوں کے مکان کے سامنے اعلان کر دیں کہ اگر کوئی بدمعاش

اندر ہے تو وہ گھنٹہ کے اندر اندر نکل جائے ورنہ اُس کے بعد جو اندر سے گرفتار ہو گا اگر بد کاری کرتے پکڑا گیا اور چار گواہ مل گئے اور زانی شادی شدہ ہوا تو ٹبی بازار ہی میں کھڑا کر کے صبح کو سنگسار کر دیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو گا تو ایک سو دُرے لگوائے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایک زانی کو سنگسار کر دیا گیا تو آپ دیکھیں گے کہ دوسرے دن کوئی بدمعاش ٹبی کی طرف مُنہ بھی نہ کرے گا اگر ایک بدمعاش کو موت کے گھاٹ اتارنے سے ہزاروں بدمعاش تائب ہو جائیں اور رنڈیوں کی بجائے اپنے گھر جا کر آباد کریں یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے بلکہ ہزاروں پردہ نشین عورتوں کے دلوں سے دعا نکلے گی کہ اسلام زندہ باد۔ احمد علی زندہ باد جس نے ہمارے اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کر دیا۔ اور ہمارے بداخلاق خاوندوں کو بداخلاقی سے ہٹا دیا اور ہزاروں روپیہ حرام کاری کے سلسلہ سے جو رنڈیوں کے گھروں میں جاتا تھا وہ بیوی بچوں میں صرف ہو گا (ایک ضروری نوٹ) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے لاہور کی پولیس پر پورا اعتماد ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اسلام کے بہی خواہ اسلام کا درد رکھنے والے شریعت کی طرفداری کا خیال رکھنے والے یقیناً موجود ہیں جب میں اسلام کے نام پر اپیل کروں گا وہ یقیناً میرا ساتھ دیں گے اگر مزید کارکنوں کی ضرورت ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ لاہور سے باغیرت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد میرا ہاتھ بٹانے کے لئے میدان میں آکھڑی ہو گی۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ سنگسار کرنا وحشیانہ سزا ہے تو میں جواب دوں گا کہ ہز میجسٹی شاہ لندن کے سینکڑوں باغیوں کو اگر لاہور سنٹرل جیل میں پھانسی دینا وحشیانہ سزا نہیں ہے تو شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ وجل مجدہٗ کے باغی کی جان لینا کیوں وحشیانہ سزا ہے؟

دوسرا اعلان

پولیس کو حکم دوں گا کہ شراب کی دوکانوں کو مقفل کردو۔ صبح سویرے تمام بوتلیں سڑک پر توڑ دی جائیں گی۔ کیونکہ شراب کا خریدنا اور بیچنا اسلام میں دونوں حرام ہیں۔ ہاں جس ہندو۔ سکھ یا عیسائی نے پینا ہو وہ واہگہ کی حدود میں جا کر پی آئے۔

تیسرا اعلان

تمام سینما خانے مقفل کر دئے جائیں لاہور کے بعض انگریزی دان مبصرین کی تحقیق ہے کہ لاہور کے سینما کی آمدنی ۴۰ ہزار ہے اس حساب سے ایک ماہ کی آمدنی ۱۲ لاکھ بن جاتی ہے اور چونکہ فلمیں بھارت سے آتی ہیں اس لئے اس آمدنی میں سے ۶۰ فیصدی بھارت کو جاتا ہے۔ میرے بھائی سینما سے کیا نتیجہ نکلا۔ روپیہ برباد۔ وقت ضائع۔ اخلاق تباہ۔ مثلاً سینما کے ان شوؤں سے نوجوانوں کے اخلاق پر کیا اثر پڑے گا۔ کس کی پیاری۔ دو گھڑی کی موج۔ شادی کی پہلی رات۔ دوپٹے والی۔

چوتھا اعلان

تمام ہوٹلوں میں رقص قانوناً جرم قرار دیا جائے گا۔ خلاف ورزی کرنے

والے کو سخت سزا دی جائے گی۔

پانچواں اعلان

ڈانس قانوناً جرم قرار دیا جائے گا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔

چھٹا اعلان

ریڈیو پر اعلان کر دوں گا کہ کل ظہر کی نماز دفتر میں پڑھنی پڑے گی۔ کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت دفتر کے وقت میں آتا ہے اس لئے ہر ایک سرکاری ملازم چادر گھر سے لائے تاکہ بچھا کر نماز پڑھ سکے۔ پولیس کو حکم دوں گا کہ ہر دفتر کے سامنے ملازمین کی تعداد کے مطابق مٹی کے لوٹے رکھیں اور سقّوں سے ان میں پانی ڈلوا دیں۔ بیشک ہر شخص اپنے اپنے طریقہ پر نماز پڑھے مگر جو نماز نہیں پڑھے گا اسے معطل کر دیا جائے گا۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

ساتواں اعلان

ریڈیو پر اعلان کر دوں گا کہ جو شخص چوری کرے گا اسے جیل کی سزا نہیں دی جائے گی ثابت ہونے پر چور کا ہاتھ کاٹ کر رخصت کر دیا جائے گا۔ نتیجہ یہ نہیں ہوگا کہ ایک ایک گاؤں میں سات سات آٹھ آٹھ ٹنڈے ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شہر لاہور میں ایک دو کے ہاتھ کاٹے گئے تو چوری ختم ہو جائے گی۔ کیا اللہ تعالیٰ سے ہم زیادہ عقلمند ہیں اور مخلوق خدا کے اس سے زیادہ مہربان ہیں؟ ہر گز نہیں۔ لہٰذا اس جرم کے روکنے کے لئے جو اس نے سزا تجویز کی ہے وہی مفید اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔

الحمد اللہ! جب لاہور میں شراب خوری، سینما، ڈانس، زنا اور چوری بند ہو جائے گی اور نماز لازمی ہو جائے گی تو خدا کے فضل سے ہر مسلمان کی زبان پر یہ لفظ ہو گا کہ آج پاکستان کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ یہ الگ چیز ہے کہ بدمعاشوں شرابیوں۔ سینما بینوں۔ ڈانس کرنے والوں کے گھر میں ماتم کی صف بچھ جائے گی۔ یہ فقط پہلے دن کا پروگرام ہے جو عرض کیا گیا ہے۔

چیلنج

اے انگریزی دان مسٹر! تو قرآن دان علماء کرام کے مقابلہ میں آ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نہ تو حکومت پاکستان کے خزانہ سے تنخواہ لیں گے۔ نہ رشوت لیں گے اور نہ امریکہ سے لیں گے اور تمہیں اصلی سچا اور کھرا پاکستان قرارداد مقاصد کے مطابق بنا کر دکھا دیں گے پھر دیکھ لینا کہ سیاست تم جانتے ہو یا ہم جانتے ہیں۔

●

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین! انسان کی یہ عادت ہے کہ جس کام کے لئے کہیں جاتا ہے تو سب سے پہلے وہ کام کرتا ہے جس کے لئے وہاں گیا ہے اور سب کاموں میں سب سے ضروری اس کام کو سمجھتا ہے جس کے کرنے کے لئے وہاں گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے گاؤں سے عدالت میں شہادت دینے کے لئے کسی شہر میں جاتا ہے جب اس شہر میں جائے گا تو جو شخص اس سے پوچھے گا کہ آج اس شہر میں کیوں آئے ہو تو سب دوستوں کو یہی جواب

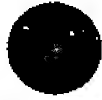
دے گا کہ میں عدالت میں ایک شہادت دینے کے لئے آیا تھا۔ اس طرح ہر مرد و زن مسلمان کو یہ سبق ہر دم یاد رکھنا چاہیئے کہ میں اس دُنیا میں محض عبادت کے لئے آیا ہوں اور وہ شخص سب سے پہلے عدالت میں شہادت دینے کے لئے جائے گا وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اگر دوسرے کام کا موقعہ مل گیا تو بہتر ورنہ اس کام کو چھوڑ کر واپس آجائے گا مثلاً جب شہر میں جا رہا تھا تو بیوی نے چند سودے لانے کی فرمائش بھی کر دی تھی جب خالی ہاتھ واپس آتا ہے تو بیوی کو کہتا ہے کہ میں تمہارے سودے کیسے لاتا عدالت سے مجھے فراغت ہی ایسے وقت میں ہوئی تھی کہ دوڑ کر بمشکل گاڑی پر سوار ہو سکا۔ اسی طرح ہر مسلمان عورت اور مرد کا فرض ہے کہ اول اللہ تعالیٰ کی بندگی کا نظام الاوقات (پروگرام) پورا کرے اس کے بعد وقت بچے تو دنیا کے کام بے شک کرے اور نہ بچے تو دنیا کا کام رہ جائے تو کوئی حرج نہیں ایسے شخص کو عقل مند کہا جاتا ہے۔

●

پاگل اسے کہتے ہیں جو کام اسے کرنا چاہیئے وہ ہرگز نہ کرے خواہ آپ اسے ہزار مرتبہ سمجھائیں اور جو کام نہ کرنا چاہیئے وہ ضرور ہی کرے خواہ اُسے ہزار دفعہ منع کریں۔ مثلاً پاگل سے آپ کہیں کہ گلی کوچوں میں سارا دن آوارہ مست پھرا کرو۔ دن کو محنت کر کے شام کو مزدوری لے کر بال بچوں میں بیٹھ کر کھایا کرو۔ کیا وہ آپ کے سمجھانے پر واقعی آوارہ گردی چھوڑ کر مزدوری کرنے لگ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ بعینہٖ اسی طرح عام انسانوں کو دیکھ لیجئے

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انسان اس جہان میں محض عبادت کے لئے آیا ہے سب سے پہلے فرض انسان کا عبادت ہے۔ اس کے بعد جو وقت بچے کسب معاش کے لئے بیشک ہاتھ پاؤں مارے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حلال کے تھوڑے رزق میں برکت ڈال دے گا۔ اور ضرورتیں پوری ہو ہی جائیں گی۔ اس آئینے میں موجودہ زمانے کے مردوں اور عورتوں کو دیکھئے کہ عبادت تو یاد ہی نہیں۔ ہر ایک کے دل و دماغ سے روٹی روٹی کی صدا آ رہی ہے جو کام کرنا چاہیئے وہ تو کرتے نہیں یعنی عبادت اور جس کی فکر بعد از فراغت نمبر دوم ہونی چاہیئے وہ نمبر اول پر لائے ہوئے ہیں اور اس کے لئے دن رات سر گرداں اور پریشان پھر رہے ہیں لڑکے اور لڑکیوں کو کلمہ شہادت بھی نہ آئے تو کوئی حرج نہیں مگر خدا کرے کہ دونوں بی، اے کی ڈگری پالیں تاکہ عزت سے روٹی کما کر کھا سکیں اور قاعدہ یہ ہے کہ پاگل آدمی عقلمند کو پاگل سمجھتا ہے۔ چنانچہ آج کل کے دَور میں بالخصوص علماء کرام کو بے ایمان کہا جاتا ہے۔ مولوی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں۔ مولوی کا قصور یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی طرف توجّہ دلاتا ہے کہ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ نماز باقاعدہ پڑھو۔ روزے باقاعدہ رکھو۔ زکوٰۃ جو فرض ہے اس کی پائی پائی حساب کر کے دو۔ مولوی یہی باتیں کہتا ہے جس پر آپ اسے بے ایمان کہتے ہو کیا مولوی تمہیں یہ کہتا ہے کہ شراب پہلے سے زیادہ پیو؟ رشوت پہلے سے زیادہ کھاؤ؟ بدکاری پہلے سے زیادہ کرو؟ نعوذ باللہ من ذٰلک فقط مولوی کو بے ایمان کہتے ہیں۔ باقی یہ شرابی۔ زانی۔ رشوتیں کھانے والے

ڈانس کھیلنے والے سب ایمان دار ہیں۔ اسی لئے میں انہیں پاگل کہا کرتا ہوں کہ بے ایمانیاں ساری آپ کرتے ہیں اور بے ایمان اُلٹا ایمان داروں کو کہتے ہیں ۔

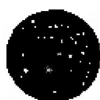


ماں باپ کا فرض ہے کہ اولاد کو قرآن مجید اور سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دلائیں اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ دین کی تعلیم دلانا اور دین دار بنانے کی کوشش کرنا ماں باپ کا فرض ہے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو راضی رکھنے کا سلیقہ آجائے اگر بالفرض ماں باپ نے کسب معاش کے لئے کوئی کسب نہ بھی سکھایا تو جب انہیں بھوک ستائے گی تو ضرور کوئی نہ کوئی حیلہ کسب معاش کے لئے ....

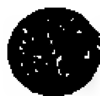
....

خود تجویز کریں گے اور کما کر کھائیں گے اور اگر ماں باپ نے دین نہ سکھایا اور روٹی کمانے کا ذریعہ سکھا دیا تو مرتے دم تک وہ دین سیکھنے کے لئے مجبور نہیں ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہر انسان کی ضروریات کا ذمہ اٹھایا ہوا ہے وہ موحّد، مشرک، مومن کافر حتیٰ کہ خدا کی ہستی کا انکار کرنے والوں کو بھی ضروریاتِ زندگی کا سامان دیتا رہتا ہے۔ البتہ مرنے کے بعد ان بے دینوں کو محسوس ہو گا کہ ہم نے غلطی کی کہ اللہ تعالیٰ کا دین نہ سیکھا۔ کیونکہ ان کی قبر بے دینی کے باعث دوزخ کا گڑھا بنے گی ۔

اکثر آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی ناداری کا باعث برادری کی رسمیں پوری کرنے کے لئے فضول خرچی کرنا ہے۔ مثلاً شادی اور غمی میں باوجودیکہ توفیق نہیں ہوتی پھر قرض لے کر وہ رسمیں پوری کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ اگر نہیں کرتے تو ناک کٹتی ہے۔ تقسیم سے پہلے اسی فضول خرچی کے باعث ہر مسلمان سترہ کروڑ روپیہ فقط اپنے قرضہ کا سود ادا کرتا تھا اور قرض بحالہ رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ پاکستان بننے کی برکت سے مسلمان اس قرضے سے بے باق ہو گیا ہے۔



جن اللہ کے بندوں نے دین کی حفاظت اور اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا ان مسکینوں نے پہلے مسجدوں میں روکھے سوکھے ٹکڑے کھا کر علماء دین سے قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علوم پڑھے اور پڑھنے کے بعد اللہ کے گھروں یعنی مسجدوں میں بیٹھ کر قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علوم مسلمانوں کو پڑھائے۔ انہیں علمائے کرام کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے لے کر آج تک دین محفوظ رہا ہے۔



میں کہا کرتا ہوں رنگ ہے قرآن - رنگ فروش ہیں علمائے کرام۔ رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ مثلاً تہجد کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھ کر طالب علم میں یہ کمال پیدا

ہو جاتا ہے کہ ایک لفظ تہجد پر تقریباً تین گھنٹے بول سکتا ہے کہ یہ لفظ سہ اقسام میں کیا ہے ششش اقسام میں کیا ہے۔ ہفت اقسام کسے کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر کیا اتنی تفصیل علمی معلوم ہونے کے بعد طالب علم تہجد پڑھنے کا پابند ہو جاتا ہے ؟ اگر طالب علم سے کہا جائے تو تہجد کے فضائل بیان کر تو کم از کم ایک گھنٹہ تک بیان کر سکتا ہے۔ مگر کیا اس تبحرِ علمی کے باوجود وہ طالب العلم تہجد پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جب کسی کامل کے پاس جائے گا تو وہاں تہجد پابندی سے پڑھنے کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

●

غریب سے غریب مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرے گا۔ کپڑے اگرچہ پھٹے پرانے ہوں گے مگر پیشاب کے قطروں سے اس کا بدن پاک اور کپڑے پاک ہوں گے۔ اور بڑے سے بڑا مالدار انگریز یا انگریز کا تمدن اختیار کرنے والوں کی رانیں پلید ہوں گی۔ ان کی رانوں اور پتلون میں پیشاب کے قطروں کی بو ہو گی۔

●

کیا یہی ترقی ہے؟

کیا یہی ترقی ہے جو انگریز نے مسلمانوں کو سکھائی ہے۔ مثلاً پہلے صبح کا ناشتہ باسی روٹی اور مکھن اور لسی کا کرتے تھے۔ اب ناشتہ ٹوس۔ چاء

اور مکھن جو چھری سے ٹوسوں پر لگایا جائے اس میں انسانیت کو کونسی ترقی نصیب ہوئی ہے بلکہ پہلے سے تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ صبح سویرے اٹھ کر پہلے چاء پکانے اور پینے کے برتن مانجھیئے۔ پھر آگ جلائیے۔ پانی پکا کر چائے کی پتی ڈالیئے۔ پھر اُسے دم کیجئے۔ پھر دودھ گرم کیجئے۔ پھر اسے شیر دانی میں الگ ڈالیئے۔ پھر شکر دانی میں شکر الگ ڈال کر رکھیئے۔ پھر ڈبل روٹی لایئے یا منگوایئے۔ پھر اُس کے ٹکڑے کیجئے۔ پھر انہیں آگ پر گرم کیجئے پھر چھری سے ان پر مکھن لگایئے یہ ترقی یافتہ لوگوں کا ناشتہ ہے۔ اس ترقی یافتہ ناشتہ میں اندازہ لگایئے محنت کتنی کرنی پڑتی ہے؟ وقت کتنا صرف ہوا؟ روپیہ کتنا صرف ہوا؟ پھر ان سارے تکلفات کا نتیجہ کیا نکلا؟ سب عقلمندوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ باسی روٹی اور مکھن سے کھانے میں جو نوجوانوں میں طاقت آتی ہے کہ بڑے قوی ہیکل، تنومند، لمبے قد اور چوڑی چھاتی والے نوجوان پیدا ہوتے تھے۔ اب وہ طاقت چاء اور ٹوس سے ہرگز پیدا نہیں ہوتی۔ اب تو بقول حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ آج کل کے نوجوان کوہ قاف کی پریاں ہیں۔ کمر پتلی، نازک اندام۔ ہونٹوں پر پان کی سرخی۔ منہ میں پتلا سا سگریٹ اور ہاتھ میں پتلی سی چھڑی ہائے افسوس صد افسوس عاقبت نا اندیش لوگ اور عقل کے اندھے اس کو ترقی کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

●

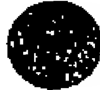
پرانے زمانے میں ہماری بہنیں اور بیٹیاں محلوں میں جو استانیاں

ہوتی تھیں اِن سے دین کی کتابیں پڑھتی تھیں اور انہی سے نماز روزہ سیکھ لیتی تھیں۔ عام طور پر اس وقت کا نصابِ تعلیم پکی روٹی۔ نجات المومنین اور احوال الآخرۃ ہوتا تھا۔ اتنی ہی تعلیم پانے کے بعد وہ ایک باحیا۔ باادب اور سلیقہ شعار ماں باپ کی خدمت گزار اور بھائی بہنوں کی مونس و غم خوار ہو جاتی تھیں۔ پکی روٹی پڑھنے کے باعث ان کے اسلامی عقائد درست ہو جاتے تھے۔ اور احوال الاخرۃ پڑھنے کے باعث ان کے دل میں خوفِ خدا اور قیامت کا ڈر پیدا ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ اِن مستورات کے عقائد درست ہوتے تھے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرتی تھیں۔ نماز روزے کی پابند ہو جاتی تھیں۔ پاکستان تواب بنا ہے اس وقت تک تو تعلیم یافتہ مردوں اور عورتوں کی وہی نسل ہے جو انگریز تیار کر گیا۔ کیا انگریز نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک کہیں خوفِ خدا کی تعلیم دی تھی؟ کہ تم پر خدا تعالےٰ کے لئے بندگی کا حق ہے یا تم پر ماں باپ کا یہ حق ہے اور اس کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور تم پر بہن بھائیوں کے یہ حقوق ہیں اور تم پر خاوند کے یہ حقوق ہیں وغیرہ وغیرہ؟

●

علمائے کرام کے بعد اسلام محمدی کی دوسری محافظ جماعت صوفیائے عظام کی ہے۔ علمائے کرام تو قرآنِ مجید اور حدیث شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں مگر باوجود سمجھ جانے کے پھر بھی عملی کمزوریاں سمجھنے والوں میں باقی رہتی ہیں۔ ان عملی کمزوریوں کی اصلاح صوفیائے عظام کی صحبت

میں بیٹھنے سے ہوتی ہے بشرطیکہ ان کے حضور میں عقیدت سے بیٹھے۔ ادب کرے اور جو فرمائیں اس پر پورے طور سے عمل کرے۔ ایک تو رنگ ہے دوسرا رنگ فروش ہے۔ تیسرا رنگ ساز ہے۔ رنگ فروش سے رنگ لاتے ہیں اور پگڑی پر رنگ ساز سے رنگ چڑھواتے ہیں۔ بالکل اسی طرح دین کا نقشہ ہے۔ قرآن مجید ایک عجیب رنگ ہے جو لوحِ محفوظ سے آیا ہے جو اس رنگ سے رنگا جائے اس کی دنیا کی زندگی بھی خوشگوار اور آخرت میں بھی کامیاب ہو گا۔ بہر حال قرآن مجید ایک رنگ ہے اور رنگ فروش علمائے کرام ہیں ان کی صحبت سے یہ رنگ ملتا ہے اور رنگ ساز صوفیائے عظام ہیں۔ ان کے حضور میں مدتِ مدید تک رہنے سے قرآن مجید کا رنگ ایک نیک نیت خدا کی رضا کے طالب انسان پر چڑھ جاتا ہے



حجابِ سوءِ معرفت یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی معاملہ میں صحیح علم ہی نہ پہنچا ہو۔ مثلاً کسی شخص نے لوگوں کو یہ ترغیب دی کہ بزرگوں کو ثواب پہنچانے اور ان کی روح کو خوش کرنے کے لئے عرس کرنا چاہیئے اور اس کی صورت یہ ہو کہ ان کی وفات کے دن اکیلے یا چندہ جمع کر کے دال میں گوشت ڈال کر ایک دیگ پکائی جائے۔ اور قوالوں کو بلا کر طبلے بجوائے جائیں اور طبلوں کی تھاپ کے ساتھ ساتھ نعتیہ اشعار پڑھے جائیں اور اس دن کنجریاں "حضرت رحمۃ اللہ علیہ" کی سلام کے لئے بے شک شوق سے آئیں کنجری دو زانو بیٹھ کر "حضرت" کے مزار کی طرف مُنہ کر کے گانا گائے اور

اس کے پیچھے بیٹھ کر ہارمونیم بجانے والا ہارمونیم بجائے۔ قوّال بھی یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ "حضرت رحمۃ اللہ علیہ" کی روح بڑی خوش ہو رہی ہے۔ اور گانے والی کنجری بھی یہ خیال کر رہی ہے کہ "حضرت" کی روح گانا سن کر بڑی خوش ہو رہی ہے اور لوگ بھی اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق قریب کیا بلکہ دُور دُور سے آ رہے ہیں کہ "حضرت رحمۃ اللہ علیہ" کے عُرس میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں حالانکہ یہ سارا معاملہ ہی غلط اور خلافِ شرع ہے۔ برادرانِ اسلام اصلی سچا اور کھرا دین وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا کر کے دکھایا ہو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگانِ دین کی روح کو خوش کرنے کے لئے یہ طریقہ سکھایا ہے یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ طریقہ کر کے دکھایا یا ائمہ عظام یا حضرتِ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگانِ دین کے اس طرح پر عرس کر کے دکھائے۔ یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بزرگوں کی روح کو خوش کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ اگر یہ چیزیں مُسَلَّم التعظیم بزرگوں سے نقل ہو کر نہیں آئیں۔ تو پھر بتلایئے کہ ان چیزوں کو اسلام خیال کر کے کرنا کہاں تک صحیح ہے۔ جن چیزوں کی تفصیل اوپر عرض کر چکا ہوں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام سے ثابت نہیں ہیں اور کرنے والے انہیں اسلام ہی سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور جو روکے اس سے لڑتے جھگڑتے اور مار پیٹ تک تیار ہو جاتے ہیں۔ اس غلط طریقہ کے اختیار کرنے میں عوام کا

کوئی قصور نہیں ہے۔ اصلی قصور فقط انہی لوگوں کا ہے جنہوں نے عالم دین کہلا کر انہیں دین کا مفہوم غلط بتایا۔ اسی کو حجاب سوء معرفۃ کہتے ہیں کہ علم ہی غلط ثابت ہوا ؛



ایک مثال ملاحظہ ہو۔ کہ ایک براتیوں سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب منع کرتے ہیں کہ دولھا کے سر پر سہرا باندھنا ہندوانہ رسم کی پابندی ہے اور اسراف ہے جو کہ گناہ ہے۔ دوسرا کہتا ہے (پنجابی میں) " اوئے جھلیا۔ ایہہ مولویاں دیاں گلاں نیں۔ اسی کوئی مولوی آں " یہ کہنا شریعت کو جھٹلانا ہے شریعت کی پابندی جس طرح علماء کے لئے لازم ہے ویسی جاہلوں کے لئے بھی ہے ؛



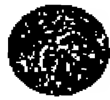
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی چیز پائی جاتی ہے۔ ہر کھری کے مقابلہ میں کھوٹی چیز دنیا میں موجود ہے اس لئے اصلاح کی گدی پر جلوہ افروز ہونے والوں میں بعض کھرے ہوتے ہیں اور بعض کھوٹے۔ لہذا کھرے مُصلح کی پہچان ضروری ہے۔ صحیح مصلح کی پہچان یہ ہے۔ نمبر ا۔ اگر وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کا پورا عالم نہ ہو تو کم از کم بقدرِ ضرورت دین کی اچھی خاصی واقفیت رکھتا ہو اسے توحید اور شرک میں تمیز ہو۔ سنّت اور بدعت میں تمیز ہو اصلی دینِ محمدی جو دربارِ نبوی سے چلا تھا اور جو بعد میں

اس میں ملاوٹ ہوئی ہے۔ اس کو تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (۲) خود اس اصلی دین کا پابند ہو خصوصاً ارکانِ خمسہ اسلام کا پابند ہو (۳) اس کی صحبت میں جانے سے طبیعت کا رجحان یادِ الٰہی کی طرف ہوتا نظر آئے اور وہ اپنی صحبت میں اپنے عیبوں کو دیکھنے اور اُن کی اصلاح کی طرف توجہ دلائے (۴) مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں بددیانتی نہ کرنے پائے (۵) جلبِ زر کا حریص نظر نہ آئے (۶) لوگوں پر اپنی حاجتوں کا اظہار نہ کرنے پائے (۷) اللہ تعالیٰ جو اسے رزق عطا فرمائے اس پر قناعت کرنے والا ہو۔ ان صفات سے متصف ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ایسے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیتی ہے بشرطیکہ ان کی صحبت میں رہنے کی جو شرائط ہیں انہیں پورے طور پر نبھائے اور وہ تین شرطیں ہیں۔ (۱) عقیدت۔ (۲) ادب اور (۳) اطاعت۔ جب پہلے شیخ کامل کی صفات کے آئینہ میں اپنے شیخ کو پرکھ کر اس کے ساتھ اپنی اصلاح کا تعلق قائم کیا ہے۔ اب اس کے متعلق اپنے خیالات کو مضبوط رکھے اپنے ذرا ذرا سے وساوس سے اپنے عقیدے کو مجروح نہ کرے۔ اس کے بعد شیخ کے ادب میں فرق نہ آئے اس میں اس کے حکم کی پوری تعمیل کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ پر شیخ کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ شیخ کامل کے کمالات کا عکس اس طالب کے قلب پر پڑتا ہے اور اس کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اگر خدانخواستہ شیخ کامل کی صحبت میں جا کر بھی اپنی جہالت کی بنا پر ان

کے رویہ پر اعتراض کرتا ہے تو پھر یہ صورت بن جاتی ہے ۔

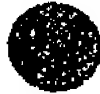
تہیدستانِ قسمت را چہ سُود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

الحمد اللہ جو چیزیں میں لکھ رہا ہوں یہ سب میرے مشاہدہ میں آئی ہوئی ہیں ۔



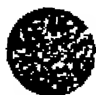
مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہیں قوم عاد کی سی غلطی میں تو مبتلا نہیں ہیں ۔ برادرانِ اسلام ! اولیائے کرام کا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کے طریقہ پر قائم رہنے کی توفیق دے ۔ جس طرح اُن کا اٹھنا بیٹھنا ۔ کھانا ۔ پینا ۔ جاگنا ۔ سونا ۔ کسی سے دوستی یا دشمنی رکھنا سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت اور اس کے نازل کردہ ضابطہ آسمانی کے ماتحت ہوتا تھا ۔ اسی طرح ہمیں بھی اِن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اولیائے کرام نے یہ تو نہیں سکھایا تھا کہ ہماری قبروں پر آکر سجدے کرنا منتیں ماننا ۔ چڑھاوے چڑھانا اور ہماری قبروں پر ریشمی غلاف چڑھانا عرس کرنا ۔ طبلے بجانا ۔ بازاری عورتوں کو عرس کے موقعہ پر سلام کے لئے بلانا اور ہمیں ان کے گانے سنانا اور جب وہ بازاری عورت گانا گائے تو اس کے پیچھے ہارمونیم والے کو بٹھا دینا ۔ وہ ہارمونیم بجائے اور بازاری عورت گانا گائے تب ہم بڑے ہی خوش ہوں گے نعوذ باللہ مِن ذٰلك الطغیان ۔

اکثر جُمعہ کی تقریر کی ابتداء میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کروں گا اگر سننے والا گوشِ ہوش سے سُنے اور لوحِ دل پر اُس کو لکھ کر لے جائے اسے عمل میں لائے اور لحدِ قبر تک نبھائے انشاء اللہ اُس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہو گا قبر بہشت کا باغ بن جائے گی قیامت کے دن دربار نبوی میں شرفِ باریابی حاصل ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حوضِ کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کا دن چار رکعت فرض کی دیر میں گذر جائے گا۔ جہنم سے بچا لیا جائے گا۔ اور بہشت کا ٹکٹ مل جائے گا۔



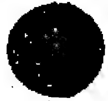
سیاسی مقدمات میں انگریز پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لیتا تھا کہ اس مقدمہ کے ملزم کو یہ سزا دینی ہے اس کے بعد مقدمہ چلاتا تھا تاکہ ملزم کی تسلی ہو جائے کہ میرا فیصلہ عدالت سے انصاف پر مبنی ہو گا۔ ادھر مجسٹریٹ کو ہدایت ہوتی تھی کہ مقدمہ چلاؤ مگر فیصلہ وہ کرنا جو حکومت پہلے کر چکی ہے مثلاً تحریک کشمیر میں میرے خلاف سرکاری گواہ آ کر مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیتا ہے کہ تقریباً اڑھائی مہینے ہوئے کہ میں نے چوک وزیر خاں میں احمد علی کی ایک تقریر سُنی تھی جو حکومت برطانیہ کے خلاف سخت تقریر کر رہا تھا یہ مقدمہ بورسٹل جیل کے اندر چل رہا تھا میں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ یہ گواہ دو غلط بیانیاں کر رہا ہے۔ پہلی یہ کہ میں نے عمر بھر کبھی وزیر خاں کے چوک میں تقریر نہیں کی۔ دوسرا یہ کہتا ہے کہ اڑھائی مہینے ہوئے ہیں کہ میں

نے اس کی تقریر سُنی تھی۔ حالانکہ مجھے تقریباً تین ماہ بورسٹل جیل میں آئے ہوئے ہو گئے ہیں۔ باوجود اس غلط بیانی کے مجھے سزا دی گئی اور اولڈ جیل ملتان بھیج دیا گیا۔



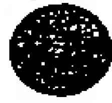
مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو سرے سے قرآن مجید پر عمل کرنے کی مخالف ہے اِن کا یہ مقولہ ہے کہ ہم ملّا ازم قائم نہیں ہونے دیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا ملّا کے پاس کمیونزم ہے یا سوشلزم ہے ملّا کے پاس قرآن مجید ہی تو ہے یا اس کی شرح حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ملّا ازم قائم نہیں ہونے دیں گے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید اور حدیث نبی کریم کو ملک میں نافذ نہیں ہونے دیں گے۔ مسلمانوں میں ایک دوسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ قرآن مجید کو نافذ کریں گے لیکن اس کا مفہوم اور مطالب وہ نہیں لیں گے جو سارے تیرہ سو سال سے اسلام کے فدائی اور جان نثار مفسرین اور محدثین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کے وقت سے لے کر آج تک سنتے اور سناتے پڑھتے اور پڑھاتے آئے ہیں۔ ایک تیسرا گروہ ہے جو اقلیت میں ہے وہ چاہتا ہے کہ اسلام کا وہ نقشہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں تھا۔ علمی طور پر بھی وہی رائج ہو۔ اور عملی طور پر بھی اُسی رنگ کی پیروی کی جائے تاکہ جو برکتیں اس زمانہ میں مسلمانوں کو نصیب ہوئی تھیں وہ آج پھر مسلمانوں کو نصیب ہوں اور جو خدا تعالیٰ کی رحمتیں اس وقت

کے مسلمانوں پر نازل ہوئی تھیں آج پھر نازل ہوں۔ لیکن ان کی اقلیت کے باعث ان کی آواز کا اثر بہت کم ہوتا ہے ؛

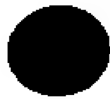


میں درس قرآن مجید اور بعض اوقات جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ایک شخص کی دنیاوی زندگی کا یہ ٹھاٹھ ہو کہ اڑھائی لاکھ روپے کا بنگلہ تعمیر شدہ ہو۔ جس میں اس شخص کا قیام ہو۔ پچاس ہزار کی موٹر ہو گھر میں بیگم صاحبہ بھی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دے رکھی ہو۔ بنگلے کے آگے چمن ہو جس میں مالی کام کر رہا ہو۔ میاں صاحب کے گھر مستقل دھوبی ہو خانسامے اور بیرے خدمت گزاری کے لئے ہر وقت دست بستہ حاضر رہتے ہوں اور اس گھر میں دین کا نام و نشان نہ ہو۔ گھر میں نہ کوئی نماز پڑھتا ہے نہ کوئی قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے نہ کسی کو صحیح کلمہ ہی آتا ہے غرضیکہ دین اسلام کی کوئی علامت اس گھر میں نہیں ہے۔ میں اپنے اللہ کے فرمان کے مطابق قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر تمہاری بیوی بیگم صاحبہ کی سہیلی بن جائے اور میاں صاحب تمہارے مخلص یار بن جائیں پھر اس گھر کے پوشیدہ حال تمہیں معلوم ہوں۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان لوگوں کی زندگی کتنی تلخ گزر رہی ہے ناسور کے مریض کی طرح بظاہر بدن پر کوئی زخم نہیں ہے اور کپڑے بھی صاف ستھرے اور قیمتی ہیں۔ مگر ناسور والا زخم اندر ہی اندر جان کو کھا رہا ہے مریض کو نہ دن میں چین ہے نہ رات کو ؛

میں کسی کی ذات کا مخالف نہیں ہوں۔ البتہ مخالفِ شریعت کے کردار کا مخالف ہوں۔ کھری باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ اے اللہ ہم عالم نہیں تھے اور تیرے کسی بندے نے ہمیں تیرا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ میں تمہاری خیرخواہی کر رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین ؂



الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ گنہگار اور عاجز (احمد علی) اپنے دوستوں کی مجالس میں علی الاعلان یہ عرض کیا کرتا ہے کہ حضرات اولیاء کرام کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے اور ان کے متعلق دل میں اتنا ادب ہے۔ میرے یہ الفاظ ہوتے ہیں کہ " اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ہوتے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن کو یہ موتی نصیب ہوتے ہیں وہ اِن موتیوں کو قبر میں بھی ساتھ لے جائیں گے ۔ اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس شخص کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادیں گے اور وہ خوش نصیب ان موتیوں کو کو لے کر قبر سے اٹھ کر میدانِ محشر میں حاضر ہو گا ؂



اگر جنرل محمد ایوب خاں صاحب صدرِ مملکت پاکستان وچیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اسی تدبّر اور جرأت خداداد سے کام لیں جس سے انہوں نے پاکستان میں ایک عجیب انقلاب کرنے میں لیا ہے تو پاکستان یقیناً

ناقابلِ تسخیر پاکستان بن سکتا ہے۔

صدرِ مملکت پاکستان کی خدمت میں پیشکش

اگر آپ پاکستانی فوج کے مندرجہ ذیل عہدہ داروں (جنرل۔ کرنل لفٹیننٹ جنرل میجر جنرل) کو قرآن مجید کے ان اصول سے واقف کرنا چاہیں تو میں اپنی خدمت بشرائط ذیل پیش کرتا ہوں :۔

میری ذات کے متعلق شرائط

۱۔ اس خدمت کا حکومت سے معاوضہ نہیں لوں گا۔

۲۔ چونکہ مجھے بائیں طرف بدن کے فالج کا اثر ہے اس لئے لاہور یا کراچی میں اس خدمت کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں جس مقام پر زیادہ سردی ہو وہاں جانے سے معذور ہوں۔

۳۔ بستر میرا اپنا ہو گا۔

۴۔ کھانا اپنی گرہ سے کھاؤں گا۔ اگر کسی فوجی مرکز میں قیام ہو گا تو فوجی لنگر سے قیمتاً کھانا کھاؤں گا۔

۵۔ چونکہ میں ۷۴ سال کا بوڑھا ہوں اس لئے میرے ساتھ ایک خادم بھی رہے گا جس کے اخراجات بھی میرے ذمہ ہوں گے۔

۶۔ فقط میری اور میرے خادم کی سواری کا انتظام حکومت کے ذمہ ہو گا

۷۔ ان اصول کے متعلق زبانی لیکچر نہیں ہوں گے بلکہ قرآن مجید اور احادیث کا لفظی ترجمہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی کتاب کے اندر سے

پڑھاؤں گا جس طرح طالب علم استاد سے پڑھتا ہے۔

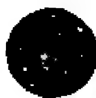
استفادہ کرنیوالے احباب کے متعلق شرائط

۱۔ جن احباب کو قرآن مجید اور کتب حدیث سے ان مضامین کو پڑھنے کا دلی شوق ہو۔

۲۔ پڑھانے کے بعد میں امتحان لیا کروں گا تاکہ ان میں یہ استعداد پیدا ہو جائے کہ آیندہ ان مضامین کو دوسرے کے سامنے تقلیداً نہیں بلکہ اپنی ذمہ داری سے قرآن مجید اور حدیث شریف سے نکال کر پیش کر سکیں۔

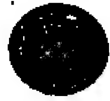
ممنون ہوں گا

اگر صدر مملکت پاکستان میری اس پیش کش کو منظور فرمالیں تو میں اُن کا تہ دل سے ممنون گا۔ اس چیز کا متعدّی اثر یہ ہو گا کہ ان ذمہ دار افسروں کے ذریعہ سے مملکت پاکستان میں اسلام کے زندہ۔ تابندہ اور پائندہ رہنے کے لئے کریں گے۔ جب یہ نیت فوج کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو پھر پاکستانی فوج کسی میدان میں ہرگز ہرگز شکست نہیں کھائے گی۔



اے موجودہ دور کے مسلمان اگر تو نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے اور شراب پئے اور ڈانس کھیلے اور روزانہ سینما کے شو دیکھے پھر اگر تیرا نام محمد دین ہو۔ یا الہ دین ہو یا اللہ دتہ ہو یا عبداللہ جان ہو یا عبداللہ خان ہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ناراض

ہوں گے روزنانہ ڈائری نویس (کراماً کاتبین) فرشتے تم سے ناراض ہوں گے
اللہ تعالیٰ کی ان نافرمانیوں کے ہوتے ہوئے تم خیال کر سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ
کی مدد تمہارے شاملِ حال ہو سکتی ہے ؟



اہلِ السنۃ والجماعۃ کہلانے والے مسلمانوں کے لئے غور کرنے کا
مقام ہے اہلِ السنۃ والجماعۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت یعنی طریقہ کے پابند ہیں اور اس سنّت پر عمل کرنے میں
ہم صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلے جا رہے ہیں یعنی صحابہ کرامؓ ہمارے
اسلاف تھے اور ہم اُن کے اخلاف یعنی جانشین ہیں ۔ میں اپنے اس
دَور کے اہلِ السنۃ والجماعۃ سے عرض کرتا ہوں ۔ کیا ہمیں اس مبارک لقب
کے استعمال کرنے کا حق ہے ؟ کیا صحابۂ کرام بھی نماز التزام سے نہیں پڑھا
کرتے تھے ؟ کیا صحابۂ کرامؓ رمضان مبارک میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے ؟
کیا صحابۂ کرامؓ مال ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں ادا کیا کرتے تھے ۔ کیا صحابۂ
کرام شادیوں پر باجے بجوایا کرتے تھے ۔ کیا صحابۂ کرام دولھا کے سر پر سہرا
باندھا کرتے تھے ۔ کیا صحابۂ کرام دولھا کو سگن کے طور پر ضرور ہی گھوڑی
پر بٹھا کرلے جایا کرتے تھے خواہ سسرال کا گھر دس قدم کے فاصلہ پر ہی
ہو ۔ کیا صحابۂ کرام دولھا کے پیچھے گھوڑی پر سربالا بٹھایا کرتے تھے ۔ کیا
صحابۂ کرام بارود کے گولے برات میں ساتھ لے جایا کرتے تھے ۔ کیا صحابۂ
کرام دولھا کے ہاتھ مہندی سے رنگا کرتے تھے ۔ کیا صحابۂ کرام داڑھیاں

منڈوایا کرتے تھے اور کیا صحابۂ کرامؓ کاروبار سے فارغ ہو کر رات کو رنڈیوں کے گانے (بالفاظ دیگر سینما) سُنا کرتے تھے۔ اے موجودہ دور کے اہل السنتہ والجماعۃ تمہیں شرم آنی چاہیئے۔ اہل السنتہ والجماعۃ کہلا کر تعلیم قرآن مجید کی مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طرز عمل کی مخالفت اگر تمہیں اپنے اس طرز عمل میں تبدیلی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تو پھر ان نسبتوں کو چھوڑ دو مسلمان نہ کہلاؤ تاکہ دشمنانِ اسلام حضورؐ کی امت کی توہین نہ کر سکیں۔ اہل السنتہ والجماعۃ نہ کہلاؤ تاکہ صحابۂ کرامؓ کی توہین تو نہ ہو۔ کیونکہ دشمنانِ اسلام یہی خیال کریں گے کہ حضورؐ کے صحابہ کرام بھی ایسے ہی ہوں گے ۔

●

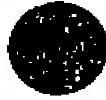
مَیں تو دوستوں سے کہا کرتا ہوں آپ کہتے ہیں کہ دانے دانے پر مُہر لگی ہوتی ہے کہ جو دانہ جس کی قسمت میں لکھا ہوا ہے وہی کھائے گا۔ دوسرا نہیں کھا سکتا۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ بندے بندے پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر لگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر میں جس لڑکے کے لئے جو لڑکی اور جس لڑکی کے لئے جو لڑکا لکھا ہوا ہے نہ اُس لڑکے کی شادی کسی دوسری لڑکی سے ہو گی اور نہ اُس لڑکی کی شادی کسی دوسرے لڑکے سے ہو گی۔ اے مسلمان تیرا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان ہے پھر تمہیں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کی کیا فکر ہے۔ اسلام کا

فیصلہ تو یہی ہے جو عرض کر چکا ہوں ۔

تمہاری بیوی رنگ و روپ کی سادہ ہے مگر انتہا درجہ کی وفا شعار خدمت گذار اور خاوند کے ماں باپ کی تابعدار دن رات لونڈیوں کی طرح اُن کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتی ہو وہ ہزار درجہ اُس خوبصورت بیوی سے بہتر ہے جسے اپنے حُسن پر اتنا ناز ہو کہ تمہیں بھی بدصورت ہونے کے باعث ذلیل سمجھے اور اپنے حسن و جمال کے باعث خاوند کے ماں باپ کی خدمت کو اپنے حق میں عار خیال کرے اور اگر ہانڈی روٹی پکانے کے لئے ساس کہے تو یہ جواب دے کہ میں کوئی باورچن بن کر آئی ہوں اور اگر ساس پانی مانگے تو کہے کہ میں کوئی تیری لونڈی بن کر آئی ہوں۔ اے مسلمان تو خود فیصلہ کر کہ پہلی بیوی بہتر ہے یا دوسری ۔

آج چودھویں صدی میں جو علماء کرام پیغام حق کتاب و سنۃ سے نکال کر پہنچا رہے ہیں اُن کے خلاف شیطان لعین عوام الناس سے مخالفت کرا رہا ہے جو علماء کرام کتاب و سنۃ سے احکام پہنچاتے ہیں انہیں وہابی بنا دیتا ہے۔ وہابی کا لفظ ایک ہوّا بنا رکھا ہے ورنہ وہابیت کیا ہے اس کے معنی علماء کو بھی معلوم نہیں کیونکہ سارے نصاب تعلیم عربیّت میں وہابی کی تاریخ ہے ہی نہیں اب ساری

عرضداشت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہابیت کی تاریخ علماء کرام کو بھی معلوم نہیں اور ہر جاہل کے منہ میں وہابیت کا لفظ ہے شیطان نے کس طرح لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے ۞



جاہل مسلمان بزرگوں کی قبروں پر جاکر منت مان آتے ہیں کہ اے بزرگ اگر تو مجھے ایک بیٹا دے دے تو میں تیری قبر پر ایک بکرا چڑھاوا چڑھاؤں گا جب اللہ تعالیٰ اُس آدمی کو بیٹا دیتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا ہے اس کا شکر کروں بلکہ ایک بکرا خرید کر کے اس بزرگ کی قبر پر (مثلاً پانچ میل یا چھ میل) پر جاکر ذبح کراتا ہے تاکہ اس بزرگ کے احسان کا شکریہ ہو جائے اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر شکریہ کے طور پر بکرا ذبح کرواتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گاؤں میں بھی موجود تھا۔ اور یہ بزرگ وہاں گاؤں میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے بکرے کو گاؤں سے چلا کر اس بزرگ کے مزار پر لایا ہے دراصل یہ حق اللہ تعالیٰ کا تھا۔ کہ اس کا شکریہ ادا کرتا کہ اس نے بیٹا دیا ہے اور بجائے اللہ تعالیٰ کے اِس بزرگ وفات یافتہ کا ممنونِ احسان ہوا کہ اس نے دیا ہے اور یہی ظلم اور بے انصافی ہے کہ بیٹے کی نعمت تو اللہ تعالیٰ نے دی اور اُس نے اس مردہ بزرگ کا شکریہ ادا کیا۔ جس کا اس نعمت کے عطا ہونے میں کوئی دخل ہی نہیں۔ بیٹا یا بیٹی دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے، نہ کسی وفات یافتہ بزرگ کے اختیار میں ۞

باب دوم

مجالسِ ذکر کے چیدہ چیدہ فقرات

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ عصرِ حاضر میں روحانیت کے آفتاب اور صدیق دوراں تھے۔ آپ سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے وہ خورشید جہانتاب تھے کہ جس کی شعاعوں سے ایک عالَم نے اکتسابِ فیض کیا اور اپنے قلوب کو ذکر و فکر کے انوار سے منوّر کیا۔ جمعرات کی شام کو نماز مغرب کے بعد جامع شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد ہوا کرتی تھی جس کے اختتام پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ متوسلین کی ہدایت اور امراضِ روحانی سے نجات حاصل کرنے کے نسخے تلقین فرمایا کرتے تھے۔ یہ نسخے امراضِ روحانی کے لاکھوں مریضوں نے آزمائے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی ان کے دلوں کی دنیا بدل گئی اور وہ امراضِ روحانی سے شفایاب ہو کر آسمانِ ہدایت پر ماہ و انجم بن کر چمکے۔ اللہ والوں کے الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں اور دلوں پر ہی اثر انداز ہوتے ہیں ع ہر کہ از دل می خیزد بر دل می ریزد

یہ باب حضرت قدس سرہ کے ایسے ہی الفاظ کا مجموعہ اور امراضِ روحانی کے نسخہ جات کا ذخیرہ ہے۔ پڑھئے اور سر دھنیئے ؛

تربوز کی رنگت دلکش اور جاذب ہوتی ہے اس کا ذائقہ میٹھا اس کا شربت تشنگی کا دافع اور اس کا کھانا اشتہا انگیز ہے بعینہٖ ذکر الٰہی ہے۔ ذکر خفی ہو یا ذکر جلی۔ ذاکر ہر طرح سے اس سے مستفید ہوتا ہے۔ ذاکر اس کی بدولت ماسوا اللہ سے کٹ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے متعلق ہو جاتا ہے ؞

●

اخذ فیض کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ ظاہری علوم کے لئے ۵۰ فیصدی استاد کا ادب اور ۵۰ فیصدی طالب علم کی محنت ہو تو ترقی ہوتی ہے فیض باطنی کے لئے ۱۰۰ فیصدی ادب کی ضرورت ہے ؞

●

اللہ کے پاک نام میں بے شمار برکتیں ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ سے کٹ جاتا ہے پھر دل چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر خدا کو یاد کریں اور ہمارے پاس کوئی نہ آئے اگر آئے تو جلدی اٹھ جائے۔ کوئی آئے تو دل گھبرائے جتنا دِل گھبرائے گا اتنا درجہ

بلند ہوگا ؎

ذکرِ الٰہی میں وہ لذت آتی ہے کہ تاجِ شاہی سر پر رکھوا کر اور تختِ شاہی پر بیٹھ کر بادشاہوں کو نہیں آتی ؎

مریض کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک علاج دوسرا پرہیز جہالت اور غفلت بہت مہلک بیماریاں ہیں۔ خدا یاد نہ کیا تو مرنے کے بعد یہ بیماریاں ساتھ جائیں گی اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیں گی۔ حشر میں بھی تڑپائیں گی اور اس کے بعد جہنم رسید کرائیں گی۔ غفلت اور جہالت دق سے بھی زیادہ مہلک ہیں۔ دق کا مریض زندگی میں تڑپتا ہے مرنے کے بعد سب تکالیف دور ہو جاتی ہیں ؎

اللہ کا ذکر علاج ہے مشتبہ اور حرام مال سے بچنا پرہیز ہے۔ حرام کھانے سے عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ حرام کی تمیز عام لوگوں کو نہیں ہے حرام دو قسم کا ہے۔ ظاہری اور باطنی۔ عوام تو فقط ظاہری حرام حلال کی تمیز کر سکتے ہیں۔ باطنی حرام کی تمیز خواص کو ہوتی ہے۔ بکری حلال ہے لیکن چوری کی ہو تو حرام ہو جاتی ہے۔ یہ باطنی حرام ہے۔ خواص کو اس کی بھی تمیز ہوتی ہے ؎

اگر ایک بازاری عورت کسی دوکاندار کو اپنی حرام کی کمائی کا پانچ روپے کا نوٹ دے کر کچھ سودا خرید ے اس کے بعد دوسرا گاہک دس روپے کا نوٹ دے کر کچھ سودا لے اور باقی رقم میں اگر دوکاندار اس کو اس بازاری عورت والا پانچ روپے کا نوٹ دے دے تو خواص اس نوٹ کو دیکھ کر بتلا دیں گے کہ یہ حرام کی کمائی ہے یہ دراصل تزکیہ نفس ہی برکت ہے جسے تصوف کہا جاتا ہے ؛

●

امراض روحانی کا علاج صحبت شیخ کے سوا کچھ نہیں۔ کتابیں پڑھنے سے یہ دور نہیں ہوتے۔ دینی مدارس میں کتابوں پر عبور ہو جاتا ہے مگر تکمیل نہیں ہوتی۔ اس لئے علماء کی بھی کماحقہٗ اصلاح نہیں ہوتی ؛

●

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ ہر کافر فرنگ ملحد اور زندیق کو انسان اپنے سے بدرجہا بہتر سمجھے ؛

●

مسلمانوں کی موجودہ بے دینی کا ۸۰ فیصد اکل وشرب حرام ومشتبہ مال ہے۔ دس فیصدی بے نمازوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزوں کا کھانا ہے اور باقی دس فیصدی بے دینوں اور نااہلوں کی صحبت ہے ؛

●

قبر آخرۃ کی ڈیوڑھی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کسی کی قبر بہشت کا باغ اور کسی کی جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے۔ شیخ کامل اس کو بہشت کا باغ بنانے والے راستہ کی طرف رہنمائی کرنے کا ذمہ دار ہے میں اگرچہ بہت گنہگار ہوں۔ اس کے باوجود بھی میری کچھ ذمہ داری ہے جس کو میں محسوس کرتا ہوں میں جب اپنے احباب کو اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ آپ گنہگار ہیں اور میں پاکباز ہوں میری پوزیشن سرکاری وکیل کی سی ہے جو ملزم پر پوری طرح تنقید کرتا ہے ؛

●

انسانیت کا یہ منشاء نہیں کہ انسان ہر چیز میں مالکانہ تصرف کرے کسی پر سواری کرے کسی کو بغیر ذبح کئے چاقو سے کاٹ کر کھا جائے۔ اور آپ بول و براز کی مشین ہی بنا رہے۔ اگر بندگی کا حق ادا نہ کیا۔ تو یاد رکھ اے انسان تو کتے، سؤر اور گدھے سے بدتر ہے۔ وہ مالک حقیقی اور مالک مجازی دونوں کے وفادار ہیں۔ اور تو مالک حقیقی کا غدار ہے ؛

●

بیعت کے بعد شیخ پوچھے گا کہ بیٹا تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ میں پولیس کا سپاہی ہوں۔ اس کے بعد شیخ دریافت فرمائے گا۔ کہ تنخواہ کیا ملتی ہے اور بالائی آمدنی کتنی ہے وہ عرض کرتا ہے کہ تنخواہ الاؤنس مبلغ ۷۵ روپے ہے اور بالائی آمدنی مبلغ ۱۶۰ روپیہ

ہے۔ شیخ ایک طرف استغفار پڑھوائے گا اور دوسری طرف حرام چھڑا دے گا۔ اس کے علاوہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے گا۔ کہ اے اللہ تیرے ایک بھولے بھٹکے بندے کو میں نے تیرے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ تو اس کو اپنی رحمت سے نواز۔ انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔ پہلے حرام کھاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کو بو آتی تھی۔ اب حرام چھوڑ کر استغفار پڑھنے لگا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے اور اس کے فضل و کرم سے اللہ کے دروازہ پر آنے کی توفیق مل گئی ہے۔ اب شیخ کے دریافت فرمانے پر عرض کرتا ہے کہ حضرت اب تو مسجد سے نکلنے کو دل ہی نہیں چاہتا ؛

●

انگریزی دانوں کو تو جانے دیجئے۔ ان کے نصابِ تعلیم میں کتاب و سنت کا نام ہی نہیں ہے اب یہ کچھ ان دونوں کا نام لینے لگے ہیں مگر قرآن سے ڈرتے معلوم ہوتے ہیں۔ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل حضرات کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ ان میں سے بعض کو علم ہوتا ہے مگر صحبت نصیب نہیں ہوتی۔ حسد۔ کبر۔ عجب۔ جاہ طلبی وغیرہ روحانی بیماریاں ہیں جو شیخ کامل کی صحبت میں دور ہوتی ہیں ؛

●

کسبِ معاش کے لئے آپ جو کام چاہیں کریں۔ اللہ تعالیٰ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اے میرے بندے اگر تو جسم کو غذا کھلاتا ہے۔ تو روح کو بھی غذا بہم پہنچا۔ یعنی نماز بھی ساتھ پڑھ لے۔ پہلے لوگ شام کو

دانے بھنا کر کھاتے تھے۔ اب اس وقت چائے پیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے نہیں روکتے صرف یہ چاہتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی کا پانچ وقتہ پروگرام بھی ساتھ ساتھ نبھتا جائے۔ جب مغرب کے وقت دکان کا دروازہ بند کیا۔ تو پاس ہی مسجد میں جاکر اگر نماز ادا کر لی تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں گے۔ رات کو سونا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے موت ہی آجائے۔ اس لیئے رات کو نماز پڑھ کر سوئیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف رہے یہ اللہ کے بندوں کا پروگرام ہے ؎

اللہ کے ذکر کی برکت سے ذاکر کو فرحت چین اور سرور حاصل ہوگا۔ یہ اللہ کی طرف سے قبولیّت کی علامت ہے۔ وہ روح اور جسم دونوں کے پروگرام پر عمل کرے گا۔ اس لائن پر چلنے والے بڑے خوش نظر آتے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ دال روٹی مل رہی ہے اس کے مقابلہ میں وہ لوگ ہیں جن کے پیٹ کا دوزخ بھرتا ہی نہیں ان سے پوچھا جائے تو جواب دیں گے هَلْ مِنْ مَّزِيْد پیٹ کا دوزخ اللہ کے نام سے بھرتا ہے۔ اگر اللہ کا نام نہ ہو تو پھر پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتا اور هَلْ مِنْ مَّزِيْد کی صدا دیتا رہتا ہے ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال میں اچھی اور بُری صحبت کے نتائج کو واضح فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اچھی صحبت کی مثال ایسی ہے

جیسے عطر فروش کی دکان ہو۔ جو شخص اس دکان میں جائے گا تو وہ اگر عطر نہ بھی خریدے گا تو کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور سونگھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بری صحبت کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی ہے ایسی دکان میں جانے والا اگر کچھ لے گا نہیں تو کپڑے ضرور جلا کر آئے گا ؛

●

اولیاء کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں (۱) علمائے کرام (۲) صوفیائے عظام۔ علمائے کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کتاب کا فرض ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں۔ صوفیائے عظام تزکیہ کا فرض ادا کرتے ہیں۔ وہ قرآن کا رنگ چڑھاتے ہیں یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں ؛

●

نیکی اور بدی کی سمجھ بھی سیکھے بغیر نہیں آتی۔ ہمارے ہاں عام طور پر نیک کی تعریف یہ ہے کہ لبیں بڑھی ہوئی ہوں اور گیروی رنگ کے کپڑے زیب تن ہوں۔ ایسے شخص کو نیک کہا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سراپا شیطان ہو ؛

●

نیکی کے لئے سب سے پہلی شرط اتباع شریعت ہے جو متبع شریعت نہیں اسے ہم نیک نہیں کہہ سکتے اور وہ شخص کم از کم مسلمانوں

کا مذہبی مقتداء نہیں ہو سکتا ؛

●

مدت مدید تک اولیاء کرام کی صحبت نصیب ہو تو روحانی امراض سے شفا ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ـــــ وَاصْبِرْ امر کا صیغہ ہے اور الامر للوجوب عندنا (عند الاحناف) یہ وہ حضرات ہیں جن کی زندگی کا مقصد نہ زیب و زینت کرنا، نہ ڈگریاں حاصل کرنا، نہ گریڈ بڑھانا، نہ تجارت کو فروغ دینا اور نہ زمین کا رقبہ بڑھانا ہوتا ہے۔ وہ صرف ذکر الٰہی اور خلقِ خدا کی اصلاح میں صبح و شام مصروف رہتے ہیں یہ ان کی زندگی کا نصب العین ہوتا ہے۔ جو شخص صبح و شام یادِ الٰہی کرے گا۔ وہ باقی اوقات میں بھی اس سے غافل نہ رہے گا۔ اگر کنا دونوں طرف سے میٹھا ہوگا۔ تو درمیان میں سے بھی ضرور میٹھا ہوگا۔ وہ یہ نہیں کرتے کہ چونکہ فلاں شخص چیف انجنیئر ہے اس لئے میں بھی چیف انجنیئر بن جاؤں۔ فرماتے ہیں تیری آنکھوں کی ٹکٹکی اسی قسم کے اللہ والوں پر لگی رہے ؛

●

حقیقت میں انسان روح کا نام ہے انسان اگر جسم کا نام ہوتا تو مرنے والوں کا سارا جسم پاؤں کے ناخن سے سر کے بالوں تک موجود ہوتا ہے مگر گھر والے اس کو جلدی قبر تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اس کے علاوہ ماں روتی ہے کہ میرا بیٹا مر گیا۔ بیوی روتی ہے کہ میرا خاوند مر گیا۔ بچے روتے

ہیں کہ ہمارا آبا مر گیا۔ مگر کون سی چیز گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندر جو روح تھی۔ وہی انسان تھا۔ جو چیز نظر آتی تھی۔ یہ انسان کی لاش ہے ؛

●

پہلے زمانہ میں عورتیں اپنے لڑکوں سے کہا کرتی تھیں کہ بیٹا عمر رسیدہ لوگوں کے پاس بیٹھا کرو۔ تاکہ وہ جب اپنے تجربات بیان کریں تو ان کو سن کر تمہیں عقل آئے ؛

●

بعض اوقات درخت کی جڑ خشک ہو جاتی ہے۔ مگر تنے پتے اور شاخیں سرسبز ہوتی ہیں۔ مالی ایسے درخت کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اس کی جگہ ایک ٹہنی لگا دیتا ہے جو کئی سال بعد درخت بنے گی ؛

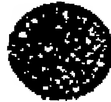
●

ہم مطلق تصوف کے قائل نہیں ہم تو اس تصوف کے حامی ہیں جس کا ماخذ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جو صوفی یا عالم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی طرف دوڑتا نظر آئے گا۔ ہم تو اس کے پیچھے دوڑیں گے۔ بعض مسلمانوں کو پیر ایسے ملتے ہیں جو پاؤں میں گھنگھرو باندھ کر اپنے مریدوں کو نچاتے ہیں۔ اس قسم کے پیروں کی صحبت میں عبادت کی توفیق بھی نہیں رہتی ؛

●

یہ یاد رکھئے کہ علم اور چیز ہے اور تربیت اور چیز ہے۔ امراضِ روحانی

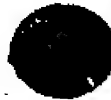
کا فقط ایک علاج ہے اور وہ اللہ والوں کی صحبت ہے ان کی صحبت میں اللہ کے پاک نام کی برکت سے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں ؛



میری عمر دس سال کی تھی جب میں نے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ وہ میری بیعت کے بعد چالیس سال زندہ رہے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے جوانی کے بعد بیعت کی تھی ۔ دونوں نے مجھے اللہ کا نام بتلایا اور دوسروں کو بتلانے کی اجازت مرحمت فرمائی اس لیے ان دوستوں کی رہنمائی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کا مجھ سے بیعت کا تعلق ہے ؛



میرے درس میں بعض میرے مخالف بھی آتے تھے اب بھی آتے ہیں میں خوش ہوتا ہوں کہ میری ہی تو بات سن کر جائیں گے ۔ مولوی حشمت علی اہل قرآن کے امام تھے جب کبھی تشریف لاتے تو میں ان کو ادب سے بلا کر اپنے پاس بٹھلاتا ۔ کیونکہ وہ میرے باپ سے بھی بڑے تھے ۔ وہ مجھے اور ہمارے بزرگوں سب کو کافر کہتے تھے ۔ میں نے ان کو الحمد کی الف سے لے کر والناس کی سین تک سارا قرآن درس میں سنایا ۔ اخلاق اور چیز ہے اختلاف رائے اور چیز ہے ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ کافر سے بھی حسنِ سلوک کرو ؛



الحمد للہ آپ آجاتے ہیں تو میں اپنی ذمہ داری کو نبھا دیتا ہوں۔ ایسے موقعہ پر میرا خاموش رہنا میرے لئے گناہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے میرے پاس اسی لئے بھجواتا ہے۔ کہ میں کتاب و سنّت کی روشنی میں ان کی رہنمائی کروں۔ مجھے اپنے حضرات کے جوتوں کے صدقے یہ دولت نصیب ہوئی ہے کہ میں اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہیں سمجھتا ❊

●

موتی ملنے ارزاں مگر اللہ والے موتیوں سے بھی زیادہ گراں ہوتے ہیں ان کے جوتوں کے تلے کی خاک کے ذرّوں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ہوتے۔ ان کی زندگی بھی محمود اور موت بھی محمود۔ ان کی صحبت اور اکل حلال نصیب ہو تو موت محمود حاصل ہو جاتی ہے۔

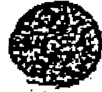
●

اگر ایک شخص سفوف سمجھ کر سنکھیا کھالے۔ تو بے شک وہ خودکشی کا مجرم تو نہ ہوگا مگر سنکھیا موت کا پیغام تو ضرور لائے گا۔ اسی طرح چوری کی بکری کا گوشت کھا لیا تو اس کا اثر تو ضرور ہوگا ❊

●

میری عمر ۷۵ سال کی ہے آپ سب سے میں عمر میں بڑا ہوں۔ میں نے اپنے حضرات کے ہاں یہی دیکھا ہے وہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت کو پھیکا بھات دیتے تھے وہ اس کو تارے پلاؤ کہتے تھے۔ حضرت دین پوری اور دادا پیر کے ہاں یہی دستور تھا۔ پھیکا بھات کھانے والوں کو اسی سے لذت آتی

تھی یہ حلال کمائی والوں کے نذرانوں سے تیار ہوتا تھا۔ دنیا داروں کے نذرانے الگ رکھے جاتے تھے۔ وہ جب کبھی آتے تو ان کو ان نذرانوں میں سے کھلاتے تھے۔ دنیادار اللہ والوں کے دروازہ پر اپنی ضرورتوں کے لئے آتے ہیں۔ اللہ اللہ سیکھنے کے لئے نہیں آتے ؎



سبزی حرام کی۔ پھل حرام کے۔ آٹا حرام کا ہوتا ہے اگرچہ مسلمان ان چیزوں سے بچنے کا مکلف نہیں۔ لیکن اثر تو ضرور ہوگا یہی وجہ ہے کہ بے دینی عام ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب اکل حلال کا نہ ہونا ہے۔ فریب۔ دھوکہ بازی، بددیانتی وغیرہ عام ہیں۔ اس کا فقط ایک علاج ہے کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے پھر وہ جو کھلائیں کھائے اور جس سے منع کریں اس سے رک جائے ؎



میں نے آپ سب کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ گناہوں کا ایک بورڈ بنا لیجئے میں نے بھی بنایا ہوا ہے۔ جو گناہ بھی ہو اس پر لکھ لیا جائے۔ اس سے ہم اپنے نفس کو ڈانٹ سکیں گے۔ کہ تو یہ ہے اگر یہ تیرے گناہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرے گا ؎



ہر شخص غریب ہو یا امیر، بادشاہ ہو یا فقیر، دل کا چین چاہتا ہے۔ چین کو عربی میں اطمینان کہتے ہیں۔ زمیندار سمجھتا ہے کہ زمین کے زیادہ

زیادہ رقبہ پر قبضہ جمانے میں دل کا چین ہے۔ بزاز سمجھتا ہے کہ اپنی دکان میں زیادہ سے زیادہ مالیت کا کپڑا جمع کرنے میں چین ہے۔ ملازم ہمیشہ گریڈ بڑھانے کو چین کا ذریعہ خیال کرتا ہے۔ شادی شدہ شادی کے بعد اولاد کے ذریعے دل کا چین تلاش کرتے ہیں یہ سب راستے غلط ہیں۔

●

اللہ کا ذکر بھی سیکھنے سے آتا ہے۔ طالب کی ریاضت ایسی ہے جیسے زمین پودوں کی جڑوں کو اپنی چھاتی کے اندر کھینچ کر رکھتی ہے اور شیخ کی توجہ ایسی ہے جیسے مالی پودوں کو پانی دیتا ہے۔ دونوں چیزیں ہوں تو ترقی ہوتی ہے اگر کسی سے اللہ کا نام سیکھا جائے اور پھر اندھیری کوٹھڑی میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے۔ ذکرِ الٰہی کیا جائے تو وہ لذت آتی ہے۔ جو بادشاہ کو سر پر تاج شاہی رکھوا کر اور لاکھوں فوج (جو اس کے ابرو کے اشارہ پر کٹ مرنے کو تیار ہو) رکھ کر بھی نصیب نہ ہو گی۔

●

بیوی چاہتی ہے کہ لڑکی مڈل سے میٹرک میں داخل ہو جائے اور پھر ایف اے اور بی اے ہو جائے تاکہ کوئی اچھا رشتہ مل جائے۔ وہ خاوند کو کسی نہ کسی طرح رضامند کر لیتی ہے۔ یہ فکر نہیں کہ اس کا ایمان بھی بچ جائے یہی حال لڑکوں کا ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ وہ بھی بی، اے

ہوجائیں ان کے ایمان کو بچانے کی فکر نہیں کرتیں۔ خود لڑکے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور تمام اخراجات والد سے وصول کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اسکولوں اور کالجوں میں دین سکھلایا جاتا ہے؟ پورا دین نہ سہی کیا، کلمہ ہی پڑھایا جاتا ہے؟

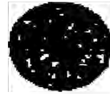
میں اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں بلکہ اس طریق تعلیم کا مخالف ہوں۔ اور اس تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے اگر آپ استاد رکھ کر ان کو قرآن کی تعلیم نہیں دلا سکتے تو ان کو چھٹیوں میں درس ہی میں لائیے جمعہ میں بارہ ماہ برابر لائیے۔ لڑکوں کو جمعرات کے دن ذکر کی مجلس میں لائیے لڑکوں اور لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں ایمان نہیں سکھلایا جاتا تب ان کو آپ مغربی تعلیم دلا کر خوش ہوتے ہیں مگر قیامت کے دن آپ روئیں گے میں چونکہ اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں اس لئے ۲۵ سال سے میں انجمن حمایت اسلام کی بہت سی کمیٹیوں کا ممبر ہوں میں کالج کمیٹی کا بھی رکن ہوں۔ میں اتنی ترمیم چاہتا ہوں کہ اس تعلیم کے ساتھ دین کی بھی تعلیم ہونی چاہیئے انگریز کے زمانہ میں ہمیں شطرنج سیاست پر کھیلنے کے لئے ہندو اور سکھ کے مقابلہ میں ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹر۔ ڈاکٹر اور انجینئر وغیرہ کی ضرورت تھی۔ اب وہ بے ایمان نہیں ہے۔ تو بھی ہم کو ان کی جگہ پر کرنے کے لئے ان ماہرین کی ضرورت پڑے گی۔ میری شکایت ان احباب کے متعلق ہے جو

اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے دینداروں کے گھروں میں بے دینی عام ہو رہی ہے ؛

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو آپ میں سے کسی سے بہتر نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے کہ میں آپ سب سے زیادہ گنہگار ہوں یہ میرا حال ہے اور یہ نعمت مجھے اللہ کے فضل اور اپنے بزرگوں کی برکت سے نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ان بزرگوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ میرے بزرگوں نے مجھے اجازت دے رکھی ہے کہ میں دوسروں کو اللہ کا نام لینا سکھاؤں۔ میں کسی کو نہیں بلاتا جو پوچھتا ہے اسے بتلا دیتا ہوں۔ میں اپنے شیخ کی طرف سے وکالتاً اللہ کا نام بتلاتا ہوں۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ جن احباب کا مجھ سے تعلق ہے ان کی رہنمائی کروں۔ تاکہ ہم سب اللہ کے سامنے سرخرو ہو کر جائیں ؛

میرا جمعہ کا خطبہ پہلے روزنامہ "نوائے پاکستان" لاہور میں چھپتا تھا اب ہفتہ روزہ "خدام الدین" لاہور میں چھپتا ہے۔ بعد ازاں یہ کتابی صورت میں بھی چھپتا ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ یہ نعمت غالباً مغربی پاکستان میں میرے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ انگریز مجھے دہلی سے لایا تھا میں اس زمانہ میں صوف کی عربی عبا پہنا کرتا تھا۔ اور یہ

میرے عربی عبا تھی - اور اندر ہتھکڑی لگی ہوئی تھی، مجھے دہلی سے گرفتار کر کے پہلے شملہ کی حوالات میں رکھا گیا۔ پھر مجھے لاہور لائے۔ تو خان بہادر عبدالعزیز سی آئی ڈی والوں کے حکم سے نولکھا کی حوالات میں رکھا گیا اس طرح کی بے سروسامانی کے باوجود میں اللہ سے خوش ہوں کہ اس نے مجھے دین کی بہت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی - میں اہالیان لاہور سے بھی خوش ہوں کہ ان کو اللہ نے میری آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائی - اگر میں آج مر جاؤں تو میری طبع شدہ چیزیں اتنی ہیں کہ جن کی برکت سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بخشش فرما دیں گے ؂



اسلام کے سوا سب مکان کی صفائی کرتے ہیں - اسلام مکین کی صفائی کرتا ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر مکان صاف ہو تو اس میں اژدھا یا بازاری رنڈی ڈیرہ لگالے تو کیا کسی کے نزدیک بھی اس مکان کی کوئی عزت ہو گی - ہرگز نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی ﷺ پر کھجور کی چھڑیوں کی چھت تھی - اس کے باوجود اس کی کتنی عزت تھی اگر مسجد خواہ کچی ہو اس کے اندر کوئی اللہ کا بندہ ہے جس کی نظر کیمیا اثر ہے تو اس کی ایک نظر پڑ جانے سے بیڑا پار ہو جائے گا - اور اس کی جوتیوں میں بیٹھنا دنیا دار کے لئے باعث فخر ہے ؂



جسم مکان ہے اور اس کے اندر روح مکین ہے - اسلام کہتا ہے کہ

روح کی تہذیب کرو۔ دنیا جسم کی تہذیب کرتی ہے اگر بال بکھرے ہوئے نہ ہوں۔ بلکہ کنگھی پٹی کی ہوئی ہو۔ کپڑے صاف ہوں۔ بوٹ پالش شدہ ہو تو دنیا کی نظر میں ایسا شخص مہذب ہے گویا ان کے نزدیک عزت کا معیار دولت ہے بھنگی کے پاس دولت ہے تو وہ ان کی نظر میں معزز۔ کیونکہ وہ فرسٹ یا سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لے کر گاڑی میں سفر کرتا ہے۔ سید کے پاس اگر دولت نہیں تو وہ تھرڈ کلاس میں سفر کرے گا۔ وہ ان کی اصطلاح میں جنٹلمین نہیں۔ اس مجلس ذکر کا بھی یہی مقصد ہے کہ ہم جسم کی بجائے روح کی تہذیب کریں۔

●

روزانہ ہمارے سامنے کئی جنازے نکلتے ہیں لیکن ہم پھر بھی نہیں سمجھتے کہ مکان کی صفائی ضروری نہیں مکین صاف ہونا چاہیئے۔ یعنی جسم غبار آلودہ اور کپڑے پھٹے پرانے ہوں تو کوئی پرواہ نہیں۔ مگر روح مہذب ہونی چاہیئے۔

●

بعض دنیا دار خاندانوں میں کچھ رسمیں باپ دادا سے چلی آرہی ہیں حالانکہ وہ سراسر غلط ہیں۔ اگر کوئی ان سے یہ رسمیں چھوڑانا چاہے تو نہیں چھوڑتے بلکہ نہ کرنے والوں پر الٹا طعن کرتے ہیں۔ گویا ان پر بضد مُصر ہیں مثلاً شادی کے موقع پر باجا بجانا۔ دولہا کا سسرال کے گھر گھوڑی پر چڑھ کے جانا سہرا باندھنا اور مہندی لگانا وغیرہ وغیرہ بعینہٖ اسی طرح بعض دیندار

خاندانوں میں بھی ایسی رسمیں چلی آرہی ہیں جو خلاف شرع ہیں ۔

بزرگان سلف کا یہ ادب نہیں کہ ان کے مزارات پر پھولوں کی چادر لے جاکر ڈال دی جائے یا طبلہ بجانے والوں کو بلا کر قوالی کرا دی جائے یا بھنڈارا پکا کر کھا لیا جائے ۔

میں فقہ میں حضرت امام اعظمؒ اور طریقت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا متبع ہوں ۔ گویا کہ میں حنفی بھی ہوں ۔ اور قادری بھی ہوں ۔ اگر ہمارے بھائی غلط رسموں کو امام اعظمؒ یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ثابت کر دیں تو میں ان رسموں کی مخالفت چھوڑ دوں گا ۔

نماز کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ استغفار ۔ آیۃ الکرسی ۔ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۔ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۔ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ یا ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا جائے ۔ اس کے مقابلہ میں لاہور میں کیا ہوتا ہے ۔ وہ بھی سنیئے ۔ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلام علیک یا حبیب اللہ ۔ درود شریف کا کون منکر ہو سکتا ہے لیکن ہر چیز اپنے اصلی مقام پر ہی صحیح ہوتی ہے ۔ درود پڑھنے کے بھی اوقات اور مواقع ہیں ۔ اگر نماز میں سورہ فاتحہ یا سورہ اخلاص کی بجائے درود شریف پڑھا جائے تو نماز نہ

ہو گی۔ شریعت کے مالک آسمان پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے جس جگہ جو کچھ پڑھنے کا حکم دیا ہے اس میں ردّ و بدل کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ امام اعظمؒ کے مذہب میں ہے کہ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا اس صورت میں منع ہے کہ اس سے نمازی کی نماز یا ذاکر کے ذکر میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ بعض اوقات کسی ایسی مسجد میں نماز مغرب پڑھنے کا موقعہ ہوا جس میں بلند آواز سے درود شریف پڑھا جاتا ہو۔ اور اگر ایک یا دو رکعت باقی ہوں تو میں خود کئی کئی دفعہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں بھول جاتا ہوں۔ یہ نہ حنفی ہیں نہ قادری اور یہ نہ حضورؐ اور نہ صحابہ کرام کے تابع ہیں۔ اگر روکا جائے تو کہتے ہیں کہ ان کو درود شریف پڑھنے سے گولی لگتی ہے ہمارا ایمان ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس درجے بلند ہوتے ہیں اور دس دفعہ خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے ۞



کیا خواجہ حضرت علی ہجویریؒ یہ سکھلا گئے ہیں کہ میری قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا۔ گلّہ میں پیسے ڈالنا۔ یہ ان کا ادب نہیں بلکہ ان کا ادب یہ ہے کہ ان کے طریقہ کو زندہ کیا جائے میں ان کو بہت بڑے اولیاء کرام میں سے سمجھتا ہوں اور کبھی کبھی فاتحہ خوانی کے لئے ان کے مزار پر بھی جاتا ہوں ۞

مزارات پر پھولوں کی چادریں چڑھانے والوں سے اگر آپ کہیں کہ اس کی بجائے اگر کسی غریب مسکین۔ بیوہ یا یتیم کو دو روپے دے دیں۔ تو یہ زیادہ اچھا ہے اور اس کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچا دیں۔ تو وہ ہرگز نہ مانیں گے اس لئے کہ اس میں کوئی نام و نمود نہیں ہے ہر نیکی کا کام کر کے اگر میّت کی روح کو ثواب پہنچایا جائے تو جائز ہے اس کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے۔ مگر اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔

۱۔ نیّت میں اخلاص ہو۔ یعنی صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔ غیر اللہ کی رضا کا شائبہ بھی نہ ہو۔

۲۔ مال حلال کا ہو اگر حرام کا مال ہو گا تو میّت کو ایک دانہ کا بھی ثواب نہ پہنچے گا۔

۳۔ مستحقین کو کھلایا جائے

نماز نفلی۔ روزہ نفلی۔ حج نفلی اور صدقات و خیرات کا ثواب پہنچتا ہے۔ عام طور پر نہ نیّت میں اخلاص ہوتا ہے نہ مال حلال کا ہوتا ہے۔ اور نہ مستحقین کو کھلایا جاتا ہے۔ برادری یا بڑے بڑے لوگوں کو بلا کر کھلایا جاتا ہے تاکہ واہ واہ ہو جائے کہ باپ کو اچھی طرح سنبھالا۔



اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی شکل و صورت تو یہی ہوتی ہے مگر اندر کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ فرعون اور موسیٰؑ کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی فرق نہ تھا۔ مگر اندرونی استعداد کے لحاظ سے اگر لاکھوں فرعون

بھی ذبح کردیئے جائیں تو وہ سب موسیٰؑ کے جوتے کے تلوے کے ایک ذرّہ برابر بھی نہیں ہو سکتے ؂

●

طمع۔ منع اور جمع ان تلینوں کی نفی کا نام فقر ہے ؂

●

شادی کے متعلق کسی نے کہا ہے کہ عیش شہر و غم دہر یعنی ایک ماہ کے عیش کے لئے ساری عمر کا غم مول لینا شادی ہے گویا ہر راحت میں رنج ہے راحت اور رنج دونوں لازم ملزوم ہیں۔ ایک ذکر الٰہی ایسی چیز ہے جس میں رنج نہیں ہے جتنا زیادہ کرتے جایئے اتنی زیادہ راحت ہوگی اور رنج کم ہوتا جائے گا۔ اولاد نہیں تو غم، اولاد ہو تو غم، ایک بیٹا تھا تو غم تھوڑا تھا۔ دو ہوئے تو غم زیادہ ہو گیا۔ اس کے مقابلہ میں اللہ کا نام جتنا بڑھتا جائے گا غم گھٹتا جائے گا۔ باقی چیزیں جتنی بڑھیں گی اتنا ہی غم زیادہ ہوتا جائے گا ع

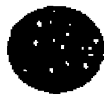
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

●

کامل کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے ان کے کمالات کا عکس پڑتا ہے۔ کوئی فن ایسا نہیں جو ماہر فن کے پاس ایک دو دن بیٹھنے یا کبھی کبھی اس کی ملاقات کرنے سے حاصل ہو سکے۔ کیا درزی، بڑھئی، لوہار، معمار وغیرہ کا کوئی بھی فن ایسا ہے جو مدت مدید کی صحبت استاد کے بغیر حاصل ہوتا ہے ہ نہیں، ہرگز نہیں۔ آپ جس عقل سے دنیا کے کاموں میں

چلتے ہیں۔ اسی عقل سے دین کے معاملہ میں کیوں کام نہیں لیتے۔ جس کی صحبت میں اصلاح ہوتی نظر آئے اس کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے رنگ چڑھ جاتا ہے۔ دینوی علوم و فنون میں بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ استاد کچھ زبان سے بیان فرما کر سکھاتا ہے اور کچھ اپنی عقل سے۔ روحانی تربیت میں بھی یہی ہوتا ہے۔ کامل کبھی کچھ ارشاد فرما کر اور کبھی اپنے عمل کے ذریعہ طالب کی تربیت فرماتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ انسان مِنْ کُلِّ الْوُجُوہ سالم ہو جاتا ہے بشرطیکہ کامل کے ساتھ عقیدت ادب اور اطاعت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ مگر جن کے اپنے اندر ایمان نہ تھا۔ آنحضرت سے عقیدت نہ تھی۔ اور ادب اور اطاعت نہیں کرتے تھے۔ آپ کی صحبت بھی اُن کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکی ؛ ؎

تہیدستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را



مَیں نے اِن گنہگار آنکھوں سے اپنے دونوں مربیوں کے ہاں یہی دیکھا کہ عقیدت، ادب اور اطاعت کرنے والے چند دنوں میں جھولیاں بھر کر لے گئے۔ اور جنہوں نے عقیدت، ادب اور اطاعت نہیں کی وہ ساری عمر صحبت میں رہ کر بھی محروم رہے۔ اینٹ اگر بھٹہ میں ڈالی جائے اور نہ پکے تو وہ پِلّی کہلاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ پِلّی سے کچی اینٹ اچھی ہوتی ہے۔ کہ وہ مینہ کا مقابلہ پِلّی سے زیادہ کرتی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی اللہ والے کے ہاں لے جائیں۔ تو

وہاں سے بک کر نکلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

جو لوگ حضورؐ کا ادب نہیں کرتے۔ وہ اللہ کے حکم کے سامنے اکڑتے ہیں۔ اور ہدایت کی بجائے گمراہی کے راستہ کو اپنا مسلک بناتے ہیں وہ متکبرانہ الفاظ کہہ کر ہدایت کے راستہ سے بھاگتے ہیں۔ مثلاً اگر وعظ و نصیحت کی مجلس ہو۔ اور ان سے شامل ہونے کے لئے کہا جائے تو طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ اگر کوئی گویا آجائے تو خود کہیں گے کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلنا۔

ہمارا ایمان ہے کہ انسان کی زندگی کے لئے دو جہان ہیں۔ ایک یہ جس میں اب زندگی بسر کر رہے ہیں اسے دنیا کہا جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس میں مرنے کے بعد قدم رکھنا ہے اسے آخرت کہا جاتا ہے۔ دوسرے جہاں کے پھر دو حصّے ہیں ایک حصہ قبر میں دفن ہونے کے بعد میدان محشر میں کھڑے ہونے تک اور دوسرا حصہ میدانِ محشر سے شروع ہو کر ابدالآباد (ہمیشہ ہمیشہ) تک۔

مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو شخص دنیا اور آخرت کی زندگی خوشگوار بنانا چاہے۔ وہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائے اور جس طرح قرآن مجید ہر معاملہ میں رہنمائی فرمائے اسی طرح ہر معاملہ کو درست کرتا جائے انشاءاللہ یقیناً دنیا بھی اس کے لئے راحت کا گہوارہ بن جائے گی اور آخرت میں بھی بہتری کی توقع ہو جائے گی۔

ہر کامل سے ہر طالب فیض نہیں اٹھا سکتا اس لیئے کہ عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے ان کے بغیر ساری عمر ان کی صحبت میں رہ کر بھی دنیا سے محروم جانے والے ان گنہگار آنکھوں نے دیکھے ہیں ؀

●

بعض بے سمجھ کہہ دیتے ہیں کہ تصوّف بدعت ہے۔ یہ لوح محفوظ سے آیا ہے اس کی بڑی برکتیں ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ؀

●

یہ مسجد آپ کا مرکز ہے۔ میرے باہر جانے کے بعد مقامی حضرات کو چاہیئے کہ مرکز کو اسی طرح آباد رکھیں۔ اگر گھر کا بڑا سفر پہ چلا جائے یا مر جائے تو کیا باقی گھر والے گھر چھوڑ جاتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پہلے اسی مسجد میں اگر کوئی اہلِ حدیث آمین بالجہر کہتا تھا تو حنفی اس سے لڑتے تھے۔ شب برات پر یہاں چراغاں ہوتا تھا۔ میں سب کچھ دیکھتا اور خاموش رہتا تھا۔ میں دل میں دعا کرتا رہتا تھا اور اللہ سے کہتا تھا کہ اے اللہ! تیرا قرآن خود بخود راستہ بنالے گا ؀

●

۳۹ سال سے میں اسی اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ دہلی میں میرے استاد حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ میں اپنی زندگی اشاعتِ قرآن کے لیئے وقف کردوں۔ الحمد اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ دہلی میں انہوں نے پانچ علماء اور پانچ گریجوایٹوں کو قرآن پڑھایا تھا۔ ان پانچ علماء میں ایک میں تھا۔

●

انگریز مجھے دہلی سے ہتھکڑی لگا کر لایا تھا۔ اس نے مجھے مجبور کر کے لاہور رکھا۔ اگر میرا اپنا اختیار ہوتا تو میں دہلی یا سندھ جاتا۔ لاہور کبھی نہ رہتا۔ انگریز شاید یہ سمجھتا تھا کہ اس کا لاہور میں کوئی حامی و مددگار نہیں اور یہ لاہور کی گلیوں میں پھر کر مر جائے گا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ میرے سینہ میں قرآن ہے۔ قرآن اپنا راستہ خود بنا لیتا ہے۔ آج میں آپ سے خانۂ خدا میں عہد لینا چاہتا ہوں کہ آپ مرتے دم تک اسی محمدی اسلام کی خدمت کرتے رہیں گے اور اس کو زندہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے اسی کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں۔ جو علمی طور پر خدمت کر سکتے ہیں وہ درس قرآن دیں۔

مجھے استاد مولانا سندھی ملے اور شیخ امروٹی۔ ان حضرات کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اشاعتِ قرآن کی توفیق دی۔ میں ہزاروں کو قرآن پڑھا چکا ہوں ان کے علاوہ ایک ہزار سے زائد عالم درج رجسٹر ہیں۔

●

پہلے اس مسجد میں دن کو گیدڑ جوتیاں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ ایک یہ گنہگار بندہ آ کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہیں منگل بنا دیا۔ بڑے بڑے بادِ مخالف

کے جھونکے آئے اور گزر گئے۔ آخر میں میں آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو مرکز عطا کر رکھا ہے اس سے وابستگی کو اپنے لئے لازم سمجھئے ؛

●

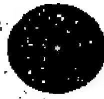
عُجب، کبر، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب نہیں ہیں۔ یہ نعمت اللہ والوں کے ہاں سے ہی ملتی ہے۔ دوسری کسی جگہ سے نہیں ملتی۔ عطر عطر فروش کی دکان سے ہی ملے گا۔ بزاز کے ہاں سے نہیں ملے گا۔ ہم اللہ کے دروازے پر کچھ لینے آتے ہیں۔ یہاں جو کچھ ملتا ہے وہ دوسری جگہ نہیں ملتا۔ یہ قبر میں بھی ساتھ جائے گا۔ یہاں ہدایت ملتی ہے۔ ہدایت نصیب ہوگئی تو یہ قبر میں بھی ساتھ جائے گی حشر میں بھی کام آئے گی۔ اس کے بعد جنّت میں پہنچائے گی ؛

●

میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امّتی ہیں۔ میری حیثیت ایک پوسٹ مین کی سی ہے۔ منی آرڈر بھیجنے والے اور وصول کرنے والے اور ہوتے ہیں۔ پوسٹ مین تو دونوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کی طرف سے آپ کی رہنمائی کے لئے کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی یہاں لاتے ہیں اور وہی بولنے کی توفیق دیتے ہیں۔ میں کچھ پڑھ کر نہیں آتا ــــ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں۔ زبان سے کہلوا دیتے ہیں ؛

●

کیا اللہ تعالیٰ کو بندے کتھرے چاہئیں؟ کیا اس نے جنّت خبیثوں کے لئے بنائی ہے۔ وہ تو بہت نازک مزاج محبوب ہے۔ ذراسی بات پر ناراض ہو جاتا ہے ۞



بعض عورتیں ایسی عفّت مآب ہوتی ہیں کہ وہ اپنے سایہ کو بھی غیر مرد سے چھپاتی ہیں۔ چنانچہ دہلی میں پرانے زمانے کے شرفاء کے ہاں یہی تمدّن تھا۔ کہ عورتیں ڈولی میں گھر سے باہر جاتی تھیں۔ کہار ڈولی کو ڈیوڑھی میں رکھ کر باہر چلے جاتے تھے۔ عورت جب اندر بیٹھ جاتی۔ تو وہ اندر آجاتے۔ اور ڈولی اٹھاتے جس گھر میں جانا ہوتا تھا۔ وہاں بھی لے جاکر اسی طرح ڈیوڑھی میں رکھ کر باہر چلے جاتے تھے۔ تو عورت ڈولی سے نکل کر اندر چلی جاتی۔ اب تو جس نے ایمان بچانا ہو وہ آنکھیں نیچی کرلے۔ نوجوان لڑکیاں ہار سنگار کر کے بے پردہ ہر جگہ لوگوں کے ایمان خراب کرتی پھر رہی ہیں ۞



میں آپ سے ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ میرا ایمان ہے کہ گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں اللہ کے نیک بندے موجود ہیں۔ مگر طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا ہے۔ ان کی تعداد بمشکل سنو میں سے پانچ ہو گی ۞



باطن میں طیّب اور خبیث کی تمیز فقط اللہ والوں کو ہوتی ہے۔ اگر کسی طالب صادق کو شیخ کامل مل جائے اور اللہ تعالیٰ کا فضل

شامل حال ہو جائے۔ تو یہ تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کتنے عرصے کے بعد یہ تمیز پیدا ہو گی۔ بکری چوری کی ہو۔ اور آپ قصاب سے پیسے دے کر اس کا گوشت لائے جن اللہ والوں کو یہ تمیز عطا شدہ ہے وہ بتلا دیں گے کہ یہ گوشت حرام ہے۔ باطن کی آنکھوں سے اس حرمت کا پتہ چلتا ہے۔

●

قرآن ایک مشین ہے جس سے انسان کی زندگی کا کانٹا بدل جاتا ہے کانٹا بدلنے والے اللہ والے ہوتے ہیں ۔

●

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ حقیقت میں انسان روح کا نام ہے۔ اس گوشت پوست اور ہڈیوں کے ڈھانچے کا نام انسان نہیں ہے جسم انسان کا لفافہ ہے۔ کھانا پینا، سونا وغیرہ یہ لفافہ کی ضروریات ہیں موت کے وقت یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے ۔

●

صحبت سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھاتا ہے۔ کاشتکار تو زمین میں یکساں بیج ڈال دیتا ہے لیکن زمین اپنی استعداد کے مطابق اس کو اگاتی ہے۔ بیج کہیں کم اور کہیں زیادہ اگتا ہے ۔

●

حقہ نوشوں کی صحبت میں آہستہ آہستہ حقہ کی عادت پڑ جاتی ہے چلم بھر کر دینے اور حقہ چلانے سے کئی بچے حقہ پینے لگ جاتے ہیں۔ اسی

طرح بھنگ نوشوں کی صحبت کا بھی اثر ہوتا ہے اگر بُری صحبت میں بیٹھ کر انسان بد ہو سکتا ہے تو نیکوں کی صحبت میں اس کے اندر نیکی کا رنگ پیدا ہو گا۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں جو پبلک پلیٹ فارم پر آ کر اصلاحِ خلقِ خدا کا کام نہیں کرتے۔ ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتا ہے۔ وہ بظاہر اس طرح رہتے ہیں کہ دنیا داران کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کریں لیکن وہ گدڑی میں لعل ہوتے ہیں۔ اگر اس قسم کے اللہ والے لاہور میں نہ ہوں تو کوئٹہ کی طرح لاہور ایک منٹ سے پہلے پہلے غرق ہو جائے چونکہ یہاں کوئٹہ سے زیادہ آبادی ہے اس لئے گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں وہ اللہ کے عذاب کو روکے رہتے ہیں۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ یہ اندھوں کا جہان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اندھے سارے بینا کوئی۔ آپ کہتے ہیں بینا سارے اور اندھا کوئی۔

●

دنیا کے بڑے بڑے فلاسفروں اور عقلاء کی ڈگریاں قبر سے ورے ورے کارآمد ہیں۔ اس کے بعد سب اندھے ہیں۔ دل میں ایمان ہو۔ اور قرآن کے نور کا سُرمہ بنا کر آنکھوں میں ڈالا جائے تو نظر قبر حشر بلکہ اس کے بعد جنت اور دوزخ پر ہو گی۔ پھر یقین ہوتا ہے۔ کہ اگر گناہ کیا

تو قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ حضورؐ کے دروازے سے دھکے ملیں گے ؛

عقل فقط حضورؐ کے سر مبارک میں تھی جس کا آپ کے سینۂ اطہر سے جتنا تعلق ہو گا۔ اس کو اتنی ہی عقل ہو گی۔ آپ کے بعد عقل فقط اللہ والوں کو ہوتی ہے۔ تمہارے سلاطین۔ امراء۔ وزراء۔ بیرسٹر ایٹ لاء۔ سب احمق ہیں۔ بدمعاشیاں کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ یہ چوروں اور ڈاکوؤں کی زندگی ہے۔ وارنٹ گرفتاری (یعنی موت) آیا تو سب شوخی اور شیخی کرکری ہو جائے گی۔ ان کے مقابلے میں حضورؐ کے دروازے کا غلام ہے جس کی جوتی ٹوٹی ہوئی ہے۔ کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ وہ عقل مند ہے ؛

اپنا امتحان خود لیا کیجئے۔ کہ بیوی پیاری ہے یا خدا۔ اولاد زیادہ محبوب ہے یا خدا۔ افسر کا ڈر زیادہ ہے یا خدا کا۔ اگر اصلاح حال ہو چکی ہے تو اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کے مقابلے میں کسی چیز کی بھی پرواہ نہ ہو گی ؛

اسکولوں۔ کالجوں۔ دفاتر اور عدالتوں میں چلے جائیے اور دیکھئے کہ مسلمان کی کیا حالت ہے۔ کوچ اور صوفہ سیٹ پیارے۔ بیوی پیاری۔ زنا اور شراب زیادہ پیارے ہیں۔ اللہ اور حضورؐ کے حکم کی پرواہ ہی نہیں ؛

ھر چیز کی ایک منڈی ہوتی ہے۔ ہدایت کی منڈیاں مساجد ہیں۔ یہ

بدبخت مسجد میں آنے اور ٹوٹی چٹائیوں پر سر بسجود ہونے کو اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ اگر مسجد میں آنا ان کی کسرِ شان ہے تو اللہ والوں کے جوتے کی کسرِ شان ہے ان کی کوٹھیوں پر جانا۔ نعم الامیر علی باب الفقیر۔ بئس الفقیر علی باب الامیر۔ تمہیں ہدایت کوٹھیوں میں نصیب نہ ہوگی۔ دروازۂ الٰہی پر آؤ گے تو ہدایت نصیب ہوگی۔ تمہاری دروازۂ الٰہی پر آنے سے عزت بڑھے گی۔ اللہ والوں کی تمہاری کوٹھیوں پر جانے سے بے عزتی ہو گی۔

●

دل ٹھیک ہے تو سب اعضاء ٹھیک۔ دل بادشاہ ہے اور سب اعضاء اس کی فوج ہیں۔ دل حاکم ہے سب اعضاء اس کے تابع ہیں۔

●

نمبر اول بدقسمت وہ لوگ ہیں۔ جن کی عقل میں قرآن نہیں آیا۔ نمبر دوم بدقسمت وہ لوگ ہیں جن کی عقل میں سب کچھ ہے۔ لیکن قلب میں نہیں اترا۔ بی اے یا ایم اے تک عربی پڑھ چکے ہیں۔ ریسرچ کرنے اور ایک رسالہ لکھنے کے بعد یونی ورسٹی ان کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کر دیتی ہے۔ ڈاکٹر ہو گئے۔ نوکر ہوئے تو بڑی بڑی تنخواہیں پانے لگے۔ یا بیرسٹر ہیں اور ہزاروں روپیہ ماہوار کماتے ہیں لیکن ؎

نہ صورت نہ سیرت نہ خالش نہ خط
بمحبوب نامش نہادند غلط

قبر میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری کی کوئی قیمت نہیں ۔

آپ درسِ قرآن پاک میں آتے ہیں۔قرآن سنتے ہیں۔آہستہ آہستہ اللہ تعالےٰ نے سمجھ بھی دے دی۔اور عمل کی بھی توفیق عطا فرمائی۔جو نہیں آتے ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے دین کی بنیاد کتاب و سنّت پر نہیں بلکہ ڈھکوسلوں پر ہے کچھ سُنی سنائی باتوں کو انہوں نے اسلام کا نام دے رکھا ہے ۔

میں آپ سے کہا کرتا ہوں کہ روٹی کمانے کے لئے جہاں آپ کا دل چاہے جائیے ۔دفتر ہو یا دوکان ہو یا کارخانہ۔لیکن شام کو فارغ ہو کر جب گھر آئیں تو بازار یا بیٹھک میں فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اگر کوئی اللہ اللہ کرنے والی جماعت ہو تو ان میں بیٹھئے۔اگر ایسی جماعت نہ ملے تو کسی ایسے فرد کی صحبت میں خاموشی سے بیٹھے اگر کوئی فائدہ نہ ہو گا تو نقصان سے تو بچ جائیں گے۔اگر کوئی فرد بھی نہ ملے تو گھر میں تنہا بیٹھئے۔ فضول باتوں سے کیا فائدہ؟

اگر سب مسلمان میری معروضات کو سنیں۔دل میں جگہ دیں اور عمل میں لائیں تو مجھے اللہ کے فضل و کرم سے پوری امید ہے کہ ان کی دنیا کی زندگی سنور جائے گی۔مرنے کے بعد قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائے گی حشر کے دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے جہنم سے بچا کر جنّت

میں پہنچا دیا جائے گا ؛

●

بادشاہ مومن نہیں تو اُس کے تاج پر خدا کی لعنت ہے۔ ایک غریب مومن کی گودڑی پر خدا کی رحمت ہے۔ اُس کے محل پر خدا کی لعنت۔ اِس کے چھپر پر رحمت۔ اُس کے سونے کے پلنگ پر لعنت۔ اِس کی چٹائی پر رحمت۔ جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ اُس پر اُس کی رحمت ہوتی ہے جس سے وہ ناراض ہو اُس پر لعنت ہوتی ہے ؛

●

اگر کسی جگہ ڈیڑھ من ہینگ رکھ دی جائے تو اُس کی بو وہاں ہر چیز میں ہو گی۔ اسی طرح بادشاہ کی ڈیڑھ من لاش پر چونکہ لعنت ہے اس لئے جس چیز کا اس سے تعلق ہو گا۔ اس میں لعنت کا اثر آئے گا۔ دولت زیور۔ کوٹھی۔ موٹر ہو یا نہ ہو۔ اگر اندر ایمان ہے تو اللہ کی رحمت اس پر نازل ہو گی ؛

●

اگر دل ذاکر ہے تو اس کا اثر اس کے اوپر جو ہڈیاں، پسلیاں۔ گوشت اور پوست ہے ان پر بھی ہو گا۔ گوشت کے اوپر پیراہن۔ پیراہن کے اوپر صدری صدری کے اوپر ہاف کوٹ۔ ہاف کوٹ کے اوپر اوورکوٹ۔ یہ چیزیں پہناوے میں شامل ہیں۔ حالانکہ جسم پر صرف کُرتہ ہے۔ اسی طرح اِدھر لیجئے سر پر چھت اور نیچے چارپائی۔ کھانے پینے کے برتن ہر چیز کا انسان کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر انسان کا دل ذاکر ہے، تو ہر چیز پر ذکرِ الٰہی کی وجہ سے رحمت نازل ہو گی۔ دل

ذاکر ہو تو اللہ کے ہاں عزت ملتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ محل یا چھپر میں ہوتا ہے اگر دل ذاکر نہیں تو سب پر لعنت نازل ہو گی۔ جس کوٹھی میں خدا کا نام نہیں ہے۔ اس میں رہنے والے اگر میاں صاحب، بیگم صاحبہ اور ان کی اولاد میں سے کسی کو بھی کلمہ نہیں آتا اور دل میں ایمان نہیں۔ تو اس کوٹھی اس کے اندر رہنے والے سب پر لعنت برستی ہو گی۔ لاہور میں ایسے بدقسمت سینکڑوں نہیں ہزاروں مسلمان ہیں خدا نے گنگا رام اور خوشحال سنگھ کی طرح سب کچھ دے رکھا ہے۔ ان میں اور ایک ہندو یا سکھ میں کوئی فرق نہیں۔ جب مریں گے تو کوٹھی کو چین آجائے گا ؛

●

مَیں آپ سے ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ انسان کو فقط خوفِ خدا انسان بناتا ہے۔ اگر انسان کے دل میں خوفِ خدا نہ ہو تو اس سے بڑھ کر کمینہ۔ بے حیا اور موذی درندہ خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا۔ شیر اپنے ہم جنس شیر کو نہیں پھاڑتا۔ مگر جب خوفِ خدا نہ ہو تو یہ موذی انسان دو ایٹم بم سے دو ڈھائی لاکھ انسانوں کو اڑا دیتا ہے ؛

●

مَیں یہ بھی کہا کرتا ہوں کہ امیر سے مت ڈریئے۔ اس کو اپنی دولت۔ پارٹی اور ذاتی اثر و رسوخ پر ناز ہوتا ہے۔ وہ غیر کے دروازے پر جاتا ہے۔ وہ پولیس اور عدالت میں جائے گا۔ اس کا آپ مقابلہ کر سکیں گے۔ غریب سے زیادہ ڈرنا چاہیئے۔ اگر اس کو آپ نے ستایا تو وہ غیر کے دروازے پر

نہیں جائے گا وہ بارگاہِ الٰہی میں فریاد کرے گا۔ دو آنسو بہا کر خاموش ہو جائے گا۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

اس کے دو آنسو ظالم کی بربادی کے لئے کافی ہیں۔

●

کوٹھے میں جو درخت ہے۔ اس کو بھی محسوس ہوتا ہے کہ کوٹھی کے رہنے والے کی بے ایمانی اور بددیانتی کے باعث مجھ پر لعنت پڑ رہی ہے وہ اکتا جاتا ہے۔ کہ یہ میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کب مرتے ہیں۔ دواب میں گھوڑا بھینس سب آتے ہیں۔ ان کو بھی احساس ہوتا ہے کیا یہ ان کی عزت ہے کہ جب مرتے ہیں تو سب شکر کرتے ہیں۔ کیوں؟ زبان پہ خدا کا نام نہیں دل میں ایمان نہیں اور اتباع شریعت نہیں۔ جو حال گنگا رام اور خوشحال سنگھ کا ہے وہی محمد دین کا ہے۔ سب کے مرنے پر یہ چیزیں چین پائیں گی۔

●

میں نے کہا کرتا ہوں کہ جس کو کوئی کام نہ ملے وہ لنگوٹی کھول کر ننگا ہو جائے اور پاگلوں والی باتیں کرنے لگے۔ تو لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ مجذوب ہے۔ یہ یاد رکھئے کہ ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا اور نہ ہر مجذوب پاگل ہوتا ہے۔

سالم دل کے یہ معنی ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی سے محبت ہو اور نہ کسی کا ڈر ہو۔ اللہ والوں کا چونکہ یہ حال یہ ہوتا ہے اس لئے اس کا عکس طالب پر پڑتا ہے جن کا یہ حال ہو جاتا ہے وہ سطح زمین پر ہوں یا زیر زمین ہوں۔ دونوں جگہ خوش رہتے ہیں صحبت میں انسان کی روحانی ترقی ہوتی ہے مگر پتہ نہیں لگتا۔ جس طرح ماں بچے کو کھلاتی پلاتی ہے اور ہر آن بڑھتا ہے مگر اس وقت پتہ نہیں چلتا ؁



حضورؐ کی بعثت کے بعد اب روحانی تربیت فقط آپؐ کی دامنگیری سے ہو سکتی ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے میں ایک بڑے پنڈال کی مثال بیان کیا کرتا ہوں جس میں داخلے کے لئے کئی دروازے ہیں۔ جب پنڈال بھر جاتا ہے تو سوائے صدر دروازہ کے سب دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد پنڈال میں داخلہ کے لئے صرف صدر دروازہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جنت میں داخلہ کے لئے بھی کئی دروازے ہیں مثلاً ایک دروازہ پر نوحؑ داخلہ کا ٹکٹ عطا فرمانے کے لئے رونق افروز تھے۔ دوسرے پر ابراہیمؑ۔ تیسرے پر موسیٰؑ اور باقی دروازوں پر دوسرے انبیاء علیہم السلام۔ صدر دروازہ پر رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ اب باقی سب دروازے بند ہو چکے ہیں صرف صدر دروازہ کھلا ہے اب حضورؐ کی دامنگیری کے بغیر کوئی بھی جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا ؁

ہندوؤں کے سادھو بہت ریاضتیں کرتے ہیں۔ کوئی جسم پر بھبوت مل کر بیٹھتا ہے کوئی ہاتھوں کو اوپر کر کے ان کو سکھا لیتا ہے۔ لیکن اہل اللہ کو نظر آتا ہے کہ ان کے سینوں میں نور نہیں ہے گویا کہ ساری عمر برباد ہوئی نہ دنیا ملی اور نہ آخرت ہاتھ آئی ؎

میں ہمیشہ آپ سے کہا کرتا ہوں کہ یا تو انسان خود عالم قرآن ہو یا کسی عالم قرآن کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ ہو یا اللہ تعالیٰ مادر زاد ولی بنا دے۔ ان تینوں صورتوں کے بغیر شیطان ایمان نہیں رہنے دیتا ؎

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاصیت رکھی جو اس کے بغیر دوسری کسی چیز میں نہیں ملے گی۔ نمک کے اندر جو نمکینی ہے وہ مشک وعنبر میں نہیں ہے۔ اگر نمک نہیں ڈالیں گے تو غریب کی ہنڈیا اور امیر کی دیگ پھیکی ہو گی قرآن میں غور و خوض نہ کرنے والا عالم بھی گمراہ ہو گا۔ اور جاہل بھی۔ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو بتلاتی ہے کہ ہمارا خدا سے کیا تعلق ہے۔ اور خدا کا ہم سے کیا تعلق ہے ؎

بعض مرد اور عورتیں شریعت کے اتباع سے بچنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو دنیا کے کتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کتوں اور کتیوں کے لئے نہیں بھیجا یہ تو انسانوں کے لئے ہے۔ ہم نے اگر اپنے آپ کو کتا

کہہ دیا تو کیا اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا؟

●

قرآن کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو تو بعض عالم بھی گنگا رام کی طرح ساری کفر کی رسمیں ادا کرتے ہیں:

●

آپ کو اللہ والوں کی بھی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے۔ کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا۔ کھرا وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیث خیر الانام ہو۔ زبان سے تو سب یہی کہتے ہیں کہ ہم کھرے ہیں۔ میں تو آپ سے ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ اس کو بھی اللہ کے سپرد کیجیئے۔ اللہ سے دعا کیجیئے کہ اے اللہ! جو کھرا ہے ہمیں اس کے ہاں پہنچا تاکہ قیامت کے دن تو ہم سے یہ سوال نہ کرے کہ تم فلاں جگہ کیوں گئے تھے:

●

ھر عالم اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کا اتباع کیا جائے۔ اکثریت کھوٹوں کی ہے اگر ایک لاکھ مسلمانوں میں سے ایک بھی کھرا عالم ہوتا تو لاہور میں ۷ ہونے چاہیئے تھے۔ کھرا وہ جو یہ کہے کہ خدا واسطے درس قرآن دوں گا تم کچھ دو گے بھی تو نہیں لوں گا۔ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اسی قسم کے عالم ہی حق کہہ سکتے ہیں:

●

زمین قابلِ کاشت ہو۔ لیکن اگر مالی نہ آئے اور پانی بھی نہ ملنے پائے تو وہ

بے کار پڑی رہے گی۔ اسی طرح نورِ فطرت موجود ہو یعنی اندر قبولیت حق کی استعداد ہو۔ لیکن جب تک خارج کا نورِ ہدایت تائید نہ کرے یہ استعداد بروئے کار نہیں آتی ؎

●

علمائے کرام قرآن سمجھا دیتے ہیں۔ صوفیائے عظام اس کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ قرآن رنگ ہے۔ قولہ تعالیٰ :۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۔ ترجمہ :۔ اللہ کا رنگ اور اللہ سے اچھا کس کا رنگ ہے (سورۃ البقرہ رکوع ۱۶ پارہ ۱) دنیا کے رنگ ظاہر کو رنگتے ہیں اور قرآن باطن کو رنگتا ہے قرآن کا رنگ چڑھ جائے تو انسان، انسان بنتا ہے ؎

●

عالم شکوک و شبہات دور کر دے گا۔ مگر عمل کا رنگ نہیں چڑھتا جب تک کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ کامل سے اخذِ فیض کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے ؎

●

علمائے کرام اور صوفیائے عظام کا سلسلہ قرآن کی حفاظت کے لئے ہے فوج دراصل سپاہیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ لیکن اس میں ڈاکٹر۔ لانگری اور بیرے سب شامل ہوتے ہیں ؎

●

قرآن مجید کی حفاظت دراصل علماء کرام اور صوفیائے عظام کا

کام ہے۔ لیکن ان ارشاداتِ نبوی ﷺ کے ماتحت اس کام میں ہر ایک حصہ دار بن سکتا ہے۔ اسی لئے میں آپ سے کہا کرتا ہوں کہ جو عالم یہاں قرآن مجید پڑھنے آتے ہیں اگر آپ ان کی خوراک کے لئے انجمن کے خزانہ میں کچھ دے دیں گے تو وہ آپ کی کمائی سے دال روٹی کھا کر جائیں گے جب تک وہ اشاعت قرآن کرتے رہیں گے شہنشاہِ حقیقی کے خزانے میں آپ کا حصہ بھی ہو جائے گا ؏

آج جتنے عالم نظر آتے ہیں۔ یہ گورنروں، وزراء اور افسروں کی محنت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ علماء کرام کی قوت گویائی سے کتاب اللہ کا علم دل میں آتا ہے کامل اس کو اعضاء میں اتارتے ہیں ؏

سکندر رومی سے ایک سائل نے پیسہ مانگا۔ اس نے کہا میری شان کے مطابق مانگو۔ سائل نے کہا اچھا بادشاہی دے دو۔ سکندر نے جواب دیا کہ اپنی حیثیت کا بھی خیال رکھو۔ آج کل کے دنیاداروں نے اگر کسی مزدور کا ایک روپیہ دینا ہو تو ساڑھے تیرہ آنے ہی دینے کی کوشش کریں گے۔ کافی تکرار کے بعد ممکن ہے کہ پندرہ آنے دے دیں۔ میں تو اپنے احباب سے کہا کرتا ہوں کہ غریب سے ڈرا کریں۔ اگر کسی غریب کے چار آنے بنتے ہیں تو اس کو ساڑھے چار آنے دے دیجیئے۔ اگر آپ نے اس کا حق پورا نہ دیا تو ممکن ہے اس کی بددعا سے ہزاروں روپے کا نقصان ہو جائے ؏

جمعہ کے دن آپ سب آزاد ہوتے ہیں ایک میں ہی پابند ہوتا ہوں۔ اب تو لکھ کر لاتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات اس سے پیشتر گھنٹوں قرآن مجید کی ورق گردانی کرتا رہتا تھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ کپڑے بدل کر چلنے کے وقت تک کوئی موضوع سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اس وقت جان مخمصہ میں ہوتی ہے۔ ادھر لوگ منہ کو دیکھتے ہیں۔ ادھر اللہ کا ڈر۔ اِدھر یہ منبر حضورؐ کے منبر کی نقل ہے۔ اس لئے حضورؐ کا خیال پہلے انبیاء کے حضور میں ان کی امتوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے روز پیش ہوتے تھے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اعمال آپؐ کے حضور میں روزانہ پیش ہوتے ہیں۔ یہی خیال آتا رہتا ہے کہ کہیں ایسی کوئی بات نہ منہ سے نکل جائے کہ حضورؐ ناراض ہو جائیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ کام چل رہا ہے وہی دل میں ڈالتا ہے۔ وہی یہاں لاکر بٹھاتا ہے اور وہی زبان سے کہلواتا ہے۔

●

باغ میں چلے جائیے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب عجیب کرشمے نظر آئیں گے۔ ایک ہی زمین ہے لیکن اس میں سے گلاب کی جڑ سرخ رنگ اور گیندے کی زرد رنگ اور موتیئے کی سفید رنگ کھینچ کر لاتی ہے پھر اور کمال دیکھئے کہ ہر ایک کی جڑ علیحدہ علیحدہ خوشبو زمین سے حاصل کرتی ہے۔

●

پاکستان میں ایسے آدمی بکثرت پائے جاتے ہیں جو دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ زنا، شراب، سینما اور ڈانس ان کا مشغلہ ہے۔ نماز کے قریب بھی نہیں جاتے۔ جب نماز کے متعلق ان سے کہا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ "تساں نماز نال کی بنا لیا" (آپ نے نماز سے کیا بنا لیا) ہم نے نماز سے وہ کچھ بنا لیا جس کی تمہیں کچھ سمجھ نہیں۔ گھوڑے کو پہلے تو کھلاتے پلاتے ہیں اور پھر اس کو تانگے میں جوتتے ہیں اسی طرح گائے بھینس وغیرہ کو پہلے چارہ کھلاتے ہیں۔ پھر دودھ دیتے ہیں۔ لیکن انسان سمجھتا ہے کہ کھانے، پینے کے بعد ہم سینما اور ڈانس کے لئے فارغ ہوں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ کما کر لانے کے بعد اللہ اللہ کرتے۔ لیکن یہ پاگل اس وقت فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ بیوی خوبصورت ہو اور نئی شادی ہوئی ہو تو دفتر میں بیٹھے بھی بیوی یاد رہتی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ کا ذکر بکثرت کیا جائے تو پھر خود بخود قلب چل نکلتا ہے۔

●

جن کے اندر ایمان ہے۔ ان کو بے ایمان کہتے ہیں۔ یہ رنڈی باز اور شرابی ایمان دار ہیں۔ مرنے کے بعد پتہ چلے گا پھر کہیں گے۔ اے اللہ ہمیں ایک دفعہ پھر لاہور بھیج دے۔ لیکن لاہور تو غرق ہو چکا ہو گا۔ یہ عمر کی پونجی برباد کرنے والے ہیں ؛

●

موتی ملنے ارزاں لیکن اللہ والے ملنے اس سے بھی گراں۔ موتی تو کافرو ں

کے گھروں میں بھی ہوتے ہیں لیکن اللہ والے مسلمانوں میں بھی اللہ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ انہی کی برکت سے اسلام زندہ اور تابندہ ہے قولاً، فعلاً، صورتاً، سیرتاً، ظاہراً، باطناً، علماً، عملاً ان سب عنوانات کے ماتحت اللہ کے بندے موجود ہیں ؏

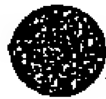
●

میں آپ سے ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ اگر کھرا دین چاہیئے تو مدینہ سے لائیے۔ اگر آپ لاہور سے اوپر جائیں گے تو راستہ ہی میں ڈوب مریں گے۔ عام طور پر سجدے کو جائز قرار دینے والے لوگوں سے پہتے ہیں کہ صرف وہابی کہتے ہیں کہ قبور پر سجدے نہیں ہونے چاہئیں۔ وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ خواجہ علی ہجویریؒ۔ شاہ محمد غوثؒ ،حضرت میاں میر کے مزارات پر سجدے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کتاب وسنّت کے اتباع میں استقامت عطا فرمائے ؏

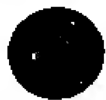
●

پنجابی میں کہتے ہیں۔ یا خود مرد ہووے یا مرد دے سایہ ہیٹھ رہے۔ (یا تو خود مرد ہو یا مرد کے سایہ کے نیچے رہے) میں اس کے مقابلہ میں کہا کرتا ہوں یا تو انسان خود صاحبِ استقامت ہو یا کسی صاحبِ استقامت کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔ ورنہ ہر وقت پھسلنے کا خطرہ ہے۔ تحریک ختمِ نبوت کے سلسلہ میں کئی پھسل گئے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ آمین یاالٰہ العالمین ؏

لاھور میں ایسے مسلمان بکثرت موجود ہیں جن کے سینہ میں نورِ قرآن نہیں ہے۔ جن علماء اور فقراء سے ان کا تعلق ہے۔ ان کے اندر بھی نہیں ہے۔ اس لئے دونوں گمراہ ہیں ؛



میرے متعلق مخالفین نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اس کے متعلق میں بارہا جمعہ۔ درس اور اس مجلس میں کہہ چکا ہوں کہ جو اولیاء کرام کا انکار کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔ لیکن جو ان کو خدا کے درجے پر لائے اس پر بھی خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ ملعون کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری یعنی ملعون سے خدا ناراض ہوجاتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکرِ جہر شروع کرنے سے پہلے گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے۔ یہ ہماری گیارھویں ہے اور یہی اصلی قادریت ہے ان بھلے مانسوں نے گیارھویں گوجروں سے دودھ اور کھیر لینے کو سمجھ رکھا ہے۔ جو ان کو گیارھویں کھلاوے حنفی۔ خواہ وہ تارکِ نماز ہو۔ جو نہ کھلاوے وہ وہابی۔ کیا یہی دین لوگوں کو پہنچاؤ گے ؛



لاھور میں اس کو حنفی کہتے ہیں۔ جو مخلوط اسلام پر عمل کرے۔ ہم وہ بدمست قلندر ہیں کبھی مسجد میں کبھی مندر میں۔ جو توحیدِ خالص کی طرف

دعوت دے لاہوری مسلمان اس کو وہابی کہتے ہیں ۔

"اصلی حنفیت" میں نے ایک رسالہ لکھا ہوا ہے ۔ اس میں ایک بھی مسئلہ امام ابو حنیفہؒ کے خلاف ثابت کر دیا جائے تو میں یا حنفیت سے اپنا نام کٹوا لوں گا یا فوراً اصلاح کر دوں گا ۔ یہ سب کفر اور شرک کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کا نام بدنام کرتے ہیں ۔

اکثریت ان لوگوں کی ہے جو حضورؐ کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ نک وڈھیا جائے دا (ناک کٹ جائے گی) مولوی ہوریں کہندے نے ٹھیک ہین پر اسیں کتوں لینیاں ہوئیاں کتے دینیاں ہوئیاں (مولوی صاحب کہتے تو ٹھیک ہیں لیکن ہم نے کہیں سے رشتہ لینا ہوا اور کہیں دینا ہوا) کھادا جو ہویا کھوانا پیندا اے (کھایا جو ہے اس لئے کھلانا پڑتا ہے) یہ پنجابی متقیوں کے الفاظ ہیں ۔ یہ فاسق ہیں ۔

حضورؐ نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے بہت کم لوگ ہیں جو عشاء پڑھ کر سو جاتے ہیں ۔ اکثریت سینما میں چلی جاتی ہے اور اس سے کم ریڈیو لگا کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ ہمارے پاس تو ۲۴ گھنٹے کا مرتب شدہ پروگرام موجود ہے ۔

زندہ ولی کی زیارت کے لئے سفر کرکے جانا جائز ہے۔ لیکن اولیاء کرام کے مزارات پر سفر کرکے جانا منع ہے۔ میری تحقیق یہی ہے۔ اگر کسی اور کام کے لئے کسی جگہ جائیں تو پھر اولیاء کرام کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضری دینا جائز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ مجھے جب توفیق ہوتی تھی تو اپنے دونوں مربیوں کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے جاتا تھا۔ باطن کا بینا ہو تو بزرگوں کے مزارات پر جانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اندھے کے لئے جانا نہ جانا دونوں برابر ہیں ؛

●

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے اکثر دنیا کے لئے سر توڑ کوشش کرتے ہیں اور دین کے معاملہ میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ ایک جوڑا بوٹوں کا خریدنا ہو تو ساری دکانیں پھر جائیں گے۔ مگر دین کے لئے جدوجہد ضروری نہیں سمجھتے ؛

●

ہر چیز کی منڈی ہوتی ہے۔ ہدایت کی منڈی مساجد ہیں۔ مسجد سے باہر نہ دفاتر میں نہ بازاروں میں ہدایت ہو گی۔ وہ مساجد ہدایت کی منڈیاں ہیں جہاں کوئی عالم ربانی ہو ؛

●

میں کہا کرتا ہوں کہ توحید جانبین سے ہونی چاہیئے۔ اگر توحید میں

کہیں فرق آگیا تو یہ مخلوط بالشرک ہو جائے گی۔ ہمارا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے نہیں۔ جب رب العالمین کو ہم نے اپنا لیا تو دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں ؏

●

بچّے کو تعلیم کا شوق دلانے کے لئے باپ کہتا ہے کہ اگر تم محنت کر کے پاس ہو جاؤ گے تو تمہیں کوٹ سلا دوں گا۔ یا بوٹ یا سائیکل لے دوں گا بچہ ان چیزوں کے لئے محنت کرتا ہے۔ وہ امتحان میں کامیابی کے نتائج سے بالکل بے خبر ہے۔ اگر اس سے یہ کہا جاتا کہ امتحان میں کامیابی سے فلاں فلاں فوائد حاصل ہوں گے۔ تو وہ کبھی محنت نہ کرتا۔ اسی طرح اگر انسانوں سے یہ کہا جاتا کہ اللہ کی عبادت کرو گے تو وہ راضی ہو جائے گا۔ اس چیز کی قیمت کو اکثر انسان نہ سمجھ سکتے ؏

●

مَیں نے انگریز کے زمانہ میں کہا کرتا تھا کہ جو شخص انگریز کپتان پولیس کے کہنے پر خطیب کی رپورٹ لینے کے لئے آتا تھا تو اس کے لئے نماز جمعہ پڑھنا بیکار رہتی۔ گناہ معاف ہونے تو کجا اس پر تو خدا کی لعنت پڑتی تھی ؏

●

قَال کے بعد حال کے لئے صاحب حال کی صحبت کی ضرورت ہے۔ جس فن میں انسان کامل ہونا چاہیے۔ اس فن کے باکمال کی صحبت میں مدت مدید تک زندگی بسر کرنے کے بعد یہ کامل بن جائے گا۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔

لوہار بننے کے لئے لوہار کی صحبت۔ درزی بننے کے لئے درزی کی صحبت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ ادھر بھی یہی حال ہے۔ صحبت سے کتاب وسنّت کا رنگ چڑھتا ہے ؛

قال کے مربّی علمائے کرام اور حال کے مربّی صوفیائے عظام ہیں۔ عالم پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا جب تک قال۔ حال نہ ہو جائے۔ عالم بے عمل خلقِ خدا کی گمراہی کا باعث ہوتا ہے ؛

سندھ میں ایک بُری رسم ہے کہ اکثر رشتے تبادلے میں ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے بیٹے ہی بیٹے ہوں تو اس کو کوئی رشتہ نہیں دیتا۔ پھر وہ کراچی سے لڑکیاں خرید کر اپنے بیٹوں کی شادی کرتا ہے۔ میں جب سندھ جاتا ہوں تو اس رسم کی مخالفت کرتا ہوں۔ اکثر مولوی بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اور لوگ ان کی دیکھا دیکھی اس رسم کی پابندی کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح جاہل میں انانیت ہوتی ہے اسی طرح صحبت کے بغیر علماء کی بھی "میں" نہیں مرتی ؛

صحبت کے بغیر نہ ہستی مرتی ہے اور نہ دنیا پرستی کی بیماری جاتی ہے اللہ والوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لئے ان کے ساتھ عقیدت ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد رنگ چڑھتا ہے۔

تربیت کے بعد بی اے اور مدارس عربیہ کے فاضل دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اولیائے کرام ہستی مَسل کر رکھ دیتے ہیں ؛

●

میری عمر ۱۷ سال ہے اور ۲۳ سال سے لاہور میں رہتا ہوں جن کی پیدائش کے وقت میں نے اذانیں کہی تھیں وہ اب بی اے ہیں ان میں بعض کمیونسٹ اور بعض مشرک ہیں ان کے والدین نیک تھے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اصطلاح میں والدین زندہ تھے اور اولاد مردہ ہے ؛

●

انگریز جسم اور کپڑوں کو صاف رکھتے ہیں لیکن ان کی یہ دونوں چیزیں پاک نہیں ہوتیں۔ یہی حال اس کے تربیت یافتہ مسلمانوں کا ہے۔ ان کے ساتھ سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے کا جب کبھی اتفاق ہوتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ان جنٹل مینوں کے پاس سوٹ کیس، بستر وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے۔ نہیں ہوتا تو لوٹا نہیں ہوتا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ بیت الخلاء میں جا کر طہارت کس طرح کرتے ہیں۔ بڑے سے بڑے جنٹل مین کو بھی وہ تمیز نہیں ہو گی جو حضورؐ کی اُمت کے غریب سے غریب نماز کے پابند مسلمان کو ہوتی ہے۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے ہوں گے مگر پاک ہوں گے ؛

●

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جس فن میں کمال حاصل کرتا ہے اس فن

کے کامل کی صحبت میں مدت مدید تک اپنے آپ کو بٹھائے گا تو کامل ہو جائے گا۔ مثلاً درزی بننے کے لئے درزی کی صحبت میں مدت مدید تک بیٹھنا ضروری ہے۔ استاد کی ہر نقل و حرکت کو دیکھے گا۔ استاد کچھ زبان سے اور کچھ عمل سے سمجھائے گا۔ آہستہ آہستہ یہ بھی کامل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر تزکیۂ نفس چاہیئے تو اس فن کے کاملین کی تلاش کرنی پڑے گی۔ کامل نایاب نہیں کمیاب ضرور ہیں۔ وہ اللہ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ عام نہیں ملتے اور نہ ان کی بہتات ہے ؎

●

میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن مجید کانٹا بدل دیتا ہے۔ جن کی زندگی کی گاڑی جہنم کی لائن پر سرپٹ جا رہی ہوتی ہے۔ وہ جب قرآن مجید کی صحبت میں پہنچ جاتے ہیں تو یہ کانٹا بدل جاتا ہے۔ اور وہ جنت کی لائن پر چل نکلتے ہیں ؎

●

میں نے اپنے مربّی حضرات کی خدمت میں کبھی ایک روپیہ بھی نذرانہ پیش نہیں کیا تھا۔ لیکن ان کو مجھ سے بے حد محبت تھی اور ہر وقت بیٹا بیٹا فرماتے رہتے تھے اور مجھے ان سے عشق تھا۔ ایک دفعہ میں حضرت امروٹی کی حاضرِ خدمت ہوا۔ جب واپس آنے لگا تو میں نے عرض کی کہ حضرت! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمانے لگے کہ بیٹا! میں تمہارے لئے دن رات دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں خاموش ہو گیا اور اجازت لے کر واپس آ گیا۔ اللہ

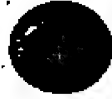
والے تو دلوں کے بیوپاری ہوتے ہیں۔ وہ دلوں کی جنس کو دیکھ لیتے ہیں وہ ظاہری ساز و سامان کو نہیں دیکھتے۔ گھوڑوں کے بیوپاری ایک موٹے تازے گھوڑے کے مقابلے میں جو دوڑ نہیں سکتا۔ ایک دوڑنے والے ٹٹو کو ترجیح دیتے ہیں اسی طرح اللہ والے غافل امیر کے مقابلہ میں ذاکر غریب کو ترجیح دیتے ہیں ؂

میں کہا کرتا ہوں کہ اندھے سارے اور بینا کوئی۔ آپ کہتے کہ عقلمند سارے اور پاگل کوئی۔ میں کہتا ہوں کہ پاگل سارے اور عقل مند کوئی آپ کہتے ہیں کہ زندہ سارے اور مردہ کوئی۔ میں کہتا ہوں کہ مردہ سارے اور زندہ کوئی ؂

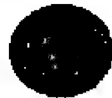
ایمان کی منڈیاں ہیں مساجد۔ دکان دار ہے عالم ربّانی۔ دکان ہے اس کا سینہ۔ پونجی ایمان ہے۔ مال ہے قال اللہ و قال الرسول۔ اگر مسلمان ایمان کی پونجی لے جا کر کسی عالم ربانی سے قرآن مجید اور احادیث سنے گا تو انشاء اللہ ہدایت ہو جائے گی ؂

دل ہے زمین۔ کلمہ طیبہ ہے بیج چشمہ آب حیات ہے قرآن۔ ہادی ہے پانی دینے والا۔ یہ نسخہ ہے اس سے یقیناً شفا ہو جائے گی ؂

برادری تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو اپنی رانوں کے گوشت کے کباب بھی بنا کر کھلائیں تو یہ راضی نہ ہوگی۔ کوئی کہے گا نمک کم ہے کوئی کہے گا مرچ زیادہ ہے ؂



میں نے داڑھی منڈوں کو کبھی نہیں ڈانٹا۔ اگر میرے کہنے پر ایک شخص نے داڑھی رکھ لی۔ لیکن بعد میں منڈوا دی تو اس کا کیا فائدہ ؟ اگر خوفِ خدا سے داڑھی رکھی جائے تو وہ تو فائدہ مند ہے۔ ایک بی اے ایل ایل بی نے اپنے والد کی زندگی میں داڑھی رکھی کیونکہ ان کے والد داڑھی منڈانے کو برا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کے مرنے کے بعد داڑھی منڈا دی اس کا کیا فائدہ۔ دہلی میں ایک بی اے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتے تھے۔ ان کے ہجرت کر جانے کے بعد وہ مجھ سے پڑھنے لگا وہ لکھنؤ کے رہنے والے تھے داڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ میں نے ان کو کبھی نہیں روکا۔ ایک دفعہ گھر گئے واپس آئے تو میں نے نہیں پہچانا۔ پہلے داڑھی منڈاتے تھے اب ان کی لمبی داڑھی تھی۔ یہ داڑھی محبوب ہے کیونکہ اندر سے دل کے کہنے پر رکھی گئی ؂



گھڑا جب آوے میں ڈالا جاتا ہے تو پکتا ہے اسی طرح طالب صادق صحبت میں پکتا ہے لیکن کامل لاکھوں میں کوئی ہوتا ہے ؂

ہفت روزہ "خدام الدین" میں مجلسِ ذکر اور جمعہ کا خطبہ دونوں چھپتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ چار سو سے شروع ہوا تھا اور اب ۲۳ ہزار چھپ رہا ہے۔ اس میں ہم نہ سیاست اور نہ کسی جماعت کے خلاف کچھ لکھتے ہیں ؛

●

میرا دل کئی دفعہ چاہتا ہے کہ کپڑوں کو دھجیاں لگا کر پہنا جائے لیکن اس ڈر سے نہیں پہنتا کہ حالی سائل نہ سمجھا جاؤں۔ اور قرآن کا درس بدنام نہ ہو ؛

●

میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ کے دروازہ پر جو آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا بشرطیکہ نیّت میں اخلاص ہو اور جو نہیں آتا اللہ تعالیٰ اس کو دینے نہیں جاتے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ان کی کوٹھیوں میں ان کو قرآن پڑھانے کے لئے جاؤں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے یہاں پر میرے پاس قرآن سننے کے لئے بھجوا دیتے ہیں ؛

●

میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لاہور میں آ کر میں نے جتنے انسانوں کا شکار کھیلا ہے اور کسی نے نہیں کھیلا۔ پہلے یا ٹھیٹھ بدعتی تھے یا مسجد چینیاں والی میں اہل حدیث تھے۔ اکثریت بدعتیوں کی تھی۔ اہل حدیث اقلیت میں تھے۔ جمعۃ الوداع میں جتنا مجمع ہوتا ہے یہ سب بدعتیوں سے نکل کر آئے ہوئے ہیں۔ میں کھری کھری باتیں کہتا

ہوں۔ عام مسلمان تو سمجھ جاتے ہیں کہ بات ٹھیک کہتا ہے ائمہ مساجد کہتے ہیں کہ ختم درود کا مخالف ہے۔ میں ختم درود کا قائل ہوں بشرطیکہ مال حلال کا ہو۔ نیت میں اخلاص ہو۔ اور مستحقین کو کھلایا جائے۔ میں حرام کے ختم کا مخالف ہوں اکثر ختم حرام کے مال سے ہوتے ہیں ؛

●

جب لڑکی جوان ہوجاتی ہے تو اللہ والے اس کو امانت سمجھتے ہیں۔ اگر دیندار داماد مل گیا تو نکاح کر کے اس کے ساتھ رخصت کر دیتے ہیں۔ وہ غم نہیں لگاتے۔ دنیا دار غم لگا لیتے ہیں۔ وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے جہیز کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ۲۱ تیور اور ۲۱ بیور تیار کرنے ہیں۔ سرگودہا کی طرف تو ۱۲ گائے ۱۲ بھینس ۲۱ لحاف ۲۱ تلائی اور ۱۲ چارپائیاں بھی دیتے ہیں۔ یہ دردسر نہیں تو اور کیا ہے ؛

●

دُنیا دار کو کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کی زیادہ ضرورت ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کا نام بتلانا ہے۔ ہندو۔ سکھ کوئی آئے۔ تقسیم سے پہلے میرے درس میں ہندو بھی آیا کرتے تھے سی آئی ڈی والے بھی آتے تھے۔ ایک شاہ صاحب جو شیعہ ہیں اور وکیل ہیں کافی مدت تک درس میں آتے رہے۔ یہ خانہ خدا ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ آئے ہم نے تو اس کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم پرکھیں کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ آپ کو ضرورت ہے۔ آپ دن بھر خورد و نوش کی

چیزیں پرکھ کر خریدتے ہیں۔ دنیا کے معاملہ میں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا دار کی چار آنکھیں ہیں۔ لیکن دین کے معاملے میں یہ نپٹ اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بڑی سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ جو لٹیں بڑھا کر آجائے وہ سائیں جی کہلاتا ہے۔ خواہ اندر پورا شیطان ہو۔ اور مردوں اور عورتوں کا اس کے گرد ہر وقت میلا لگا رہتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ ہوا اسی قسم کے ایک سائیں صاحب شیخوپورہ میں بھی نمودار ہوئے تھے۔ بڑے بڑے افسر اس کے معتقد ہو گئے تھے۔ بعد میں وہ ایک عورت کو اغوا کر کے بھاگ گیا تھا۔

●

انگریزی داں کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہوسٹل میں رہتے ہیں بی اے اور ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکر ہو جاتے ہیں۔ دین کی سمجھ ہوتی نہیں۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ۔ اس لئے ان میں سے بعض کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر انوار کے اس اجلاس میں چندہ دیں جس میں زیادہ سے زیادہ مجمع ہو۔ اور بھرے اجلاس میں ان کے چندے کا اعلان ہو۔ پانچ سو میاں صاحب نے اپنی طرف سے دیا تالیاں بجیں۔ دو سو بیگم صاحبہ کی طرف سے دیا۔ پھر تالیاں بجیں۔ سو سو دو صاحبزادوں کی طرف سے۔ سو چھوٹی اور سو بڑی بہو کی طرف سے دیا ہر اعلان پر تالیاں بجیں۔ میاں صاحب کے دل میں شیطان لعین یہ خیال لائے گا کہ لوگ کہیں گے این ہمہ خانہ آفتاب است۔ لوگوں کے دلوں میں ہماری

عزت ہوگی۔ وہ کہیں گے کہ یہ بڑے اسلام پرست ہیں اگر نیت یہ ہے جو میں عرض کر گیا ہوں تو سب برباد ؕ

●

اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے تو باطن کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پھر انسانوں میں سے کوئی سؤر۔ کوئی کتا اور کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے ؕ

●

جب میں حاضرِ خدمت ہوتا تو حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ پھولے نہ سماتے سب سے فرماتے میرا بیٹا آگیا۔ ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ احمد علی آیا ہے۔ اس کے لئے گیہوں کی روٹی شہد اور مکھن بھیجو۔ کیونکہ ان کے ہاں اکثر جوار کی روٹی پکتی تھی۔ کھانا کھلانے کے بعد فرماتے بیٹا! تھکے ہوگے اب سو رہو پھر باتیں کریں گے ؕ

●

میرا دل چاہتا تھا کہ لاہور سے کچھ فاصلہ پر ایک تربیت گاہ بنائی جائے جس کے چاروں طرف قدِ آدم دیوار ہو اس دیوار میں فقط ایک دروازہ ہو۔ اندر رہنے کے کمرے ہوں جو احباب اپنی تربیت کرانا چاہیں ان کو اس میں رکھا جائے۔ ان کے کھانے کے لئے پیمنٹ کر کے گندم اندر بھیجی جائے وہ ۲۴ گھنٹے باوضو رہیں۔ اپنے ہاتھ سے گندم کو چکی میں پیسیں۔ اندر خود ہی سبزی بوئیں۔ میں وقتاً فوقتاً جا کر ان کو ذکرِ الٰہی کا پروگرام بتلا آؤں۔ وہ اس کو نبھائیں

اس طرح ۱۲ دن تک خالص حلال اور طیب رزق ان کو کھلایا جائے۔ اور ذکرِ الٰہی کرایا جائے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ ان کو نورِ باطن نصیب فرمائے گا پھر عبادت میں وہ لذت نصیب ہو گی کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی سب نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی۔ چند احباب اچھرہ کے پاس ایک ٹکڑہ زمین دیکھنے کے لئے بھی گئے تھے۔ ان میں سے خواجہ عبدالوحید اور مولوی علاؤالدین صدیقی کے نام تو مجھے یاد ہیں۔ خواجہ صاحب کراچی چلے گئے صدیقی صاحب دوسری طرف لگ گئے۔ یہ سکیم ختم ہو گئی ؛

●

جب نور آتا ہے تو ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ اگر ایک ٹمٹماتے چراغ سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے نام سے دل روشن نہیں ہو سکتا؟

●

جو بکری یا بھیڑ ریوڑ میں رہتی ہے۔ وہ گڈریا کی حفاظت میں ہوتی ہے جو ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے وہ گڈریا کی حفاظت سے نکل جاتی ہے اور بھیڑیا اس کو شکار کر لیتا ہے۔ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے وہی شخص ایمان بچا سکتا ہے جو حق پرست جماعت سے وابستہ رہے گا ؛

●

مَیں قادری اور حنفی ہوں۔ اہل حدیث نہ قادری ہیں اور نہ حنفی۔ مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے ہیں میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں ؛

●

ہماری جماعت جس لائن پر جارہی ہے۔ میں شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں قرآن پڑھاتا ہوں اور پاس ہی مشکوٰۃ شریف رکھی ہوتی ہے عملی نمونہ اس میں سے دکھایا کرتا ہوں میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ کے ایسے بندے موجود ہیں جو انسان کی شکل دیکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ اس کے اندر ایمان ہے یا نہیں۔ ایک کافر کو آپ کلاہ لنگی اور شلوار پہنا دیجئے وہ اس کا فوٹو دیکھ کر بتلا دیں گے کہ اس کے اندر ایمان نہیں ہے۔ اس دفعہ مجھے مدینہ میں ایک بزرگ ملے جو ایک انسان کے نام پر انگلی رکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں۔

●

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ میں ان کے لئے ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ان میں ایک نعمت صالح اولاد ہے۔ مولوی حبیب اللہ میرا بڑا لڑکا ابھی پڑھتا تھا کہ اس نے حضرت امروٹیؒ کو ایک خط لکھا۔ کہ حضرتؒ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے عالم باعمل بنائے۔ حضرتؒ نے دعا فرمائی اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر میری زندگی رہی تو میں تمہاری تربیت کروں گا ورنہ اپنے والد سے اپنی تربیت کرانا۔ میں نے یہ خط بھی شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ اسلام کی ماں ایمان ہے اور ایمان کی ماں خوف خدا ہے۔

ابھی چند دن ہوئے میں واہ فیکٹری میں گیا تھا۔ وہاں علمائے کرام کے سامنے میں نے یہ بات کہی وہ مان گئے کہ عالم اپنے آپ کو اعلیٰ اور جاہل کو اپنے سے ادنیٰ سمجھتا ہے یہی کبر ہے۔

●

اہل اللہ نایاب نہیں کمیاب ضرور ہیں۔ وہ امراضِ روحانی کے معالج ہوتے ہیں۔ وہ برتن کی طرح دلوں کو مانجھ کر رکھ دیتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی کھرا مل جائے ورنہ لٹھوں والے طبلہ سارنگی والے "حضرت صاحب" اور "صاحبزادہ صاحب" تو بہت ہیں۔

●

اگر کوئی شخص ممتحن کا محرمِ راز ہو اور وہ اس سے معلوم کر کے کسی طالب علم کو پرچہ بتلا دے پھر بھی اگر وہ طالب علم فیل ہو جائے تو اس سے زیادہ بدقسمت کون ہو سکتا ہے۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محرمِ راز ہیں اور آپؐ نے قیامت کے دن کے پرچے آؤٹ کر دئیے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان امتحانِ عمری میں فیل ہو کر جہنم میں جائے تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اس وقت تک دربارِ الٰہی سے نہ ہٹایا جائے گا جب تک ان پانچ سوالات کا جواب نہ دے گا (۱) عمر کہاں خرچ کی تھی؟ (۲) جوانی کہاں خرچ کی تھی؟ (۳) کمایا کس ذریعہ سے تھا؟ (۴) خرچ کہاں کیا تھا؟ (۵) جو مجموعہ ہدایت میں نے نازل کیا تھا اس پر کیا عمل کر کے لائے ہو؟

میرا ایک چھوٹا سا نواسہ ہے وہ چونکہ گھر میں سب کو تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے اس لئے وہ بھی تسبیح مانگتا ہے ؛

●

اس جہاں میں ہر کھری چیز کے ساتھ کھوٹی موجود ہے۔ اصل کے مقابلے میں نقل۔ نور کے مقابلے میں ظلمت۔ حق کے مقابلے میں باطل موجود ہے۔ تصوف کے بھیس میں بھی بعض کھرے اور بعض کھوٹے ہوتے ہیں ؛

●

ہادی ملنے مشکل ہیں اور مضل ملنے آسان ہیں چالیس سال سے لاہور میں رہتا ہوں یہاں ایک بھی ہادی نہیں۔ کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کو کیا پڑی ہے کہ وہ ان کو تمہارے پاس بھجوا کر ان کی توہین کرائے تاجر اپنا مال وہاں لے جاتا ہے جہاں اس کی مانگ ہوتی ہے۔ کیا کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ دیہات میں جوہری زیورات لے کر گیا ہو۔ وہاں تو گاجر مولی بکتے ہیں۔ نقلی ہادی تو بڑے ملیں گے پنجاب میں عام طور پر مشہور ہے کہ پیر ضرور ہونا چاہیئے خواہ شیطان ہی کیوں نہ ہو۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو بہ آسودہ حال ہو جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ ہو تو پھر یہ چائے کا سیٹ۔ کوٹھی موٹر میں غرق رہتا ہے ؛

●

میں کہا کرتا ہوں کہ انسان کا پیٹ بھی چھوٹا سا دوزخ ہے جو "اور" اور "نہ" کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام آجائے تو پیٹ کا دوزخ بھر جاتا ہے۔ پھر انسان یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ خدا جانے جو کچھ اب موجود ہے اس کے ختم ہونے سے پہلے ہی موت آجائے۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ دل بادشاہ ہے۔ دماغ اس کا وزیر اور اعضا اس کی فوج ہیں دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے۔ دماغ مشورہ دیتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط۔ اگر دماغ دل کی تائید کرے تو پھر اعضا تعمیلِ حکم کرتے ہیں۔

●

میں کہا کرتا ہوں اگر انسان کے منہ میں خوفِ خدا کی لگام نہ ہو تو اس جیسا موذی کمینہ اور درندہ صفت اللہ تعالیٰ نے کوئی جانور پیدا نہیں کیا۔

●

میں اپنے بیٹوں کو جب وہ دیوبند میں پڑھتے تھے لکھا کرتا تھا کہ اپنے استادوں کا بہت ادب کیا کرو۔ ان کی ہر خدمت اپنے لئے فخر سمجھو۔ اٹھتے وقت استادوں کے جوتے سیدھے کر دیا کرو۔

●

ایلت چنے کا تاجر لائلپور۔ لاہور اور جڑانوالہ سے چنے ہی کا بھاؤ معلوم کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح تربیت روحانی کے طالب کامل کے افعال و

اعمال اور اقوال معلوم کرتے رہتے ہیں ۔

●

طالب شیخ کے اقوال و اعمال اور شیخ کی نشست و برخاست سے عکس لیتا ہے۔ میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں سلسلہ قادریہ کے بزرگوں کے اقوال درج ہیں۔ اقوال کے پڑھنے سے بھی شعور پیدا ہوتا ہے۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ رات کو اس کمرہ میں یادِ خدا کیجئے جس میں بیوی بچے نہ سو رہے ہوں۔ وہاں آپ کو جو لطف آئے گا وہ اس کمرہ میں ہرگز نہیں آئے گا............................جس کمرہ میں بیوی بچے سو رہے ہوں۔ آپ کو خود لذّت میں فرق محسوس ہوگا ۔

●

میرے ایک عزیز واہ میں ملازم ہیں پرسوں ان کا خط آیا تھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ایک بزرگ کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے ایک دن اس بزرگ نے فرمایا کہ ہم تو تصورِ شیخ کو نماز میں بھی لازمی سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ نماز میں تصورِ شیخ کرنا شرک ہے تو بھی ہم ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ عزیز نے لکھا ہے کہ میں ان کے اس بیان سے کبیدہ خاطر ہوگیا اور ان کے ہاں آنا جانا چھوڑ دیا ۔

●

اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جہاں شیطان کو جوتے پڑتے تھے

اس بزرگ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد شیطان وہیں بیر لیتا ہے۔

●

جس طرح ریل کی دونوں پٹڑیاں کراچی سے لنڈی کوتل تک متوازی چلتی ہیں۔ اسی طرح جسمانیت اور روحانیت کی دونوں لائنیں متوازی چلتی ہیں۔ عقلمند انسان دونوں کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ جس طرح جسم کو غذا دیتا ہے اسی طرح روح کو وقت پر ذکر الٰہی کی غذا بہم پہنچاتا ہے۔ جس طرح اِدھر لوگ چاہتے ہیں کہ مرتے وقت بھی منہ میں دودھ یا شہد ڈالا جائے اسی طرح اُدھر بھی شریعت کہتی ہے کہ آخری دم لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے ہوئے نکلے۔

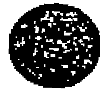
●

اَللّٰہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کی مجھ سے جو خدمت لی ہے یہ میرا جماعت پر احسان نہیں ہے۔ بلکہ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں خوش ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ اللہ سیکھنے کے لئے میرے پاس اپنا کوئی بندہ بھیجا ہے جتنا وہ اللہ اللہ کرے گا مجھ کو ثواب ملے گا۔ بلکہ مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

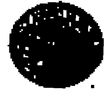
●

جس طرح باپ مرجائے تو چھوٹے بچے آوارہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شیخ کے بعد استقامت کا پتہ چلتا ہے۔ پھر اپنا اپنا رنگ نکلتا ہے بعض صاحب استقامت نکل آتے ہیں بعض ڈھل مل یقین۔

درد دل کا اظہار کرتا ہوں کہ اسی لاہور میں ایسے آئمہ مساجد بھی موجود ہیں جو شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ کتاب وسنّت کی روشنی میں نہ خود زندگی بسر کرتے ہیں اور نہ اپنے متّبعین کو ان دو نُوروں کی روشنی میں چلاتے ہیں میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستہ کی طرف رہنمائی فرمائے۔ وہ مجھ کو اپنا نہیں سمجھتے لیکن میں ان کو اپنا سمجھتا ہوں ؎



میں تو اپنے لئے یہ دعا کرتا ہوں کہ صبح کا درس دینے کے بعد اور ظہر کی نماز سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ میانی صاحب (لاہور کا قبرستان) میں پہنچا دیں تاکہ نہ درس کا ناغہ ہو اور نہ نماز قضا ہو ؎



اگر بیوی پڑھی ہوئی ہے تو "خدام الدین" اس کو لے جا کر دے دیا کیجئے تاکہ اس کی بھی اصلاح ہو جائے۔ بیویاں اللہ تعالیٰ نے ہم کو فقط اس لئے نہیں دیں کہ ان سے جھاڑو دلوائیں۔ برتن منجوائیں۔ کھانا پکوائیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ہم سے سوال کریں گے کہ میرا دین بھی ان کو سکھلایا تھا یا نہیں؟ اسی طرح اولاد کے متعلق بھی بازپرس ہو گی ؎



کسب معاش کے لئے آپ جو ذریعہ چاہیں تلاش کریں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن کسب معاش سے فارغ ہونے کے بعد میرا مشورہ یہی ہے

کہ اگر کوئی اللہ اللہ کرنے والی جماعت مل جائے تو اس جماعت میں بیٹھے۔ اگر جماعت نہ ملے تو ایسا کوئی شخص واحد مل جائے تو اس کے پاس بیٹھے۔ ایسی جماعت اور شخص واحد کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اگر نہ جماعت اور نہ شخص واحد ملے تو پھر بہتر یہی ہے کہ گھر میں بیوی بچوں میں بیٹھے۔ ادھر ادھر اپنا وقت ضائع نہ کریں ؂

میں اللہ تعالیٰ سے بڑا خوش ہوں اور لاہوریوں سے بھی خوش ہوں کہ انہوں نے میری آواز پر لبیک کہا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ۔ میں جب یہاں آیا تھا تو اس مسجد میں بھی چراغ جلتے تھے۔ میں خاموش بیٹھ کر دیکھا کرتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ قرآن مجید دریا کی طرح اپنا راستہ خود بنا لے گا۔ دریا اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ اس کے لئے کوئی راستہ نہیں بناتا ؂

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے دل میں اخلاص ہے تو میرا ایک ایک منٹ کامیاب ہے خواہ ایک شخص کو بھی ہدایت نہ ہو۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ سب کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے مجھ کو اس کا دکھ بھی ضرور ہے۔ لیکن میں کامیاب ہوں اور خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے لاہوریوں کو میری بات سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح کاشتکار اگر سو بیگھے زمین کاشت کرے اس کا دل تو چاہتا ہے کہ سو بیگھے ہی پھلیں پھولیں۔ اگر سو میں سے ایک بیگھہ بھی خشک رہ گیا اس کو

ضرور دکھ ہوگا۔

اگر ہر مسلمان باطل کے مقابلہ میں ایک تنکا بن کر کھڑا ہو جائے تو باطل کی اشاعت رک سکتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پانی کی رو میں اگر کسی وجہ سے ایک تنکا بھی کھڑا ہو جائے تو باقی تنکے اس کی وجہ سے رک جاتے ہیں۔ اور صاف پانی آگے نکل جاتا ہے۔

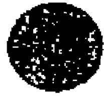


اَللّٰہُ ہو کا پاک نام لینے والے کے لئے عجائبات کے ایسے دروازے کھلتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کے خزانے ہیچ نظر آتے ہیں جس کو اس کی لذّت حاصل ہو جاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس سے کہیں کہ اے میرے بندے تو ساری دنیا کے خزانے لے لے اور یہ لذّت واپس دے دے تو وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ یہ نعمت میرے پاس ہی رہنے دے اور دنیا کے خزانے کسی اور کو عطا فرما دے۔

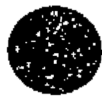


ہمارا وہی امام ہو سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں مشعلِ قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعلِ حدیثِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خود ان دونوں نوروں کی روشنی میں چلے اور ہمیں چلائے۔ لیکن ہمارے ہاں نسلی پیر اور نسلی مرید ہوتے ہیں۔ "صاحبزادہ" میں خواہ کوئی ذاتی کمال نہ ہو لیکن اس کو پیر سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ "صاحبزادہ" کے باپ دادا ولی اللہ تھے لیکن

اس میں ذاتی کمال کیا ہے؟



بیری کے بیر کو پکنے کے لئے کئی درجے طے کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے بور آتا ہے پھر جوار کے دانے کے برابر ہوتا ہے اور بڑا ہو جاتا ہے لیکن کڑوا ہوتا ہے اگر بیری کے ساتھ لگا رہے تو لال ہو کر پک جاتا ہے اور خود بخود ٹوٹ کر گر پڑتا ہے۔ یہ بیر کا درجۂ کمال ہے۔ اور اس وقت وہ بیر کی نسل قائم رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی طرح شیخ کی طرف اپنے آپ کو منسوب تو سب کرتے ہیں۔ مگر پختہ وہی ہوتا ہے جو صحبت میں مدت مدید تربیت پانے کے بعد پک کر نکلے۔ اور آیندہ وہی روحانی سلسلہ کو باقی رکھ سکتا ہے۔



میں کہا کرتا ہوں کہ جس طالب علم نے آج عربی پڑھنے کے لئے ضَرَبَ یَضرِبُ ابھی شروع کیا ہے اور اس کی ٹوپی پھٹی ہوئی ہے۔ جوتی ٹوٹی ہوئی ہے کرتہ پھٹا ہوا ہے۔ میں اُس کی قدر کرتا ہوں۔ یہ اس لئے کہ یہ طالب علم بڑا ہو کر اپنے استاد کی مسند سنبھالے گا۔ اور اس کے مقابلہ میں بی اے اور فورتھ ایر کے طالب علم جو بہترین سوٹ بوٹ میں ملبوس کنگھی پٹی کئے ہوئے نہایت صاف ستھرے ہوں میری نگاہ میں ان کی کوئی عزت نہیں ہے۔ کیونکہ عربی کا طالب علم عالم ہو کر قال اللہ و قال الرسول کی اشاعت کرے گا۔ اور انگریزی دان نوجوان سے اس خدمت کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کو زمانۂ تعلیم میں کتاب اللہ سے روشناس نہیں کیا گیا۔

کلہاڑی جب لوہار کی دوکان سے نکلتی ہے تو اس کی ظاہری خوبصورتی کے لئے نکل پالش کی ضرورت ہوتی ہے نکل ہو جانے کے بعد دیدہ زیب بھی ہو جاتی ہے بعینہٖ جب عالم تحصیل علوم سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو انہیں مزکّی کی ضرورت ہوتی ہے۔ قال تو سکھاتے ہیں علماء کرام۔ اور حال کی اصلاح صوفیائے عظام فرماتے ہیں۔



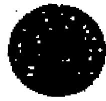
گواہی کا گائیڈ شیطان ہے جو سینما کو لے جاتا ہے اور جہنم کا ٹکٹ دلاتا ہے۔ بیوی بچوں کو جلدی جلدی کھانا کھلا کر تیار کرتے ہیں اور میاں صاحب سب کو لے کر سینما پہنچاتے ہیں۔ اور وہاں سے جہنم کا ٹکٹ خریدتے ہیں۔



گاڑی اسٹیشن پر کھڑی ہو۔ گارڈ جھنڈی دے چکا ہو۔ انجن پہلی وسل کر چکا ہو۔ میرا ہاتھ کمانی میں ہو۔ ایک پاؤں پائیدان پر ہو۔ ایک شخص دوڑتا ہوا آئے اور مجھ سے آکر کہے احمد علی! قرآن مجید کا خلاصہ کیا ہے؟ ابھی گاڑی تیز نہیں ہو گی دوسرا پاؤں پائیدان پر نہیں رکھوں گا۔ سائل کو دوڑنے کی زحمت نہیں ہو گی۔ پہلے بتا دوں گا قرآن کا خلاصہ یہ ہے:۔

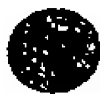
" اللہ کو عبادت سے، رسول کو اطاعت سے، مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو" یہ جامع بیان ہے بیہ شانِ قرآن ہے۔ اور اس پر چلنے والا

مسلمان ہے۔



میں نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں کئی ایسے مقامات دیکھے ہیں جہاں کسی اللہ والے کی برکت سے خوب رونق تھی۔ اللہ اللہ کرنے والی جماعت موجود تھی۔ مسجدیں بھری رہتی تھیں۔ جمعہ کی نمازیں ہوتی تھیں۔ لیکن ان کے رخصت ہونے کے بعد نہ وہ جماعت رہی۔ نہ مسجدوں کی آبادی رہی۔ نہ جمعہ کی نماز رہی۔ انہوں نے نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجدیں بڑی بنوائیں لیکن آج وہاں ایک صف بھی نہیں ہوتی۔ میں آپ کو اس غلطی سے آگاہ کرتا ہوں۔ کیونکہ ایسا ہوتا میں نے اکثر دیکھا ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جس سلسلے میں تربیت ہو رہی ہو۔ اس سے نکل کر دوسرے طریقے میں داخل ہوں گے تو بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ پہلا نور بھی بجھ جائے گا۔ ہمارا سلسلہ قادریہ ہے دوسرے سلسلے مختلف ہیں۔ ایک شخص جو سلسلہ قادریہ میں تربیت کروا رہا ہو اسے چاہیئے کہ اسی سلسلے میں اپنی تکمیل کرے۔ اگر شیخ فوت ہو جائے اور تربیت ناقص رہے تو اسی سلسلے کے تربیت یافتہ حضرات سے تکمیل کروائے۔ جماعت کے سارے افراد کی حالت یکساں نہیں ہوا کرتی۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے بیری کا درخت۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بیر بھی ہوتے ہیں لیکن ابھی کچے ہوتے ہیں۔ اور بعض سرخ بھی ہوتے ہیں۔ اگر درخت کٹ جائے تو سرخ بیر سے نسل چل سکتی ہے۔ لیکن باقی سب خشک ہو جائیں گے۔ البتہ جب وہ درخت کے ساتھ تھے تو

ہرے تھے۔ اسی طرح جب شیخ موجود ہوتا ہے تو سب ہی پر ایک رنگ ہوتا ہے اگرچہ ان میں بعض کچے ہوتے ہیں اور بعض پکے۔ جو کچے ہوں وہ یہ نہ سمجھیں کہ شیخ کی صحبت میں جو نور پیدا ہو چکا ہے۔ یہ ہمارا اپنا ہے۔ یہ اپنا نہیں ہے۔ اپنا تب ہوگا جب برسرِ خود ہوں گے۔ اور سرپرست نہ ہوگا۔ تب بھی یہ نور رہے گا۔ اپنے سلسلے سے نکل جانے والے کی مثال ایسے ہے جیسے چار پانچ لکڑیاں اکٹھی جل رہی ہوتی ہیں اور آگ خوب شعلے مار رہی ہوتی ہے۔ اور ہر لکڑی جل رہی ہوتی ہے اور اپنا رنگ دکھا رہی ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک کو نکال کر الگ کرلیں تو فوراً بجھ جائے گی۔ یہی حال ان طالبوں کا ہے۔ جو جماعت میں رہ کر اللہ اللہ کر رہے ہوں۔ اگر وہ الگ ہوں گے تو نور بجھ جائے گا۔ استقامت بہت بڑی چیز ہے یہ کرامت سے بڑھ کر ہے۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ جس سلسلے میں آپ اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس میں استقامت دے۔ گھر میں بیوی بچوں کو لے کر ذکر کیا کیجئے۔ میں نہیں جانتا میری زندگی کتنی ہے۔ میں تو اپنی عمر پوری کر چکا ہوں۔ اور اب تو اوور ٹائم (OVER TIME) لگا رہا ہوں۔ اس لئے میں آپ کو اس غلطی سے آگاہ کرتا ہوں یہ میرا تجربہ ہے اور ان گنہگار آنکھوں سے اکثر ہوتے دیکھا ہے۔



جسمانی ماں باپ سے بڑھ کر روحانی ماں باپ ، جسمانی بھائی سے

بڑھ کر روحانی بھائی اور جسمانی بیٹوں سے بڑھ کر روحانی بیٹے ہوتے ہیں
ہاں اگر ان سے روحانیت کا بھی تعلق ہو تو پھر نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہے اور
ان سے اصلی تعلق روحانیت ہی کا ہوگا جس اخلاص سے آپ اپنے وفات
یافتہ روحانی بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ کیا برادری
والے کر سکتے ہیں؟

●

یہ ۸۵ ہا چوروں اور ڈاکوؤں کا جہان ہے۔ یہاں کئی ایمان پر ڈاکہ مارنے
والے ہیں۔ بیوی بھی ڈاکو ہے۔ اولاد بھی ڈاکو ہے۔ برادری بھی ڈاکو۔
ان ڈاکوؤں سے ایمان بچانے کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت
اختیار کی جائے۔ اس طرح ایمان کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

●

انسان کی مثال سمندر میں ایک جہاز کی طرح ہے۔ جہاز سمندر
کی اتنی بڑی وسعت اور گہرائی کے بالمقابل ایک صفر کی حیثیت رکھتا
ہے۔ اسی طرح انسان اتنی بڑی کائنات میں ایک صفر کی حیثیت رکھتا
ہے۔ جس طرح جہاز کے لئے خطرات ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے لئے بھی
خطرات ہیں۔ جہاز کے لئے دو طرح کے خطرات ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری اور
دوسرے باطنی۔ ظاہری یہ ہیں کہ طوفان باد آجائے موجیں اٹھنے لگیں۔
جن کی وجہ سے جہاز چل نہ سکے اور غرق ہونے کا اندیشہ ہو۔ باطنی یہ ہیں کہ پہاڑ
سے ٹکرا جائے۔ اور پاش پاش ہو جائے۔ اسی طرح انسان بھی ظاہری اور

باطنی گناہوں کے خطرہ میں گھرا ہوا ہے۔ ظاہری گناہ یہ ہیں۔ جھوٹ، بدکلامی ترشروئی، غیبت وغیرہ اور باطنی یہ ہیں۔ حسد، کبر، عجب، جاہ طلبی زرپرستی، ان کا پتہ نہیں چلتا لیکن اندر ہی اندر انسان کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد اس طرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اور کبر کے متعلق فرمایا۔ کہ جس کے اندر ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ اور کبر یہ ہے کہ سچی بات کا انکار کیا جائے اور لوگوں کو حقیر جانا جائے۔ اور عجب خود پسندی کو کہتے ہیں یعنی اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ سمجھنا اور اپنے عیوب پر نظر نہ رکھنا۔ جاہ طلبی اور زرپرستی کی بیماری لگ جائے تو انسان کو اندھا کر دیتی ہے حلال وحرام کی تمیز نہیں رہتی ؛

۲۶ کی ململ جلدی دھل جاتی ہے۔ تھوڑا سا صابن لگایا اور کپڑا صاف ہو گیا۔ اور بعضے کھدر کے کپڑے دھوبی دو تین مرتبہ بھٹی پر چڑھاتا ہے ایک، دو دفعہ میں میل نہیں نکلتی۔ تیسری چوتھی دفعہ صاف ہو جاتا ہے عامۃ الناس میں بھی اسی طرح بعضوں کی اصلاح جلدی اور بعضوں کی سالہا سال کے بعد ہوتی ہے۔ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میں کامل ہو گیا ہوں۔ قبر میں داخل ہوتے سے پہلے ہر وقت خطرہ ہے ؛

کھرا عالم وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں

حدیث خیرالانام علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام۔ ان دونوروں کی روشنی میں خود چلے اور ہمیں چلا گئے۔ عالم پیارے ہوں تو ایسے۔ جاہل بھی ایسے ہی پیارے ہوں جن کو ایسے عالموں سے پیار ہو۔ مَیں نے اللہ والوں کے ہاں ایسے جاہل دیکھے ہیں۔ ان میں للّٰہیّت ہوتی ہے۔ وہ اللہ والوں سے جو باتیں سنتے ہیں وہ یاد کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں جب مل کر بیٹھتے ہیں تو ان باتوں کو بیان کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے حضرت نے یوں فرمایا۔ دوسرا کہتا ہے حضرت نے یوں فرمایا ؟

●

ماں باپ کو ستانے والوں کو نہ نماز اور نہ روزہ جہنم سے بچائے گا۔ نہ زکوٰۃ اور نہ ڈبل حج۔ ان کے لئے میں دوزخ کا فتوے دے رہا ہوں ؟

●

سب کچھ بننا ہے آسان۔ سب سے مشکل بننا ہے انسان۔ انسان بناتا ہے فقط قرآن ؟

●

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جماعت کے سب لوگ کھدر کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ جن کو کیکر کے چھلکوں میں رنگا جاتا تھا۔ جماعت کے سب آدمیوں کو عشاء کی نماز کے بعد ایک ایک پیالہ پھیکے بھات کا ملتا تھا جس میں نہ نمک اور نہ گھی ہوتا تھا۔ رات کو ایک دو دفعہ کھل کر پیشاب آیا طبیعت صاف ہو گئی اور تہجد کے لئے اٹھ بیٹھے دن کو کبھی روٹی اور

گھنگھنیاں ملتی تھیں۔ یہ غذا کھانے والا حضرتؒ کا ایک بوڑھا خادم ایک دفعہ مجھ سے پوچھتا ہے۔ مولوی صاحب! کیا ہم قیامت کے دن اللہ کو دیکھیں گے؟ اس کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں۔ اس کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے! میں نے جواب دیا جی ہاں! ہم اللہ کو دیکھیں گے۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔ کامل کا عکس پڑا ہوا ہے۔ نعمتیں کیا کھائی ہیں؟ پھیکا بھات اور گھنگھنیاں! اے دنیا دار! میں تجھ سے پوچھتا ہوں کیا کبھی کیک، انڈے، پلاؤ، زردے اور قورمے کھا کر تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا؟



جو مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے اگر اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے تو پائی پائی گن کر نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نہ حج کرتے ہیں۔ تو ان میں اور گنگا رام یا خوشحال سنگھ میں کیا فرق ہے۔ کیا ان کے کانوں کی بالیوں پہ لکھا ہوا ہے۔ ھٰذَا مُسْلِمٌ۔ جو لندن کے حاجی بن گئے مگر خانہ کعبہ کے حاجی نہ بنے۔ ان میں اور گنگا رام یا خوشحال سنگھ میں کوئی فرق نہیں۔ محمد دین۔ عبداللہ جان۔ عبدالرحمٰن نام رکھوا لینے سے کچھ نہیں بنتا۔ نام گنگا رام ہو۔ اندر ایمان ہو۔ اور ارکانِ اسلام کا پابند ہو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ یہ پکا مسلمان ہے۔



اے دنیا دارو! تمہیں اللہ والوں کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہیں ان کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاں بھیجوا کر کیوں ان کی توہین

کرائیے۔ لاہوری اللہ والوں کے دشمن ہیں سوداگر مال وہاں لاتا ہے جہاں اس کی مانگ ہو۔ جوہری موتی اور جواہرات دیہات میں نہیں لے کر جاتا دیہات میں تو مولی گاجر کے سوداگر جاتے ہیں۔ موتی اور جواہرات انارکلی لاہور اور چاندنی چوک بازار دہلی میں ملتے ہیں۔ کیونکہ راجے مہاراجے نواب وہاں سیر کے لئے آتے ہیں۔

●

میں کسی کی ذات کا مخالف نہیں ہوں۔ البتہ مخالفِ شریعت کے کردار کا مخالف ہوں۔ کھری باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ قیامت کے دِن تم یہ نہ کہہ سکو کہ اے اللہ ہم عالم نہیں تھے اور تیرے کسی بندے نے ہمیں تیرا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

●

میں اہالیانِ لاہور سے کہا کرتا ہوں کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ تم ان کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرو۔ لیکن ان کے جوتے پر اللہ تعالیٰ کی اتنی رحمت برستی ہے کہ تمہارے ٹوپوں پر جس کو تم ہیٹ کہتے ہو ان پر بھی نہیں برستی ہے۔ کیونکہ ان کے باطن کی اصلاح ہو چکی ہے اور تمہاری نہیں ہوئی۔ بارش جب ہوتی ہے تو سر پر ٹوپی بھی بھیگ جاتی ہے۔ جسم کے کپڑے بھی بھیگ جاتے ہیں۔ اور پاؤں میں جوتا بھی تر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی اللہ کے بندے کے وجود پر

اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ تو اس کے جوتے پر بھی پڑتی ہے۔ ایک شخص بظاہر اپ ٹوڈیٹ (UP TO DATE) جنٹلمین ہو۔ اگر اندر ایمان نہیں ہے تو وہ پکا بے ایمان ہے اور سیدھا دوزخ میں جائے گا۔

●

بعض آدمیوں کو بولنے کی مشق ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ کتاب و سنت کے عالم نہیں ہوتے وہ "پکی روٹی" پڑھ کر ایسا وعظ کرتے ہیں کہ اکثر عالم بھی نہیں کر سکتے یہ کھوٹے عالم ہیں ان کے پیش نظر روپیہ کمانا ہوتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت مقصود نہیں اسی طرح بعض کھوٹے پیر محض روپیہ کمانے کے لئے مریدوں کے ہاں جاتے ہیں۔

●

قبر میں دین حق کام آئے گا۔ بناوٹی دین کام نہ آئے گا۔

●

اب تو محلہ والے ٹھیک ہو گئے ہیں لیکن ابتدا میں انہوں نے مجھے بڑا ستایا۔ ایک دفعہ تنگ آ کر میں نے ان سے کہا۔ کہ میں قرآن مجید ہاتھ میں لے لیتا ہوں تم مجھے دھکے دے کر مسجد سے نکال دو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ یہ جرأت ان کو نہ ہوئی۔

●

میں کل انشاء اللہ تعالیٰ عمرہ کے لئے جا رہا ہوں۔ مولوی حبیب اللہ کی والدہ بھی ساتھ جا رہی ہے وہ وہاں بیٹھا دعائیں کرتا رہتا ہے۔

کہ اے اللہ میرے والدین کو مجھے ملا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کر کے ہمارے جانے کا سامان بنا دیتا ہے۔ اس کی والدہ کی خدمت کے لئے کسی کے ساتھ جانے کی ضرورت تھی۔ اس لئے مولوی انور بھی جا رہا ہے۔ میں تو چاہتا تھا کہ مولوی انور یہاں رہے تاکہ وہ درس دیتا رہے۔ لیکن اس کی والدہ نے اس کو تیار کر لیا ہے۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ میرے بعد مولوی حمید اللہ درس دے گا۔ جمعہ پڑھائے گا اور ذکر بھی کرائے گا۔ وہ عالم ہے اور دو سال سے اسکول اور کالج کے لڑکوں کو درسِ قرآن مجید دے رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ درس اور ذکر میری غیر حاضری میں بھی ہوتے رہیں۔ باہر والوں کو تو میں مجبور نہیں کرتا۔ البتہ لاہور والوں سے ضرور عرض کروں گا کہ وہ دونوں میں باقاعدہ آیا کریں اگر ہری کین نہ ہو تو ٹمٹماتا دیا ہی سہی۔ مولوی حمید اللہ کو ٹمٹماتا دیا ہی تصور کریں۔ کچھ تو روشنی دے گا ہی۔ اگر کوئی نہ آئے گا وہ تو تسبیح لے کر ذکر میں بیٹھ جائے گا۔ پھر الزام آپ پر ہی آئے گا۔

●

اگر آپ آکسفورڈ۔ کیمبرج۔ برلن۔ پیرس۔ ٹوکیو۔ واشنگٹن کی یونیورسٹیوں کی ڈگریاں تو حاصل کریں۔ لیکن قرآن نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں آپ جاہل ہیں۔

●

میں کہا کرتا ہوں کہ راہ نما ہے قرآن۔ راہ رو ہے مسلمان۔ منزلِ مقصود

ہے دربارِ رحمٰن ؛

اگر عالم اپنے دماغ کی الماری میں علم کے انبار لگا کر رکھ لے لیکن عمل میں کھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے علم کی کوئی قیمت نہیں۔ یہود کے علماء تورات کے فاضل تھے۔ لیکن چونکہ عمل میں کھوٹے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو گدھے سے تشبیہ دیتے ہیں ؛

اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ جاہل صوفی کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھنا جاہل صوفی کی مثال ایک تیراک کی سی ہے۔ جو خود تو تیر کر دریا کو پار کر لیتا ہے۔ لیکن دوسروں کو پار نہیں لے جا سکتا۔ ایک عالم صوفی کی مثال ایک ملاح کی سی ہے جو ہزاروں کو کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار پہنچا دیتا ہے ؛

میں کہا کرتا ہوں کہ ماں باپ عالمِ ملکوت سے اٹھا کر یہاں زمین پر لا پھینکتے ہیں۔ اور کامل پھر عالمِ ملکوت میں پہنچا دیتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت باپ دادا کی لائن پر چلتی ہے ؛

ہمارے ہاں پیسہ نہ ہو تو ڈُلا کہلاتا ہے پیسہ آجائے تو وہی شخص میاں عبداللہ صاحب بن جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ ظاہری حسن اور نہ

دولت کی قیمت ہے

●

بد قسمت ہیں وہ لوگ جو تزکیۂ نفس کے مخالف ہیں۔ اگر صوفیائے عظام نہ ہوں تو روس کا ایک کمیونسٹ نوجوان تمہارے اسلام کو پھونکوں سے اڑا سکتا ہے۔ صوفیائے عظام اِس کو منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ اسلام کی حفظ و بقاء باطن کے اندھوں سے نہیں ہے بلکہ ان حضرات کی برکت سے ہے جو باطن کے بینا ہوتے ہیں ؛

●

ھادی خود دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے لیکن وہ اصلاح حال کا جو بیج بو جاتا ہے وہ اس کے رخصت ہونے کے بعد بھی بار آور ہوتا رہتا ہے اس طرح یہ لائن آج تک چلی آ رہی ہے ؛

●

مَیں دربارِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی یعنی منبر پر بیٹھا ہوں۔ یہ منبر تمہاری کرسیوں سے اعلیٰ ہے جو تم کو انگریز دے گیا ہے۔ میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ کتاب و سنت کی روشنی میں عرض کر رہا ہوں مانو گے تو تمہارا ہی بھلا ہو گا نہ مانو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے ؛

●

میں کہا کرتا ہوں کہ انگریز کی وائرلیس دیر میں آتی ہے۔ اولیائے کرام کی وائرلیس ایک منٹ سے بھی پہلے اطلاع دیتی ہے۔ یہ علم غیب نہیں ہے۔

علم غیب وہ ہے جو بلا وسیلہ۔ بلا ذریعہ خود بخود حاصل ہو یہ فقط اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

●

میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ جو صوفی کتاب و سنّت کا عالم نہیں میرے مرنے کے بعد اس کے پاس ہرگز نہ بیٹھیں۔ جو کتاب و سنّت کا عالم نہیں وہ کسی کی صحیح رہنمائی کر ہی نہیں سکتا۔

●

میرا سینہ وسیع ہے جو لوگ مجھے اور میرے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں میں تو ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔

●

میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک کے ذرّوں میں سے جو موتی ملتے ہیں وہ بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے نہیں ہوتے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ میرے دونوں مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ میرے دل میں ان کی بڑی عزّت ہے مجھے اللہ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے انہیں کی دعاؤں سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی میرے دل میں اتنی قدر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ فرمائے کہ اے میرے بندے! یہ نعمت واپس دے دے تو میں اس کے عوض تجھے تاجِ شاہی پہنا دوں گا تو میں عرض کروں گا اے اللہ! آپ تاجِ شاہی کسی اور کو پہنا دیں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس یہ نعمت ہی رہنے دیجئے۔

میں تعلیم کا مخالف نہیں ہوں۔ بے شک امریکہ میں جا کر تعلیم پاؤ۔ وہ تعلیم خدارسیدہ ہونے کا ذریعہ نہیں ہے۔ ڈگریاں روٹی کمانے کا ذریعہ ٹھیک ہیں۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ کس غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ اور تمہارے ماں باپ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اعزازی ڈگریاں ذریعہ نجات نہیں ہیں۔ روٹی کمانے کا ذریعہ ہیں۔ تعلیم جدید قُربِ الی اللہ کا ذریعہ نہیں ہے۔ میں کلمہ حق کہوں گا۔ جو میری بات مانیں گے کانٹا بدل جائے گا۔

●

میں تحقیق سے کہتا ہوں کہ جو منکرِ حدیث ہے وہ منکرِ قرآن ہے جو منکرِ قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے۔

●

۱۹۶۸ کینٹ میں ایک مرتبہ تین عالم میرے سامنے بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اگر ایک جاہل آپ کے سامنے آکر بیٹھ جائے تو آپ اپنے آپ کو اس سے بہتر نہیں سمجھیں گے کیا مولویوں کو یہ جائز ہے کہ لوگوں کو حقیر سمجھیں یہ کہ جاہل کہیں بات کر سکتا ہے؟ میں نے کہا میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ میری مسجد میں ایک ہیٹ پوش نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے۔ ہیٹ اتار کر کھونٹی پر لٹکا دیتا ہے اور رومال باندھ کر نماز جمعہ پڑھ جاتا ہے۔ میں نفس کو یہ سمجھاتا ہوں کہ چالیس سال تک بزرگوں نے تیرے قلب پر نظر ڈالی ہے۔ اور اب بھی تجھ میں کمزوریاں موجود ہیں۔ اس بیچارے کو تو کسی ہادی کی صحبت ایک منٹ بھی نصیب نہیں ہوئی۔ تو کبر دفع ہو جاتا ہے۔

میں بزرگوں کی عظمت اور ان کی بزرگی کا دل وجان سے معترف ہوں اور آج کل کے نام نہاد پیروں اور پیر زادوں سے زیادہ ان کی نیکی اور پارسائی کا معتقد ہوں۔ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی نگاہِ فیض کے اثر سے بحمداللہ اتنی توفیق میسر آگئی ہے کہ اب یہ بھی مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے ؟

الحمد للہ آج چالیس برس سے خدا کی یاد کو اپنی زندگی کا مقصد و منشا بنایا ہوا ہے اور اس کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور اب آپ کو بھی اس چیز کا سبق دیتا ہوں ۔ یہ راستہ بڑا کٹھن اور دشوار گزار ہے۔ اور بزرگوں کی صحبت کے بغیر اس راستہ پر چلنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے جب تک کسی اللہ والے کی صحبت میں نہیں بیٹھو گے اس وقت تک نفس و باطن کی اصلاح نا تمام رہے گی ؟

آج جاہل پیر اور علماء سوء حق بات کہنے والوں کو بدنام کرتے ہیں ہمیں ان کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ؎

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا را

کے مصداق گداگر کو اپنی صدا لگانی چاہیئے۔ خیر ضرور مل کر رہے گی۔ کتے بھونکتے رہیں گے۔ حق کا انشاءاللہ غلبہ ہو گا۔ باطل مٹ جائے گا ؟

اب ۷۶ سال کا بوڑھا ہوں چار ماہ سے صبح کا کھانا بھی چھوٹ گیا ہے معمولی ناشتہ پر گزارہ ہوتا ہے ہم نے جوانی میں بھی دال پی پی کر تعلیم دین الہٰی حاصل کی ہے۔ جوانی کا کھایا ہوا بڑھاپے میں کام دیتا ہے ۞

●

قرآن بخشوانے کی رسم نہ جانے یہ لوگ کہاں سے لے آئے! ایک وقت تھا جب کہ لاہور میں مترجم جلد شدہ حمائل شریف چھ آنے میں مل جایا کرتی تھی۔ اور یہ لوگ چھ آنے کا قرآن بخش کر مردے کے ساری عمر کے گناہ معاف کرا لیتے ہیں۔ نہ نماز نہ حج نہ زکوٰۃ اور نہ دیگر کسی عبادت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ چھ آنے کا قرآن لے کر مولوی کو دے دیا اور مولوی نے اپنی روٹی کی خاطر نہ حق بیان کیا اور نہ اصل حقیقت سے عوام کو آگاہ کیا ۞

●

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ صرف دین کی اشاعت کے لیئے خدام الدین کو شائع کرنے کی توفیق دی ہے۔ یہ خدام الدین لندن۔ انڈونیشیا رنگون۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ وغیرہ بھی جاتا ہے۔ لوگ رسالے اخبار وغیرہ ذریعہ معاش کے لیئے نکالتے ہیں۔ لیکن اس رسالے کی کمائی میرے اور میری اولاد کے لیئے بالکل حرام ہے۔ اس میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لیئے یہ رسالہ چھپتا ہے ۞

●

سنو! غور سے سنو علمائے کرام تم کو تعلیم ربانی دیتے ہیں۔ تم کو باحیا

بنانا چاہتے ہیں۔ اور انگریز تم کو بے حیائی سکھاتا ہے۔ تم بتلاؤ کہ ۱۴ لاکھ کی آبادی میں کسی ایک نے اپنے کسی ایک لڑکے کو عالم دین بنایا ہو؟ کیا کوئی تھا؟ اور کیا کوئی اب ہے؟ قرآن سے تو تم بالکل جاہل ہو۔ اور پھر علمائے کرام پر مذاق کرتے ہو۔ تم کو شرم نہیں آتی؟ بی اے ہو جائیں۔ لڑکا بھی بی اے ہو جائے۔ لڑکی بھی بی اے ہو جائے اور پھر نوکری مل جائے۔ تمہاری عقل مسخ ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے۔ آمین۔ تم اسے لاہور لیو!
قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو گے کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ۔ اے اللہ تیرا کوئی بندہ ہمیں ڈرانے کے لئے آیا ہی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں یہ عذر نہ کر سکو گے کہ یا رسول اللہ آپ کا کوئی خادم ہمیں آپ کا دین بتلانے کے لئے آیا ہی نہ تھا۔ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اعتراضات سے بری الذمہ کرنا چاہتا ہوں:

●

میں صاف کہتا ہوں جو نماز نہیں پڑھتا۔ روزہ نہیں رکھتا۔ زکوٰۃ نہیں دیتا اور حج نہیں کرتا (اگر مال ہے) تو چاہے اپنا نام محمد دین رکھوائے مسلمان نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے اور اگر کوئی اپنا نام گنگا رام رکھے نماز پڑھے روزے رکھے زکوٰۃ فرض ہے تو دے۔ حج فرض ہے تو کرے۔ تو وہ پکا مسلمان ہے:

●

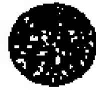
اگر آج مر جائیں تو سارا مال و دولت وارثوں کا ہو جائے گا۔ یہ مال پرایا ہے

اب اس مال سے خیرات کرنا بھی حرام ہے۔ اور خود کھانا بھی حرام ہے۔ لیکن آج کل یتیموں کا مال کھایا جا رہا ہے اور کوئی خدا کا ڈر نہیں۔ اگر میّت کے مال کو قرآن کے مطابق وارثوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ اور اسی مال سے مولویوں کو بلا کر ختم شریف پڑھوایا جائے۔ اور پھر مُلّاں نان۔ حلوہ وغیرہ کھائیں تو یہ سب حرام ہے۔ میں قرآن شریف کی روشنی میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ مال یتیموں کا حق ہے۔ یتیم بچے اس مال سے پرورش پائیں گے۔ ان مُلّانوں کی پارٹیاں ہوتی ہیں۔ اگر ایک بھاٹی دروازہ میں ہوتا ہے۔ تو دوسرا شیرانوالہ دروازہ میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شیرانوالہ میں مر جائے تو یہاں کے مُلّاں بھاٹی دروازے والوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اور اگر بھاٹی دروازہ میں کوئی مر جائے تو وہ اُن کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کو حلوہ نان وغیرہ ملتے رہتے ہیں۔ کیونکہ لاہور میں کوئی نہ کوئی تو روز مرتا ہی ہے — لیکن یاد رکھو میّت کے مال میں سے میراث تقسیم کرنے سے پہلے ایک پائی تک خرچ کرنا حرام ہے۔ اور اس مال سے نان۔ حلوہ۔ گنڈیریاں۔ سنگترے وغیرہ کھانا بالکل حرام ہے۔ میّت کے مال سے صرف قبر تک پہنچانے کی ضروریات پر جو خرچ آئے۔ ان کا خرچ کرنا صرف جائز ہے۔ مثلاً کفن۔ گورکن کی مزدوری وغیرہ باقی اور کسی کام کے لئے خرچ کرنا بالکل حرام ہے۔ ان مُلّانوں کو اگر میّت سے اور ان کے گھر والوں سے ہمدردی ہے تو قرآن پڑھ کر اس میت کو ثواب بلا معاوضہ پہنچائیں۔ قرآن کا معاوضہ (نان حلوہ) وغیرہ کیوں لیتے ہیں؟ اگر کوئی مر جائے تو مُلّاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر

گھر والے بیوہ عورت کو کہتے ہیں کہ آپا جی ۱۵ سیر گنڈیریاں لائی ہیں۔ ۱۵ روپے کے نان۔ ۱۰ روپے کے سنگترے لائے ہیں۔ پیسے دے دو۔ ان سب چیزوں کو مُلّاں کھائیں گے۔ کچھ شرم کرو۔ کیوں حرام کھاتے اور کھلاتے ہو؟



مجھے لاہور میں آئے ہوئے ۴۵ سال ہو گئے ہیں۔ میں کسی میت کے گھر کھانے پینے کے لئے نہیں گیا۔ مجھے شریعت کا علم ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں کہتا ہوں۔ میں پکا حنفی ہوں۔ کیونکہ لاہور میں کئی رسمیں نکل آئی ہیں۔ قبروں پر سجدے ہوتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں اور میں ان رسموں کی مخالفت کرتا ہوں۔ تو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ شیطان بڑا لعین اور خطرناک ہے بے ایمان کو ایماندار اور ایماندار کو بے ایمان بنایا ہوا ہے۔



میں ۲۰ جولائی ۱۹۷۶ء بروز جمعرات کو صبح کے وقت عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔ ۲۳ جولائی کو جمعہ کراچی پڑھوں گا۔ حکومت نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ میں پہلے سے جانے والا تھا۔ اچانک میری ایڑی میں سخت درد ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے میں چار دن تک چل پھر نہ سکا اور جو ٹکٹ میں نے خرید رکھا تھا وہ واپس کر دیا۔ اور مولوی حمید اللہ جو کہ عالم بھی ہے اور حافظ بھی میرے بعد درس القرآن اور اور جمعرات کو مجلس ذکر کرائے گا۔ موت کا علم نہیں۔ کہ کب آئے پانچ سال ہو گئے میں نے درزی کو بلا کر اپنے ناپ کا کفن تیار کروا رکھا ہے۔ اور

میں ہر وقت موت کے لئے تیار رہوں۔ اگر میں مکّہ معظمہ میں فوت ہو گیا تو میں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد کسی بدعتی اور قبر پرست پیر کے پیچھے نہ لگ جانا اور گمراہ نہ ہو جانا۔ بلکہ کسی متّبع سنّت اور اصلاح یافتہ عالم کی صحبت اختیار کرنا۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سارے مولوی اور پیر ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر گمراہ ہوتے ہیں ؛

●

اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ آکر میرے پاس بیٹھو کوئی کام نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو پھر تمہیں تین چار فاقے ضرور آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ آزمائے گا کہ میرا بندہ کیسا ہے۔ اگر تم ثابت قدم رہے تو پھر اللہ تعالیٰ تم کو یہاں رزق بھیجے گا۔ اور لوگ دیگیں پکا کر یہاں لائیں گے۔ کہ اصحاب کہف پیدا ہو گئے ہیں۔ کوئی کام نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر وقت عبادت کرتے رہتے ہیں میں تمہیں سونے نہیں دوں گا۔ رات کو جگاؤں گا اور ذکر الٰہی کراؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کراؤں گا۔ پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ رزق کہاں سے دیتا ہے ؛

●

میں نے آج تک کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے سب لاہوریوں سے زیادہ اور اچھا۔ پھر میں اسے جمع کرتا ہوں اور اسے صحیح مصرف پر خرچ کرتا ہوں۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ اور زیادہ دیتا ہے۔ اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے گیارہویں مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے ہو کر آیا ہوں۔

اگر کوئی محلہ میں مرجائے تو رشتے دار بیوہ کو کہتے ہیں کہ آپا جی! ۵ اروپے کے نان، ۱۰ اروپے کا حلوہ، ۳ روپے کے سنگترے اور ۲ روپے کی گنڈیریاں لانی ہیں۔ مولوی آئے ہیں ان کو کھلانی ہیں۔ پھر وہ بیوہ عورت یتیم بچوں کے مال سے پیسے دیتی ہے۔ اور یہ مولوی تیجے، ساتویں اور چالیسویں کے دن آکر دو چار سورتیں پڑھ کر سب کچھ کھا پی کر "ختم شریف" پڑھتے ہیں یاد رکھو تیجے۔ ساتویں۔ چالیسویں وغیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کے خلاف ہیں۔ اور یہ سب مولوی حرام کھاتے ہیں ؂

●

میں کسی کا برا نہیں چاہتا۔ جو لوگ گیارہویں شریف اور ختم شریف کے نہ ماننے کی وجہ سے وہابی کہتے ہیں۔ میں ان کا بھی بھلا چاہتا ہوں ؂

●

مجھ سے تعلق رکھنے والے احباب میرا کنبہ ہیں۔ میری سب کے لئے دعا ہے کہ اللہ آپ سب کو بخش دے کوئی بھی مرد یا عورت دوزخ میں نہ جائے۔ آمین

●

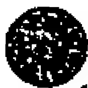
سنو! میں کہا کرتا ہوں کہ اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ۔ گنگا رام رکھواؤ۔ نماز پنجگانہ ادا کرو۔ زکوٰۃ پائی پائی گن کے دو۔ حج فرض ہے تو کر کے آؤ روزے رمضان کے تیسوں رکھو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ تم پکے مسلمان ہو۔ اگر

کوئی اپنا نام محمد دین عبداللہ جان - اللہ رکھا۔ محمد جان رکھوائے۔ نماز ایک نہ پڑھنے پائے۔ حج فرض ہے تو نہ کرکے آئے۔ روزہ ایک نہ رکھے۔ زکوٰۃ باوجود واجب ہونے کے بالکل نہ دے۔ تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ ھٰذَا کَافِرٌ حَقًّا کہ یہ پکا کافر ہے۔

اگر کوئی نماز نہ پڑھے۔ وہ کافر ہے بے ایمان ہے۔ سوتے ہوئے نماز رہ جائے۔ تو اور بات ہے۔ جان بوجھ کر باتیں کرتے ہوئے نماز کو چھوڑ دے تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ وہ پکا کافر ہے۔ چاہے وہ لاکھ پتی ہو۔ چیف جسٹس ہو ایم اے اور ایل ایل بی ہو۔ پی ایچ ڈی ہو۔ کیا تمہیں حق کہنے والے مر گئے ہیں؟ میں تمہیں اس لئے کھری سناتا ہوں کہ میں روٹی نہیں مانگتا یاد رکھو۔ تنخواہ لینے والا کبھی حق نہیں کہہ سکتا۔ اسے ہر وقت یہی خیال ہو گا کہ کہیں روٹی بند نہ ہو جائے۔ تمہیں وہی حق کہہ سکتا ہے جو تم سے بالکل بے نیاز ہو اور کسی قسم کا طمع نہ رکھے۔ خود بے دین بے ایمان ہو اور علماء کرام پر مذاق کرتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے علمائے کرام بنی اسرائیل کے نبیوں کے درجہ کے ہیں۔ اور تم ان کا مذاق اڑاتے ہو۔ توبہ کرلو۔ ورنہ قبر میں جاکر وہ جوتے کھاؤ گے کہ یاد کرو گے۔

۴۵ سال ہو گئے۔ مجھے قرآن مجید کی تعلیم دیتے آج تک میں نے کبھی

کسی سے ایک پائی تک تنخواہ نہیں لی۔ اس خدام الدین رسالہ کی آمدنی میں سے ایک پائی تک میرے لئے اور میری اولاد کے لئے حرام ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تم سب سے زیادہ مجھے دیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۱ مرتبہ مکہ معظمہ حج و عمرہ کے لئے ہوائی جہاز پر گیا ہوں۔ کیا تم میں سے کوئی لاکھ پتی ۱۱ مرتبہ مکہ معظمہ ہوائی جہاز پر گیا ہے؟ مالِ حرام بود بجائے حرام رفت۔ میں کوئی کام نہیں کرتا۔ میرے بیٹے کوئی کام نہیں کرتے۔ اور نہ میں نے انہیں انگریزی پڑھائی ہے۔ تو کیا وہ بھوکے مرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا بڑا بیٹا مسجدِ نبوی میں درس دیتا ہے۔ وہ بھی کوئی کام نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حلال رزق عطا فرماتا ہے مجھے تو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ میں اور میرے بیٹے کہاں سے کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے رزق بھیج دیتے ہیں:



اب اگر کوئی بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ غرض جو پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتا وہ کفر کرتا ہے۔ خواہ اس کا نام محمد دین۔ اللہ دِتّا۔ اجمل خاں ہو کیا میں تم کو حق سنانے سے ڈر جاؤں گا؟ میں تم سے مانگ کر نہیں کھاتا میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوں۔ اس لئے تم کو صاف صاف باتیں سناتا ہوں تاکہ تم سنبھل جاؤ۔ اس غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرو۔ ان کو ادا کرکے اللہ تعالیٰ کو خوش کرو۔ اور دوزخ سے بچ جاؤ۔ مجھے تمہاری بالکل پرواہ نہیں۔ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

کی ذات کو تمہارے اعتراضات سے بری کرانا چاہتا ہوں تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو رَبَّنَا مَا جَاءَ نَا مِنْ نَذِیْرٍ۔ کہ یا اللہ! تیرا کوئی بندہ ہمیں ڈرانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ اگر تم سب کے حقوق ادا کرو گے تو بچ جاؤ گے ورنہ مارے جاؤ گے ۔

●

اللہ تعالیٰ میرے دشمنوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے جو مجھے وہابی (بے ایمان) کہتے ہیں۔ چونکہ میں یتیموں کا مال ختم شریفوں میں جا کر نہیں کھاتا اس لئے مولوی مجھے وہابی کہتے ہیں ۔

●

یار ہا نیجا شریف۔ سانا شریف۔ چالیسواں شریف سب اسلام کے خلاف ہیں۔ کل کو اگر تم رات کو زنا کرو اور کہو کہ رات رنڈی شریف آئی تھی زنا شریف کیا تھا تو کیا تمہارے منہ پر جوتا نہ ماریں گے۔ کیا تمہارے "شریف" لگانے سے جائز ہو جائے گا ؟

●

میں اپنی جماعت کے لئے خاص دعا کرتا ہوں اور میں نے پچھلے سال مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس پر اپنی جماعت کے لئے خاص دعا کی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کے مردوں اور عورتوں کو استقامت عطا فرمائے اور سب گناہ معاف فرما کر جنت میں پہنچائے اور دوزخ سے بچائے آمین یا الہ العالمین ۔

نصیحت: مسلسل پانی کا قطرہ گرتا رہے تو زمین کو نرم کر دیتا ہے۔ پانی کتنا نرم ہے اور زمین کتنی سخت ہے۔ مسلسل پانی پڑنے سے زمین کو دلدل بنا دیتا ہے۔ آپ بھی بیٹھ کر سوچا کیجئے کہ اتنے عرصہ سے ذکر شروع کیا ہوا ہے کیا مجھ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے؟ مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ سوچا کیجئے پہلے کون کون سے گناہ کیا کرتا تھا۔ ہر شخص کے گناہ اپنے اپنے ہوتے ہیں۔ میرے پاس کئی عورتیں آتی ہیں۔ اباجی! تعویذ دیجئے۔ کوئی بیوی کو خرچ نہیں دیتا۔ کسی کی ماں شکایت کرتی ہے کہ اس کا باپ مر گیا تھا میں نے اس کو جیسے کیسے پالا ہے اب عورت کو لے کر کوٹھی میں رہتا ہے اور میری پرواہ نہیں کرتا۔ بعض بار ایٹ لاء ہیں مگر نماز ندارد۔ روزہ ندارد۔ شیطان کے پنجے میں آئے ہوئے ہیں ؂

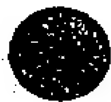
●

روحانی بیماریاں قبریں چمکیں گی۔ اور سنائیں گی پھر ملّانوں سے قرآن بخشواتے سے نہیں بخشی جائیں گی۔ پنجابی میں ایک مثال ہے گناہ کرے نانی اور پھٹی دوہتروں کو۔ یعنی گناہ تم کرو اور توبہ تمہاری طرف سے مولوی کریں ؂

●

یاد رکھو جو مرد یا عورتیں سینما میں کنجریوں کا گانا سننے کے لئے جاتے ہیں وہ سب بدمعاش ہیں چاہے وہ ایم اے ہو یا پی ایچ ڈی یا کوئی جاہل ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ اگر کسی اجنبی

عورت پر بے ساختہ نظر پڑ جائے تو معاف ہے لیکن دوبارہ جان بوجھ کر اُسے جھانکنا حرام ہے۔ آج کل مرد عورتوں کو دیکھنے کیلئے اور عورتیں مردوں کو دیکھنے کے لئے ہر روز سینما جاتے ہیں ۔۔۔ اے دوسروں کی بیویوں اور لڑکیوں کو جھانک کر دیکھنے والو! کیا تم اپنی لڑکی یا بیوی کو سرِ عام دوسرے لوگوں کو دکھانا پسند کرو گے کہ یہ دیکھو میری بیٹی کتنی خوبصورت ہے اس کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں۔ اگر تم اپنی بیوی یا بیٹی کو دوسروں کو دکھانا پسند نہیں کرتے تو اوروں کی لڑکیوں اور بیویوں کو تم کیوں دیکھتے ہو؟ تم کو شرم نہیں آتی؟



اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور گذشتہ تین سال سے فالج کا عارضہ بھی ہے۔ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے۔ کئی دفعہ میں گھر سے نماز کے لئے مسجد میں آنے کے لئے مجبور و معذور ہوتا ہوں۔ اور آ جاتا ہوں تو نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ ایک وقت تھا کہ میں اتنا تیز چلتا تھا کہ میں گھر سے مسجد کو آتا تھا تو میرے نوجوان بچے میرے پیچھے بھاگ کر ساتھ ملتے تھے مگر اب گھر سے مسجد کو آتا ہوں تو اُن کو میری حفاظت کے لئے ساتھ آنا پڑتا ہے۔ بہر حال الحمدللہ میں اپنے فرض کو انجام دے چکا ہوں۔ خدا آپ کو اور مجھے روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھے۔ شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے میں علماء کرام کو اس بات سے متنبہ کیا کرتا ہوں کہ یہ ہر نیکی کے کام میں ریا ڈال دیتا ہے۔ میں آپ کو علاج بتاتا ہوں۔ لیکن یہ خود مجھ پر بھی حملہ آور

ہوتا ہے۔ مثلاً تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہوں تو شیطان یہ خیال لاتا ہے کہ بہت اچھی تقریر ہو رہی ہے اور میں اپنے بزرگوں کے طفیل لاؔ کی تلوار سے ذبح کر دیتا ہوں۔ تلوار سے وار کرتا ہوں اور ڈھال سے وار روکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کم بخت! میں لوگوں کو پیغام حق پہنچا رہا ہوں یا واہ واہ کے لئے تقریر کر رہا ہوں — تو خیر میں عرض کر رہا تھا کہ اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ کمزوری بہت ہے لہذا آئندہ سب کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ انفرادی طور پر ذکر کر لیا کریں اور اب یہاں آنے کی تکلیف نہ فرمایا کریں۔ ویسے جب دل چاہے آ کر مل جایا کریں۔ میرا دل تو نہیں چاہتا کہ اس سلسلۂ خیر کو ختم کیا جائے۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں اور آپ کو ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔ میں نے جو فرائض اپنے ذمے لے رکھے ہیں میں بڑی مشکل سے اُن کو نبھا رہا ہوں لہذا چاہتا یہ ہوں کہ کچھ کام گھٹا دوں۔ علمائے کرام کا درس بھی آج کل حسب سابق جاری ہے اور اللہ کے فضل سے بیالیس علماء کرام آئے ہوئے ہیں۔ جن کے سامنے روزانہ مسلسل تین گھنٹے بولنا پڑتا ہے۔ اس سے پہلے ایک گھنٹہ درس عام بھی ہوتا ہے۔ بعدازاں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں میرے آرام کا وقت بھی نکل جاتا ہے ملاقاتوں میں مستورات کے ساتھ مجھے بہت سر کھپانا پڑتا ہے۔ لیکن اس سلسلے کو اس وجہ سے بند نہیں کر سکتا کہ بعض عورتیں خالص اللہ کا نام پوچھنے کے لئے آتی ہیں۔ آپ میری کمزوری کا ڈاکٹر صاحبان کی اس رائے سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عام لوگوں کے شوگر ۸۰ ہوتی ہے اور میرے ۲۰۰ ہے۔

اگرچہ ابھی فی الحال سفر بند کرنے کا قطعی فیصلہ نہیں کرتا لیکن علماء کرام کی جماعت اگلے سال نہیں لے سکوں گا۔ انجمن خدام الدین کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں تو اس میں آپ کو پتہ چلے گا کہ اس میں تین ہزار پانچ سو تیرہ علماء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب مزید ہمت نہیں رکھتا۔ لوگ باہر کے سفر کے لئے مجبور کر دیتے ہیں۔ اب پھر کل ملتان اور بھلوال (سرگودہا) کا سفر درپیش ہے۔ جب میں جوان تھا تو عموماً تھرڈ کلاس میں سفر کیا کرتا تھا مگر اب میں ۷۶ سال کا بوڑھا ہوں اور ساتھ ساتھ فالج کا مریض بھی ہوں۔ میرے معالج ڈاکٹر چودھری (خدا ان کو خوش رکھے) مجھے اکثر ٹیکے وغیرہ لگاتے رہتے ہیں اور طبیعت کی بحالی کے لئے یونانی اور انگریزی دوائیاں کھاتا رہتا ہوں۔ میں جہاں مردوں سے خوش ہوں وہاں عورتوں سے بھی بہت خوش ہوں کہ اگر ان کو دین کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ بھی مردوں کے برابر خدا یاد کرتی ہیں۔ (سورۂ تحریم) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا۔ ترجمہ:۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچا لو۔ میں نے چار مسجدیں بنوائی ہیں جن میں دو مسجدیں فقط عورتوں کے پیسہ سے بنی ہیں۔ اور ان میں غسل خانہ حجرے وغیرہ ہیں۔ اور ان میں مردوں کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ الحمد للہ ہفت روزہ خدام الدین کے مطالعہ سے لوگوں کو کافی دینی شعور پیدا ہو رہا ہے۔ اور مجھے اکثر عورتوں کی جانب سے اس کی تائید و تصدیق کے خط آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مجھے فقط ایک عورت کو بیعت کرنے کے لئے

کوئٹہ کا سفر کرنا پڑا کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ اس کی وجہ سے اور عورتوں کو دین کی طرف توجہ ہو گی۔ میں نے کبھی کسی دینی کام کو سرانجام دینے کے لئے چندہ کی اپیل نہیں کی۔ اور آپ اس پر شاہد ہیں۔ مسجد سے ملحقہ مدرستہ البنات کی تعمیر و تکمیل پر ۷۰۰۰۰ روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی سے چندہ کی اپیل نہیں کی۔ ذکر کی تلقین کرتا ہوں اور خدا سے اپنی اور آپ کی استقامت کی دعا کرتا ہوں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥



بابِ سوم

نصیحت آموز واقعات

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مختلف تقریروں میں بعض نادر واقعات بیان فرمائے جن کے پڑھنے سے نصیحت بھی حاصل ہوتی ہے اور دل میں خوفِ خدا بھی پیدا ہوتا ہے۔ اہل اللہ کے واقعات سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔ اس باب میں حضرتؒ ہی کی زبان اور حضرتؒ ہی کے الفاظ میں کچھ واقعات درج کیئے گئے ہیں۔

نیکوں کا تذکرہ بجائے خود نیکی ہے۔ ان کے واقعات نصیحت و عبرت کا خزانہ اور آئندہ نسلوں کے لیئے نشانِ راہ ہوتے ہیں۔ قرآن عزیز نے اسی اصول کے پیشِ نظر گذشتہ امتوں اور رہادیوں کے قصص بیان کئے ہیں تاکہ آنیوالی نسلیں ان سے سبق حاصل کریں اور ان کی روشنی میں اپنی زندگی کے خطوط کا جائزہ لیں حضرتؒ نے بھی مختلف بزرگوں اور اہل اللہ کے نادر واقعات بیان فرمائے ہیں جن کے پڑھنے سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے بزرگوں کے طریق پر چلنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور عشقِ الٰہی کی چنگاریاں دل میں سلگنے لگتی ہیں، یہ باب اصحابِ حال اور اربابِ کمال کے واقعات کا مجموعہ ہے

حضرت مرشدنا حافظ محمد صدیق صاحبؒ کے ہاں ایک بزرگ آیا کرتے تھے جن کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد اشرف صاحب تھا۔ اولیاء کرام میں سے تھے جب صاحب زادہ صاحب کے انتقال کی ان کو اطلاع دی گئی تو فرمایا کہ مجھے کیا کہتے ہو اٹھا کر گڑھے میں ڈال آؤ۔ یہ ہے قلب سلیم ۔

دوسرے ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ بیٹا بیمار تھا۔ رات بھر سرہانے بیٹھے اللہ اللہ کرتے رہے جب انتقال ہوگیا۔ تو پھر چادر ڈال دی۔ جو پوچھنے آتا اس سے فرمادیتے آرام آگیا ہے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جماعت کو اطلاع دی اور کفن و دفن کی تیاری کے لئے حکم دیا ۔

حضرت حافظ محمد صدیق صاحبؒ کا نابینا خادم تھا۔ اس نے کسی سے کچھ روپے لینے تھے۔ ایک بینا شخص کو ساتھ لے کر مقروض کے پاس گیا۔ سارا دن سفر کر کے شام کو اس کے ہاں پہنچے۔ اس گاؤں میں کسی کے ہاں شادی تھی وہاں باجے کی آواز آنے لگی۔ تو ساتھی سے کہنے لگے۔ کہ چلو یہاں سے نکل

چلیں۔ اُس نے جب کہا کہ سارا دن سفر کر کے تھکے ماندے ہیں۔ اب ذرا آرام کر لیں۔ تو جواب دیا کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا کہ فلاں بزرگ کا فلاں خادم اس گاؤں میں موجود تھا۔ جہاں باجے بج رہے تھے تو میرے پیر کی بدنامی ہوگی۔ یہ ہے تصوّف جو اس کے منکر ہیں وہ بے سمجھ ہیں ؁

ایک دفعہ نواب بہاولپور نے کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ تو کئی مقامات سے دعوت نامے آئے۔ میرے دادا پیر حضرت حافظ محمد صدیق صاحبؒ کی طرف سے دعوت نامہ تو نہ آیا۔ مگر وزیر صاحب خود ان کے ہاں حاضر ہوئے۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ کہ وزیر صاحب فقیر خود بہاول پور چلے گا۔ اونٹ پر اپنی دیگ لاد کر لے جائے گا۔ جو رزق اللہ دے گا اس میں سے سب کھائیں گے۔ نواب صاحب کی دعوت نہ کھائیں گے۔ پھر فقیر نواب صاحب سے جو کہے گا۔ وہ کانوں سے گزر کر نواب صاحب کے دل پر پڑے گا۔ نواب صاحب کی آنکھیں کھلیں گی۔ پھر وہ آپ سے ریاست کا حساب لیں گے۔ اور آپ ان کو زہر دے کر ماریں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہو تو بندہ حاضر ہے۔ وزیر صاحب نے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ ایسا پیر ہمیں نہیں چاہیئے ؁

حضرت امروٹیؒ کی نظیر نہ تب تھی۔ نہ اب ہے۔ ایک دفعہ ایک انسپکٹر پولیس آپ کے ہاں آیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت! کپتان پولیس نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ اپنی سواری کا گھوڑا قیمتاً مجھے دے دیں۔ فرمانے لگے کہ تمہیں خدا

کی قسم ہے جس طرح ان کا پیغام مجھ کو دیا ہے۔ اسی طرح میرا پیغام بھی ان کو پہنچا دینا۔ میں نے گھوڑے جہاد کے لئے رکھے ہیں اور جہاد انگریزوں سے کروں گا۔ تم تو گھوڑا مانگتے ہو۔ میں تو تم کو اپنا اور گھوڑوں کا پیشاب بھی آنکھ میں ڈالنے کے لئے نہیں دے سکتا۔

ایک نقشبندی بزرگ تھے۔ میں ان کا بے حد ادب کیا کرتا تھا۔ اگرچہ میرا خاندان قادری ہے۔ اس کا صلہ مجھے وہ یہ دیا کرتے تھے۔ کہ جب لاہور سے گزرتے تو زیارت کرانے کے لئے آجاتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا۔ کہ میں ایک گاؤں میں گیا۔ وہاں کے لوگوں نے شکایت کی کہ ان کو کچھ دنوں سے ذکر الٰہی میں لذت نہیں آتی۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس کو قبض کہتے ہیں۔ کہ اللہ اللہ کرنے میں جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ بند ہو جاتی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتلایا گیا کہ گاؤں والوں نے ایک دن چوری کی گائے کا گوشت کھایا تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور ذکر کی لذت سلب ہو گئی۔

دیوبند میں ایک بزرگ تھے۔ جب کبھی حرام ان کے پیٹ میں چلا جاتا تو فوراً قے ہو جاتی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے ان کی دعوت کی اور ہر ممکن احتیاط کی کہ کوئی حرام یا مشتبہ چیز نہ پکنے پائے۔ اس شخص

نے دعوت میں کھیر بھی پکائی۔ کہتے ہیں کہ جب اس بزرگ نے کھائی تو فوراً قے ہو گئی تحقیقِ حال کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ جس بھینس کا دودھ کھیر میں استعمال ہوا تھا۔ جب اس کا دودھ دوہ رہے تھے تو اس نے پاس والی بھینس کے چارہ میں سے تھوڑا سا کھا لیا تھا۔

مولینا حبیب الرحمن صاحب لودھیانوی مرحوم کے پیر کسی زمانہ میں حضرت خواجہ احرار غزنوی تھے۔ وہ ایک دفعہ لودھیانہ تشریف لائے۔ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں تشریف فرما تھے۔ بہت سے لوگ موجود تھے کہ اچانک فرمانے لگے۔ سب کو نکال دو۔ زنا کی بو آتی ہے۔

ایک دفعہ دورۂ تفسیر کے بعض علمائے کرام کو بچا ہوا سالن ملا۔ تو انہوں نے دونوں باورچیوں کے حصّہ کا سالن چھین کر کھا لیا۔ یہ ڈاکہ نہیں تو اور کیا ہے اس سے ان میں تو تو میں میں سے بڑھ کر ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔ مجھے کوئی پتہ نہیں۔ اگلے دن مستری رحیم بخش مرحوم نے مجھ سے اس کا ذکر کیا۔ تو تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ واقعی جھگڑا ہوا ہے۔ میں نے علمائے کرام کو بلا کر سمجھایا کہ آپ نے یہ نہ سوچا کہ اس لڑائی میں بے عزتی کس کی ہوئی؟ باورچیوں کی نہیں۔ بلکہ آپ کی بے عزتی ہوئی ہے۔

ایک دن بعض علمائے کرام نے باسی روٹی میرے سامنے لا کر پیش کی۔ کہ

ہمیں یہ کھانے کو ملتی ہے۔ میں نے بتایا۔ کہ ایک دفعہ میری بیوی بیمار تھی۔ لڑکی نے باسی ٹکڑے لا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ جو کئی دنوں کے جمع شدہ تھے اور ان میں تعفّن پیدا ہو گیا تھا۔ اور طبیعت قے کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ لیکن میں نے نفس کو ڈانٹا۔ کہ روز تازہ روٹی کھاتے تھے آج اللہ نے باسی بھجوائی ہے یہی کھانی پڑے گی۔ میرے دادا پیرؒ کے ہاں ایک دن کڑوا خربوزہ آیا۔ سارا خود کھا گئے۔ ایک پھانک خادم کو دے کر فرمایا۔ کہ لو بھائی تم بھی چکھ لو۔ یہ نہ کہنا۔ کہ آج مجھے حصہ نہیں ملا! اس نے زبان پر رکھا۔ تو تھو تھو کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ روز جو میٹھے بھجواتا تھا اس نے آج کڑوا بھجوا دیا۔ تو تھوک دیا۔ میں نے دادا پیرؒ کا واقعہ سنا ہوا تھا اس لئے نفس کو زبردستی باسی روٹی کھلائی۔ اللہ والوں کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ حقیقت حال بھی کسی سے نہیں کہتے۔ کہ اس میں اللہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ حکایتِ حال شکایتِ ذوالجلال ہے۔

●

ایک دفعہ علماء کرام نے شکایت کی کہ ہمیں جو سبزی کھلائی جاتی ہے وہ تو بیل بھی نہیں کھاتے۔ میں نے آئندہ کے لئے سبزی بند کر دی اور دال یا خالی گوشت پکانے کے متعلق ہدایات دے دیں۔

●

ایک دن میری بیوی نے بلا نمک قمریوں کا سالن میرے آگے لا کر رکھ دیا۔ میں چپکے سے کھا گیا۔ ایک دفعہ غلطی سے رات کے اندھیرے میں بیوی نے

اُس برتن میں شوربا ڈال دیا جس میں نمک کی ڈلی تھی۔ نمک زیادہ ہو گیا۔ لیکن میں کھا گیا۔

●

آج کا تازہ واقعہ ہے۔ کہ ایک بچی نے میٹھی کھچڑی پکائی وہ کہیں پھیکی اور کہیں میٹھی تھی۔ میں نے کھالی۔ اور کسی سے کچھ نہیں کہا۔

●

میری شادی کو چالیس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ مگر میں کبھی اپنی بیوی سے نہیں لڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کہ کھانا پسند آئے تو کھاؤ اور نہ آئے تو مت کھائیے۔ نقص نہ نکالئے۔ یہ میرے حضرت کا کمال ہے کہ انہوں نے انانیت کا کانٹا نکال کر رکھ دیا ہے۔ میں جب دہلی میں رہتا تھا۔ تو ایک دن گھر میں مجھے ایک خیال فاسد آیا۔ میں نے اللہ کے فضل سے اس کو رد کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد بیوی نے بازار سے کچھ سودا لانے کی فرمائش کی۔ میں سودا لینے بازار گیا۔ دکان پر بڑی بھیڑ تھی۔ میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کتا آیا۔ اس نے مجھے پنڈلی پر کاٹنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔ یہ اس خیال فاسد کی تصویر تھی چونکہ میں نے اللہ کے فضل سے اس کو رد کر دیا تھا۔ اس لئے میں کتے کے حملے سے محفوظ رہا۔

●

ملتان سنٹرل جیل میں بعض علمائے کرام باورچی کو ڈانٹتے کہ سالن

میں یہ نقص ہے۔ میں نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو وہ کہنے لگے کہ گھر میں لڑکیوں کو بھی ڈانٹتے ہیں ؟

میاں محمد عیسیٰ صاحب ساکن میاں علی جو اس مجلس میں موجود ہیں۔ وہ تبلیغ کے سلسلے میں ایک گاؤں گئے۔ جس شخص کے گھر میں مہمان تھے۔ اس کے ہمسایوں میں ایک پیر آیا ہوا تھا۔ اُس ہمسائی نے ان کو بتلایا کہ میرا پیر اناج نہیں کھاتا۔ صبح سے دو مرغ پکوا کر کھا بیٹھا ہے۔ زبردستی حلوہ بھی پکوا کر کھا چکا ہے اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ بارہ روپے نذرانہ دو گی تو جاؤں گا۔

میں ایک دفعہ سندھ گیا۔ تو ایک دوست نے وہاں کے پیر کا قصہ سنایا۔ پیر صاحب کے مریدوں میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ ہمارے پیر صاحب کی کرامت یہ ہے کہ پاخانہ نہیں کرتے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے پیر صاحب کو رات کو پلاؤ کھلایا۔ اور سوتے وقت خوب کڑھا ہوا دودھ پلایا اور ان کو ایک کمرے میں سُلا کر دروازہ مقفّل کر دیا۔ اسے جب حاجت ہوئی۔ تو بہت کوشش کی مگر باہر نہ نکل سکا۔ اینٹیں بھی اکھاڑنے کی کوشش کی۔ آخر کار باورچی خانے میں جا کر پاخانہ کر دیا۔ میں نے سب کو بلا کر ان کے مریدوں کے غلط پراپیگنڈے کا راز فاش کر دیا۔

دہلی کے ایک مجذوب کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ ان کی طبیعت پر قبض

طاری ہوگئی۔ دیوبند چلے گئے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر ان کے پاؤں دبانے لگے۔ زبان سے کچھ نہیں بولے۔ صرف پاؤں دبانے سے قبض رفع ہوگئی۔ اور ہنستے ہنستے واپس آ گئے۔ اپنے اندر فطرۃ کا نور سلامت ہو تو کامل کی صحبت میں بیٹھنے سے اُدھر سے کرنٹ آتی ہے ؛

ایک دفعہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بادشاہ ناراض ہوگیا اور حکم دے دیا کہ ضروریات زندگی میں سے کوئی چیز اُن کے ہاں نہ پہنچنے پائے۔ پہرے بیٹھا دیئے گئے۔ جو اُن کے ہاں آتا۔ اس کی تلاشی لے کر آنے دیتے۔ ایک دن وہ خادم کو ساتھ لے کر باہر تشریف لے گئے۔ اور خادم سے فرمایا۔ جو خریدنا ہو۔ خرید لو۔ جب دیکھا کہ بازار لگا ہوا ہے اور ہر چیز موجود ہے تو عرض کی حضرت! یہ کیا ماجرا ہے۔

فرمایا کہ ہمارے حصّہ کا جو رزق تھا اس کو ہمیں پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ عظام کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ یہاں جنگل میں بازار لگا کر بیٹھا کریں ؛

میرے دادا پیر حضرت حافظ محمد صدیقؒ خود حافظ قرآن تھے اور خود ہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عالم کو آپ نے نماز پڑھانے کے لئے اپنے مصلّیٰ پر کھڑا کر دیا۔ حضرت کا ایک فدائی خادم نہ رہ سکا۔ وہ مصلّیٰ لے کر بھاگ گیا کہ میرے حضرت کے مصلّیٰ پر غیر آدمی

کیوں کھڑا ہو۔ مگر حضرت نے اپنی پگڑی پھاڑ کر مصلّٰی کی جگہ بچھادی۔ اور فرمایا کہ اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھایئے۔ اس کو کہتے ہیں ہستی فنا ہونا ؛

●

موجودہ نواب بہاولپور کے دادا اور پڑدادا ڈاڑھی رکھتے تھے۔ تو ان کے وزراء کی بھی ڈاڑھیاں تھیں۔ مولوی رحیم بخش مرحوم وزیر تھے مگر ان کی ڈاڑھی تھی۔ اب نواب کے ڈاڑھی نہیں تو ان سب نے ڈاڑھیاں منڈوا دیں عوام حکمران طبقہ کے طور واطوار کو اختیار کرتے تھے جدھر حکمران طبقہ کا رخ ہوتا ہے اُدھر ہی قوم کا رخ ہوتا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے جدھر انگریز جا رہا تھا ہمارا نوجوان بھی اُدھر ہی جا رہا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بھی نوجوان کا رُخ اُسی طرف ہے۔ وہ کوٹ پتلون پہنتا تھا یہ بھی کوٹ پتلون پہنتا ہے۔ وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتا تھا یہ بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اس نے داڑھی منڈوانی شروع کی تو یہ بھی منڈوانے لگے۔ کرزن نے مونچھیں صاف کر دیں تو انہوں نے بھی منڈوا دیں۔ انگریز نے فیشن ایبل بال بنوائے تو ہمارے نوجوان نے بھی اُس کی تقلید کی ؛

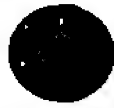
●

میرے ایک دوست تھے۔ وہ تاجر پیشہ تھے اور ان کی تجارت لندن سے ہوتی تھی وہ درس باقاعدہ سنتے تھے۔ اس لئے ان کے خیالات صاف ہوگئے بیوی اور بچوں کو نہ لائے اس لئے وہ قرآن سے ناآشنا رہے۔ آخری عمر میں وہ فالج میں مبتلا ہوگئے میں ان کی بیمار پرسی کے لئے گیا تو انہوں نے

مجھے بتلایا کہ میری بیوی کہتی ہے کہ تو وہابی ہے۔ اس لئے تجھ کو دوسری منزل میں کھانا نہیں بھیجوں گی۔ نیچے آکر کھاؤ۔ لڑکے بھی پرواہ نہیں کرتے ۔



اللہ والوں کی صحبت میں جاہل بھی بکین کی صفائی کو ترجیح دیتے ہیں اس سلسلہ میں حضرت امروٹی رحمتہ اللہ علیہ کے خادم کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ آپ کے لنگر میں کھجوروں کے درخت تھے۔ دار الحفاظ کے بچے کچی کھجوریں توڑ کر کھاتے تھے۔ ایک دن ایک شخص نے ان کی شکایت کی تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا۔ اللہ ورایا ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ۔ تو میں ان کو سزا دوں۔ وہ جاہل مطلق تھا۔ مگر صحبت میں رنگ چڑھا ہوا تھا۔ بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا۔ کہ حضرت سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں۔ اس طرح اس نے حضرت کی طبیعت کا رخ پھیر دیا۔ اور آپ خاموش ہو گئے ۔



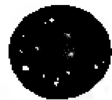
ایک بزرگ تھے۔ ان کی کسی دیندار سے دوستی تھی وہ اکثر ان کو ملنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ایک دفعہ کافی عرصہ کے بعد تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ انہیں قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ واپس آکر ان کے ورثا سے فرمایا۔ کہ دیگیں چڑھا دیجئے اور جو آئے کھلاتے جائیے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ دوبارہ قبر پر گئے تو وہ ٹھنڈی ہو چکی تھی کسی

اللہ کے بندہ کے پیٹ میں لقمہ گیا۔ اس کے منہ سے دعا نکلی جو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گئی ۔



کسی بزرگ کا ایک قصہ مشہور ہے جو کہ درست ہونے کے علاوہ عبرتناک ضرور ہے۔ اُن کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی ۔ اور عرض کی کہ حضرت! یہ گڑ بہت کھاتا ہے۔ اس کو نصیحت فرمایئے کہ گڑ کھانا چھوڑ دے۔ اس بزرگ نے کل آنے کے لئے فرمادیا۔ اگلے دن جب وہ اس کو لے کر آئی تو آپ نے فرمایا۔ "بیٹا گڑ کھانا چھوڑ دو" اس عورت کو بہت غصہ آیا۔ اور کہنے لگی۔ کہ اتنی سی بات کل ہی کہہ دیتے۔ اُس بزرگ نے فرمایا کہ کل تک مجھے خود گڑ کھانے کی عادت تھی۔ اس سے گڑ چھوڑنے کو کہتا تو اثر نہ ہوتا ۔

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے



میرے دادا پیرؒ کے پاس کچھ عورتیں بیعت کے لئے حاضر ہوئیں (عورتوں کی بیعت قرآن سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنہ کی آخری سے پہلی آیت) ان میں ایک لڑکی بھی تھی۔ جو بلا وجہ ہنس رہی تھی حضرت دادا پیرؒ نے فرمایا کہ بیٹی اتنا ہنسو جتنا رو بھی سکو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی حالت بدل گئی۔ اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر

ساری عمر روتی رہی ؛

ایک دفعہ میں چکوال جا رہا تھا۔ کچھ فوجی میرے ساتھ سفر کر رہے تھے اِن کے ہمراہ ایک مراثی بھی تھا۔ ان کی فرمائش پر اس نے ایک غزل سنائی جس کا پہلا شعر یہ تھا ؎

عاشقاں را سہ علامت اے پسر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بعینہٖ یہی حالت تھی۔ بات بات پر آہ سرد بھرنا اور روتا عام تھا۔ یہ اللہ کے نام کی برکت ہے اس سے دل موم ہو جاتا ہے اس قسم کے حضرات کی باتوں میں اثر بھی ہوتا ہے ؛

حضرت دادا پیرؒ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ رات ایک جنگل میں بسر فرمانی پڑی۔ اس جگہ کے قریب ہی ایک جھونپڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس جھونپڑی کے رہنے والے بھینسوں کا دودھ بیچ کر گزر اوقات کرتے تھے۔ رات کو جب انہوں نے دودھ دوہیا تو جس برتن میں دودھ رکھا تھا اُس میں کُتا منہ ڈال گیا جب لڑکوں نے اپنی والدہ کو اس کی اطلاع دی تو وہ کہنے لگی۔ کہ دودھ ان فقراء کو دے آؤ۔ حضرت اور آپ کے خدام یہ سب باتیں سن رہے تھے جب دودھ آیا تو کسی نے حضرت سے عرض کی کہ حضرت! دودھ آگیا ہے۔ فرمایا لے کر رکھ لو۔ جب دودھ اٹھا کر لانے والے واپس چلے

گئے۔ تو فرمایا کہ دودھ کو دریا میں گرا دو۔ یہ منع کی مثال ہے۔

حضرت امروٹیؒ کے ہاں ایک دفعہ ایک زمیندار ۵۰۰ روپیہ نذرانہ لے کر آیا۔ اور عرض کی کہ آپ کا بڑا خرچ ہے۔ میں یہ آپ کی امداد کے لئے لایا ہوں۔ اُس کا یہ کہنا تھا۔ کہ حضرتؒ غصہ سے لال ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے اللہ کی مدد کافی ہے۔ یہ اُٹھا لے جاؤ۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد اس نے بہت منت سماجت کی مگر آپ نے ایک نہ سُنی اور ایک پیسہ بھی نہ رکھا۔ یہ ترکِ طمع کی مثال ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی مرحوم جو دہلی مسلم ہوٹل انارکلی کی مسجد میں خطیب تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب میں دیوبند میں تعلیم سے فارغ ہوا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے ایک متموّل خاتون نے درخواست کی کہ مجھے اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے حضرتؒ نے مجھے بھجوا دیا۔ وہ خاتون میرے کام سے اتنی خوش ہوئی کہ اس نے مجھے کئی ہزار روپے دے کر کہا کہ جہاں تمہارا دل چاہے خرچ کرو۔ میں نے وہ روپیہ لا کر حضرتؒ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ تو فرمایا کہ مجھے تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

طور شاہ جو آج کل ملتان میں رہتے ہیں اور میرے حضرت کے خدام میں سے

ہیں۔ انہوں نے ایک جوتا تحفہ بھیجا۔ تو حضرت شیخ الہندؒ نے وہ سر پر رکھ لیا۔ طور شاہ کا جوتا محبوب اور ایک عورت کا کئی ہزار روپیہ نامنظور۔

کامل کی صحبت مدت مدید تک نصیب ہو۔ تو یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت دین پوریؒ کے ایک خادم تھے جو دلہار سٹیشن سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ وہ نواب بہاول پور کے رشتہ دار تھے۔ ان کے ایک ہمسایہ نے حضرت دین پوریؒ کے پاس آکر شکایت کی۔ کہ آپ کے خادم نے میری کچھ زمین دبالی ہے۔ حضرتؒ نے ان کو بلایا۔ اُس نے لکھ کر بھیجا۔ کہ حضرتؒ زمین میری نہیں۔ آپ کی ہے۔ جتنی مانگتا ہے دے دیجئے۔ مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ عام زمیندار چپہ چپہ زمین کے لئے لڑتے ہیں۔ یہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر تھا کہ ایک زمیندار اپنی ساری زمین دینے کے لئے تیار ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ مدعی کا دعویٰ بھی جھوٹا تھا۔

حضرت امروٹیؒ کا واقعہ ہے کہ کسی شخص نے اُن کے لنگر کے لئے زمین دی۔ اُس کے ورثاء نے حضرتؒ کے پاس آکر اپنا حق جتا کر زمین واپس مانگی۔ تو آپ نے اندر سے دستاویز لاکر جلا دی اور فرمایا کہ جاؤ لے جاؤ۔ میرا یہی دستاویز ہی قبضہ تھا۔ جو میں نے جلا دی۔

اپنے مکان کے سلسلہ میں بھی میں نے حضرت امروٹیؒ کی پیروی کی۔

مولوی امام الدین صاحب مرحوم پرائمری سکول کے مدرس تھے۔ اُن کے اکبری منڈی کے پاس تین مکان تھے۔ وہ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو ایک مکان دے دوں۔ میں نے بہت اچھا کہا اور وہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد پھر آئے کہ مجھے دوبارہ حکم ہوا ہے۔ میں نے پھر بہت اچھا کہہ دیا۔ اور معاملہ ختم ہو گیا۔ کافی مدت کے بعد وہ پھر آئے۔ کہ آج تو مجھے بہت ڈانٹا گیا ہے۔ کہ کیا تمہیں اپنی زندگی پر بھروسہ ہے؟ چلیے چل کر پسند کر لیجئے۔ چنانچہ میں نے جا کر ایک مکان پسند کر لیا۔ مولوی امام الدین صاحب نے اس کی رجسٹری کروا دی۔ میں نے اس مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ میری عادت ہے کہ میں گھڑی دیکھ کر نماز کے لئے آتا ہوں۔ وہاں سے جب میں نماز کے لئے آؤں۔ تو راستہ میں کبھی کوئی دوست مل جائیں، کبھی کوئی۔ ان سے باتیں کرنے میں کبھی میری ایک اور کبھی دو رکعت قضا ہو جائیں۔ میں نے مولوی امام الدین صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ نے مجھے اشاعتِ دین کے لئے مکان دیا تھا۔ مگر میرے دین میں نقص پیدا ہو رہا ہے آپ یا تو مجھے اس مکان کو بیچ کر لائن سبحان خان میں دوسرا مکان بنانے کی اجازت دے دیں۔ اس سے آپ کے مکان کی صورت بدل جائے گی۔ لیکن سیرت وہی رہے گی۔ یا پھر آپ مکان واپس لے لیں۔ جس خدا نے مجھے آج تک کرایہ دیا ہے۔ وہ آئندہ بھی دے گا۔ مولوی امام الدین صاحب نے خوشی سے مجھے اجازت دے دی۔ اور ان کے مکان کو بیچ کر میں نے اپنا موجودہ مکان بنا لیا۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم اس مسجد میں امام تھے۔ ان کی آنکھیں بالکل سلامت تھیں۔ مگر ان میں نور نہ تھا۔ وہ متوکل علی اللہ تھے۔ کسی سے طمع نہ تھی۔ خود اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ کر روٹی پکوا کر کھاتے تھے۔ نہ وہ کسی سے مانگتے تھے اور نہ امامت کی تنخواہ لیتے تھے۔ نہ وہ ختم درود کے قائل تھے۔ اعلیٰ درجہ کے قاری اور حافظ قرآن تھے۔ درس میں جب کبھی میں کسی آیت کے متعلق پوچھتا تو فوراً بتلاتے تھے۔ بعض لوگ جب ان کی امامت پر اعتراض کرتے تو میں ان سے کہا کرتا تھا۔ کہ ان خوبیوں والا مجھے بینا امام لادیجئے۔ تو میں رکھ لوں گا ؎

●

دنیا دار شادی پر زیر بار ہو جاتے ہیں۔ آج ہی میں مولوی حمید اللہ کی شادی کر کے آیا ہوں میں نے نہ کچھ دیا۔ اور نہ لیا۔ لڑکی والوں نے اگر کچھ دیا تو اپنی بیٹی کو دیا۔ ہم نے اگر کچھ دیا تو اپنی بہو کو دیا۔ دنیا دار کے لئے شادی عذابِ الٰہی بن جاتی ہے۔ قناتیں اور شامیانے آرہے ہیں۔ میزیں اور کرسیاں آرہی ہیں۔ ہمارا ولیمہ فرشِ زمین پر ہوگا۔ ہماری برادری یہاں بیٹھی ہے۔ کل رات وہاں آرام سے سوئے تھے۔ آج ...... یہاں آرام سے سوئیں گے۔ نہ شادی کی فکر تھی اور نہ ولیمہ کی فکر ہے ؎

●

میرے نے لڑکیوں کی شادیاں بھی اسی طرح کی تھیں۔ مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم سوہدرہ والوں نے مجھے خط لکھا۔ کہ مجھے رشتہ کی ضرورت ہے۔ میں نے ان کو لکھا۔ کہ مجھے ملئے۔ وہ آئے تو میں نے ان کو بتلایا کہ لڑکی فلاں

فلاں کتابیں پڑھی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اسکول کی پڑھی ہوئی نہیں چاہیئے۔ میں نے کہا کہ اسکول میں نہیں پڑھی۔ اپنی والدہ سے پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کو لا کر دکھا دوں۔ میں نے کہا کہ گھر والوں کو دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ کے گھر والے دیکھ لیں۔ میں نے کہا۔ ہمارے گھر والوں نے دیکھی ہوئی ہے۔ اگر رشتہ منظور ہو تو لے لیں۔ ورنہ کسی سے ذکر نہ کریں کہ فلاں رشتہ احمد علی نے پیش کیا تھا۔ اور میں نے انکار کیا۔ کہنے لگے نہیں کروں گا۔ پھر میں نے کہا کہ میری لڑکی ہے۔ انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی نکاح پڑھا دیتا ہوں۔ اور لڑکی کو رخصت کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک جلسہ پر باہر جانا ہے۔ وہاں سے واپس آؤں گا تو نکاح کر دیجیئے گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ زیور وغیرہ کیا لاؤں۔ میں نے کہا کچھ لانے کی ضرورت نہیں جو آپ نے دینا ہے گھر لے جا کر دے دیجیئے گا۔ ہم نے جو دینا ہے وہ بند کر کے دے دیں گے۔

●

کابل میں ایک مجذوب تھے لوگ پھلوں کے ٹوکرے لئے ان کے دروازہ پر کھڑے رہتے کہ وہ باہر نکلیں تو پیش کریں۔ یہ پھل بظاہر طیّب لیکن حقیقت میں خبیث تھے۔ وہ جب نکلتے تو فرماتے۔ ببر پیش سگاں بانداز ید (لے جاؤ کتوں کے آگے ڈال دو)۔

●

حضرت ابراہیم بن ادہم بہت بڑے اولیاء کرام میں سے تھے۔ انہوں نے بادشاہت چھوڑ کر اللہ کے دروازے کی غلامی قبول کر لی تھی۔ مکہ معظمہ میں قیام تھا۔ جنگل سے لکڑیاں لاتے اور بازار میں فروخت کرتے وقت یہ آواز لگایا کرتے تھے :۔ مَنْ یَّشْتَرِی الطَّیِّبَ بِالطَّیِّبِ کون ہے جو حلال مال سے حلال مال خریدتا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے بازار سے کچھ کھجوریں خریدیں۔ ان کو کھانے کے بعد ذکر کی لذت سلب ہو گئی۔ اللہ سے کنکشن ٹوٹ گیا۔ بہت پریشانی ہوئی۔ اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کی۔ تو القاء ہوا کہ فلاں دن جو کھجوریں تم نے خریدی تھیں۔ کچھ کھجوریں دکاندار کی تھیں تمہاری نہ تھیں۔ کہتے ہیں کہ دکاندار نے جب کھجوریں.... تول کر ان کو دیں۔ تو وہ کھجوریں پلڑے سے نیچے گر پڑیں۔ انہوں نے سمجھا کہ میری ہیں۔ در اصل وہ دکاندار کی تھیں ان کو کھانے سے اللہ ناراض ہو گیا اور لذت سلب ہو گئی ۔

●

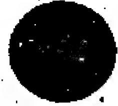
ایک شخص نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ میں سے کچھ حضرات اس کو جانتے ہیں۔ میں آپ کو اس کا نام نہیں بتلاؤں گا۔ اس کا بیان ہے کہ میں اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ اس کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔ ایک دن میں پانی والے تالاب کی طرف سے آ رہا تھا سنہری مسجد کے قریب ایک ہندو نوجوان لڑکی پر نظر کا پڑنا تھا کہ چراغ بجھ گیا۔ پھر آج تک روشن نہیں ہوا ۔

حاجی مولا بخش صاحب ایک یونٹ بننے تک حکومت سندھ میں وزیر تھے۔ وہ اللہ اللہ کرتے تھے اور وہ اس سے پہلے بھی وزیر رہ چکے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک نواب صاحب نے اپنا ایک نمائندہ میرے پاس بھیجا اور اس نے مجھ سے آکر کہا کہ آپ نواب صاحب کا کام کر دیں۔ تو وہ آپ کی خدمت کر دیں گے۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ میں نواب صاحب کا کام کر دوں گا۔ لیکن لوں گا کچھ نہیں۔ اس سے اس کی تسلّی نہ ہوئی اس نے پھر وہی کہا میں نے پھر وہی جواب دیا تیسری دفعہ جب اس نے کہا تو میں نے اس سے کہا کہ میں اپنی بیوی سے زنا نہیں کروانا چاہتا۔ جو لوگ رشوت لیتے ہیں ان کی بیویاں زنا کراتی ہیں۔

●

ان کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ان کی بیوی لاہور آئی۔ تو انار کلی میں اس کا بٹوا کہیں گر گیا۔ بٹوے میں کچھ سونا اور نوٹ تھے۔ اس نے جب واپس جاکر واقعہ سنایا تو ان کے لڑکے کہنے لگے کہ ابّا جی! آپ تو کہا کرتے ہیں کہ میری آمدنی حلال کی ہے اس لئے کبھی ضائع نہیں جا سکتی۔ یہ بٹوا کیسے ضائع ہو گیا۔ حاجی مولا بخش صاحب کا بیان ہے کہ میں خاموش ہو رہا۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ چند دنوں کے بعد" مولا بخش شکارپور" کے پتہ پر ایک کارڈ آیا۔ پوسٹ مین وہ کارڈ ان کو دے گیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ایک بٹوا ملا ہے وہ اگر آپ کا ہے تو اشیاء کی فہرست بتلا کر لے سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو فہرست بھیجی۔ تو سب کچھ جو

بٹوے میں تھام لیا گیا۔ اتفاقاً اس میں اُن کے نام کا چھپا ہوا کارڈ تھا جس پر صرف اُن کا نام اور شکار پور لکھا ہوا تھا۔ بٹوہ ایک ہندو وکیل کی لڑکی کو ملا۔ اس نے اپنے باپ کو دے دیا۔ اگر وہ چاہتے تو ہضم کر سکتے تھے۔



میر سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور میں چیف جج تھے انہوں نے مجھے ایک دفعہ بتلایا کہ میں نے ساری عمر سائیکل بھی نہیں رکھی۔ ہمارے ہاں معمولی ڈاکٹر اور وکیل موٹریں رکھتے ہیں۔ میر صاحب دورے پر جاتے تو نوکر کو حکم تھا کہ مجھ سے پیسے لے کر ہر چیز لاکر پکایا کرو۔ ایک دفعہ نوکر نے لکڑیوں کے پیسے نہ لئے تو اس سے پوچھا کہ لکڑی کہاں سے آئی۔ اس نے بتلایا کہ جنگل میں پڑی ہوئی تھیں میں اٹھا لایا۔ میر صاحب نے اس دن دوسری جگہ جانا تھا وہاں نہیں گئے۔ آس پاس کے لوگوں سے دریافت کر کے مالک کو پیسے دئیے تو آگے گئے۔ ان کی حلال کمائی کی برکت سے اللہ نے ان کو میر عبدالجمیل صاحب بیٹا عطا فرمایا۔ وہ آج کل بہاولپور میں جج ہیں۔ ایک دن ان کو نواب صاحب نے بلایا تو جو کوٹ پہن کر گئے وہ پھٹا ہوا تھا۔ نواب صاحب بہت خفا ہوئے تو عرض کی۔ کہ اتنی تنخواہ ملتی ہے۔ اتنی اباجی کو دیتا ہوں۔ اتنی بچتی ہے اس ہی سے میں کوٹ بھی نہیں بنوا سکتا۔ یہ میرے پاس بہترین کوٹ ہے۔ ایک دفعہ نواب صاحب نے ایک ملزم کے متعلق سفارش لکھ بھیجی۔ ان کو بھی پتہ چل گیا جو سفارشی چٹھی لایا تھا۔ اس کو باہر بٹھا کر ملزم

کو سزا دے دی۔ اس کے بعد اس کو بلایا۔ نواب صاحب کو معلوم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے۔ اس نے عرض کی کہ میں نے تو انصاف کا تقاضا پورا کر کے اس کو جیل بھیجدیا ہے۔ آپ مالک ہیں اس کو رہا کر دیں ۔ یہ جرأت حلال چیزوں سے ہی پیدا ہو سکتی ہے ؏



پاگل پاگلوں کو پسند کرتے ہیں۔ ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک بادشاہ کو کسی نجومی نے بتایا۔ کہ فلاں وقت ایک ہوا چلے گی جس کو وہ لگ جائے گی وہ پاگل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے جب اس سے پوچھا کہ اس سے بچنے کی بھی کوئی تدبیر ہے۔ نجومی نے جواب دیا کہ ہاں...... کسی تہ خانے میں جو اس دن چھپ جائے گا وہ بچ جائے گا۔ جب وہ وقت آیا تو بادشاہ اور وزیر تہ خانہ میں چلے گئے ۔ وہ دونوں بچ گئے۔ باقی سب رعایا پاگل ہو گئی۔ کپڑے پھاڑ ڈالے اور ننگے ہو کر ناچنے لگے۔ جب بادشاہ اور وزیر کو کپڑے پہنے ہوئے دیکھیں تو ان کا مذاق اڑائیں ۔ اور ان کو پاگل بتائیں۔ چند یوم کے بعد وہ دونوں تنگ آ گئے ۔ انہوں نے نجومی سے پھر دریافت کیا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتلاؤ کہ ہم بھی پاگل ہو جائیں۔ اس نے کہا کہ اس دن کا مٹکے میں بچا ہوا پانی ہو تو پی لیجئے۔ چنانچہ انہوں نے پانی پیا اور پاگل ہو گئے۔ اب جب وہ ان کے ہم رنگ ہو کر پاگلوں میں گئے تو سب کہنے لگے بادشاہ سلامت آ گئے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

میرے پاس ایک دفعہ ایک پولیس انسپکٹر آیا۔ بڑا قوی ہیکل اور چھ فٹ قد کا تھا۔ سر فضل حسین۔ سر محمد شفیع اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تحریریں اس نے مجھے دکھائیں کہ یہ واقعی امداد کا مستحق ہے۔ میں نے جب اس سے کہا کہ اس وقت دفتر بھی بند ہے اور کوئی بھی موجود نہیں تو وہ مجھ سے کہنے لگا۔ کہ دار الحفاظ کے بچوں سے ہی پیسہ پیسہ جمع کر کے مجھے دے دیجئے دیکھا آپ نے کہ کسی غریب کی آہوں نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا؟

ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے۔ ان کی موجودگی میں میں نے تقریر کی۔ حضرتؒ نے پانچ روپیہ چندہ بھی دیا۔ اور خلیفہ شہاب الدین سے فرمایا کہ تم ان کی تقریر لکھ کر چھپواتے کیوں نہیں تاکہ باہر کے لوگ بھی اس سے مستفید ہوں۔ یہ ان کی دعا کی برکت ہے کہ اب تک نو لاکھ سے زائد رسالے چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اور کئی مطبوعات بھی ہیں۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب لغاری سکنہ سانگھڑ نے مجھے ایک معمر شخص کا واقعہ سنایا جو ان کے پاس پڑھنے کے لئے آیا۔ پچھلے دنوں جب میں سندھ گیا تھا تو مولانا عبداللہ صاحب لغاری کے ہاں ایک نوجوان نے مجھے بتلایا کہ وہ معمر شخص میرا چچا تھا۔ وہ شخص قرآن مجید اٹھائے جنگل میں جا رہا تھا کہ اسے ایک گڈریا ملا۔ جب گڈریا نے اس سے پوچھا

کہ تمہارے سر پر کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہ کلام اللہ ہے۔ سندھ میں زیادہ تر لوگ قرآن مجید کو کلام اللہ کہتے ہیں۔ گڈریا نے کہا کہ مجھے کلام اللہ پڑھ کر سناؤ۔ اس شخص نے کہا کہ میرا وضو نہیں ہے جہاں پانی ملے گا وہاں وضو کر کے تمہیں سنا سکتا ہوں۔ گڈریا اپنے مویشی چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو لیا جب پانی ملا تو اس نے وضو کر کے قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ گڈریا نے پھر پوچھا کہ یہ تو بتلاؤ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم اسی طرح عمل کر کے اس کو راضی کر سکیں۔ یہ شخص خود بھی قرآن دان نہ تھا۔ اس لئے اس سے کہنے لگا کہ کلام اللہ کا مطلب تو مجھے بھی نہیں آتا۔ لیکن گڈریا کی بات اس کے دل میں بیٹھ گئی ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اسی دن سے اس نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ اسی غرض کے لئے وہ مولانا عبداللہ صاحب لغاری کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے جب پوچھا کہ اس عمر میں تمہیں پڑھنے کا شوق کیسے پیدا ہوا۔ تو اس نے سارا واقعہ عرض کیا۔

●

بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے سادہ مزاج تھے کہ ان کو دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ جامع صفات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ دیانند سے آپ کا مناظرہ ہوا۔ پنڈال

میں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ جب آپؒ تشریف لائے تو دروازہ پر چپراسی نے روک کر کہا۔ کہ ارے بڈھے! تو اندر جا کر کیا کرے گا۔ فرمایا میں بھی سنوں گا۔ جب آپؒ نے تقریر فرمائی تو خود ہندوؤں کا بیان ہے کہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ مولانا کے منہ سے علم کی دیوی بول رہی ہے ؛

●

حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی چنگڑ محلہ (انار کلی) لاہور یہیں رہتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں جب حج پر گیا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں قیام فرما تھے۔ میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو دیکھا کہ حضرت پھر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میرے پاس تشریف لائے میں نے جب عرض کی کہ حضرت کیسے تشریف لائے تو فرمایا کہ تمہیں کیوں تبلاؤں۔ ان کا بیان ہے کہ آپ دراصل مجھے لینے کے لئے آئے تھے تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے کہ پاندان گم کر آئے ہو نا؟ یہ حضرت کے ماضی کے متعلق کشف تھا۔ میں نے عرض کی کہ حضرت ملے گا بھی یا نہیں۔ تو فرمایا۔ ہاں ہاں مل جائے گا یہ مستقبل کا کشف تھا۔ چنانچہ وہ مل گیا ؛

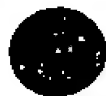
●

حضرت دین پوریؒ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ بیٹا بیت الخلاء میں بھی ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ صرف اشارہ کر دیتا ہوں۔ کہ جب سب لطائف چل نکلیں تو بیت الخلاء میں بھی وہ خود بخود جاری رہیں گے اور وہاں بھی نہ رکیں گے

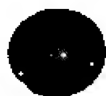
گھڑی کی مشینری جب چلتی ہے تو ہر حالت میں چلتی رہتی ہے خواہ انسان کسی جگہ ہو ۔



ایک دفعہ ایک شخص موری دروازہ سے میرے پاس آیا اور اس نے ایک برات کا واقعہ سنایا۔ وہ برات فقیر اللہ والہ دروازہ سے گئی تھی۔ باجہ ساتھ نہ تھا۔ ایک جگہ لوگ ٹولیاں بن کر باتیں کرنے لگے۔ اس کا بیان ہے کہ میں بھی ایک ٹولی کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ان وہابیوں کا بیڑا غرق ہو جائے۔ انہوں نے باجہ بھی اڑا دیا۔ گویا باجہ بھی جزو دین ہے ۔

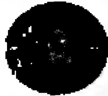


حضرت امروئیؒ جو شجرہ میں بائیں طرف ہے۔ ان کا ایک خادم عبدالستار ہے۔ اب بھی زندہ ہے اور نیم پاگل سا ہے مگر کامل کا عکس اس پر پڑا ہوا تھا اس لئے اعلیٰ درجہ کا توحید پرست ہے۔ وہ ایک دفعہ کسی بزرگ کے مزار پر گیا۔ وہاں عورتیں اولاد کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ ان سے کہنے لگا کہ مائی! اولاد قبروں والے نہیں دیتے۔ بلکہ اولاد خاوندوں سے ملتی ہے ۔

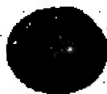


ایک دوسرے خادم کا واقعہ سنئے وہ گڈریا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیر صاحب نے اس کے ریوڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ ان کی حفاظت کے لئے کتا

کیوں نہیں رکھتے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ حضرت! اب تو میرا اعتماد اللہ پر ہے کہ وہی میری بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرے گا۔ کیا میں اللہ سے اعتماد اٹھا کر کتے پر کرنے لگوں؟ یہ صحبت کا اثر ہے۔



حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے بیٹیاں عطا فرما رکھی تھیں۔ اب تو ماشاء اللہ ان کے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں بھی ہیں۔ ان کے ایک پوتے مولوی سراج احمد صاحب کچھ دن ہوئے یہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت دین پوریؒ نے جب کسی صاحب زادی کا نکاح کرنا ہوتا تو ہماری اماں سے فرما دیتے کہ بچی کو نہلا کر نئے کپڑے پہنا دینا۔ نماز عشاء کے بعد داماد کو بلا کر نکاح پڑھا دیتے۔ کسی کو پتہ بھی نہ ہوتا تھا کہ کوئی شادی ہونے والی ہے۔ اب ان کے صاحب زادے مولوی میاں عبدالہادی صاحب گدی نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔ وہ ماشاء اللہ عالم ہیں۔ یہاں سے قرآن پڑھ کر گئے ہیں۔ ان کے ہاں بھی یہی دستور ہے۔ انہوں نے اپنی ایک صاحب زادی کے نکاح کے لئے مجھے لاہور سے بلایا۔ لیکن لڑکے کے باپ کو پتہ نہیں۔ کہ ان کے لڑکے کی شادی ہے۔ وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو کس کام کے لئے بلایا ہے۔ اب انہوں نے اپنی دوسری صاحبزادی کا نکاح ایک نومسلم سے کیا ہے۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔



مجھ سے آج تک کسی نے لڑکی کا رشتہ نہیں مانگا۔ لڑکی جب بالغ

ہو جاتی تھی تو ان کی والدہ مجھے بتلا دیتی تھیں۔ تو مجھے جو نیک آدمی ملتا اس سے شادی کر دیتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے ایک لڑکی کا نکاح جب ایک لوہار سے کرنے کا خیال ظاہر کیا تو میری بیوی مجھ سے کہنے لگی کہ اس کو لوہاری تو نہ بنائیے۔ کم از کم کسی مولوی کو تو دیجئے۔ وہ اس قدر تربیت یافتہ نہیں ہے۔ اس لئے اس نے یہ بات کہہ دی۔ وہ لڑکا میرے درس میں آتا تھا۔ میں اس کو نیک سمجھتا ہوں وہ باہر دیہات میں جا کر تبلیغ بھی کیا کرتا تھا۔

●

دو سال ہوئے اسی طرح مولوی انور کی شادی کی۔ صرف براتی مولوی عبدالمجید صاحب تھے۔ دولھا کا چھوٹا بھائی مولوی حمید اللہ، ان کے چچے حکیم رشید احمد صاحب اور میں گئے۔ اور نکاح پڑھا کر لڑکی کو لے آئے۔ ولیمہ پر مولوی انور کی ساس نے بہت زور لگایا کہ میری سہیلیاں آئیں گی اس لئے فرنی زردہ پکایا جائے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق دے رکھی تھی لیکن چونکہ میں ہمیشہ سادگی پر زور دیا کرتا ہوں اس لئے میں نے اس کو صاف صاف جواب دیا کہ بازار سے نان منگوا کر اور سالن گھر میں پکوا کر کھلا دیں گے۔ اسی طرح مولوی حمید اللہ کی شادی پر کیا۔ مولوی عبدالمجید صاحب کے کہنے پر صرف ایک آدمی کو ساتھ لے لیا تاکہ اگر لڑکی والوں نے کچھ سامان دے دیا تو وہ اٹھا سکے۔

●

ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک خادم لاہور میں شریف اور دین دار رشتہ کی تلاش میں مجھ سے ملا چونکہ وہ میرے حضرتؒ کا خادم تھا اس لئے میں نے اپنی بیوی اور ایک عورت کو اس کوٹھی میں ظہر کے وقت بھیجا۔ جہاں وہ اپنا رشتہ کرنا چاہتے تھے۔ دنیا دار تو سوٹ، چائے کے سیٹ اور صوفا سیٹ کو دیکھتے ہیں۔ لیکن ہمارا ٹیسٹ اور ہے ع

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

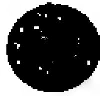
میری بیوی نے وضو کے لئے لوٹا مانگا تو معلوم ہوا کہ کوٹھی میں لوٹا نہیں ہے۔ انہوں نے کسی نہ کسی طرح وضو تو کرا دیا۔ اس کے بعد جب مصلّی مانگا تو وہ بھی موجود نہ تھا۔ بڑی تلاش کے بعد دوسری یا تیسری کوٹھی سے منگوایا گیا۔

●

ایک دفعہ مَیں اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مرحوم ایک رئیس کے ہاں ٹھہرے۔ وہاں حضرت مولانا اتنے تنگ ہوئے کہ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم نے مجھے جیل خانہ میں ڈال دیا۔ مجھے جلدی یہاں سے نکالو۔ اللہ والوں کو دنیا کی چیزوں سے بو آتی ہے۔ شریعت نے حرام کی تاثیر کو تسلیم کیا ہے۔ رنڈی کی حرام کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد کو شریعت مسجد تسلیم نہیں کرتی۔ اِس کے بعد ہم وہاں سے اجازت لے کر حضرت مولانا کے گاؤں میں ایک چھپر میں آ گئے۔ وہاں ان کو چین آیا۔

●

حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کاملین میں سے تھے۔ ایک دفعہ لنگر کا مال کشتی میں آرہا تھا تو آپ کو کسی خادم نے آکر اطلاع دی۔ کہ حضرت کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے۔ اور قریب الغرق ہے۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تھوڑی دیر بعد پھر کسی خادم نے عرض کی کہ کشتی بھنور سے نکل کر صحیح سلامت کنارے پر پہنچ گئی۔ آپ نے پھر فرمایا الحمدُ لِلّٰہ کسی بے تکلف خادم نے عرض کیا کہ حضرت! پہلی دفعہ تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن فرمانا چاہیئے تھا۔ الحمد لِلّٰہ فرمانا سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ نہ میں نے پہلی دفعہ بھنور میں کشتی کے پھنس جانے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور نہ دوسری دفعہ اس کے صحیح سلامت کنارے پر پہنچ جانے پر کہا۔ میں نے ان دونوں صورتوں میں دیکھا کہ میرے دل کا جو تعلق اللہ کی ذات سے تھا۔ اس میں خلل نہیں آیا۔ میں نے اس نعمت پر دونوں دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو سازوسامان سے ہٹا کر اپنی محبت میں لگا رکھا ہے۔



حضرت حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں ایک بڑھیا رہتی تھی جو جماعت کی خدمت کیا کرتی تھی (یہ خیال رہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی اللہ والوں کے ہاں جمع ہو جاتی ہیں تاکہ اللہ کا نام سیکھیں) ایک دفعہ وہ حضرتؒ سے اجازت لے کر اپنے گاؤں گئی واپسی پر کسی نے رنگ دار دوپٹہ دے دیا وہ اُس نے اوڑھ رکھا تھا جب لنگر میں پہنچی

توحضرت نے اُس کو دیکھ لیا۔ فرمایا کہ اس کو لنگر سے نکال دو نہ معلوم یہ رسول اللہ کی اُمت کے کتنے انسانوں کا ایمان خراب کر کے آئی ہے۔

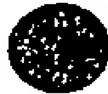


جب میں نے مدرسہ قاسم العلوم بنایا تو غیر تو پہلے ہی خلاف تھے۔ اپنے بھی خلاف ہو گئے۔ اخبارات میں میرے خلاف مضامین شائع کئے گئے خبریں شائع کرائیں۔ اور اپنے مواد بہم پہنچائے۔ اندھوں کے سکول میں جلسے کئے گئے۔ غازی خدا بخش صاحب غصے میں بھرے ہوئے ایک دن میرے پاس آئے کہ آپ ہمیں اجازت کیوں نہیں دیتے کہ ہم جواب دیں ہمارے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ ہمیں بھی لکھنا آتا ہے۔ اور ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔ میں نے ان کو ٹھنڈا کر کے بھیج دیا۔ میرے خلاف یہاں تک بہتان طرازی کی گئی کہ میں نے یہ مدرسہ عورتوں کے رکھنے کے لئے بنایا ہے میرے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تھا۔

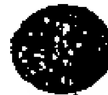
فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ (پس عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے)

تھانہ بھون حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میرے خلاف کفر کا فتوے لینے کے لئے لکھا گیا۔ انہوں نے ان کو غلطی پر اور مجھے حق پر ثابت کیا۔ بعض دوستوں نے وہاں سے فتوے کی نقل منگوا کر وکیلوں سے بھی مشورہ کیا۔ تاکہ ان کے خلاف ہتک عزت کا دعوٰے دائر کیا جائے وکیلوں نے کہا کہ احمد علی دعویٰ کر سکتا ہے۔ مولوی کریم بخش صاحب

جو گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے وہ مخلص تھے مگر مخالفین کے بہکاوے میں آکر میرے خلاف ہو گئے تھے۔ وہ ایک دن میرے بڑے لڑکے مولوی حبیب اللہ سے ملے اور کہنے لگے کہ تیرے باپ میں ایک خوبی دیکھی ہے کہ اس نے مخالفین کے حق میں ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا۔ مدرسہ قاسم العلوم کے مقابلہ میں مدرسہ بنایا گیا۔ انجمن خدام الدین کے مقابلہ میں انجمن بنی لیکن نہ مدرسہ رہا نہ انجمن رہی ؎



ایک عالم جس نے مجھ سے قرآن مجید پڑھا تھا حنفیت سے علیحدہ ہو کر اہلحدیث ہو گئے تھے وہ ایک دن مجھے دیکھ کر لسوڑیاں والی مسجد میں گھس گئے۔ میں ان کے پیچھے گیا اور پیچھے سے جاکر ان کو بغل گیر کر لیا۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ میرے دونوں مربیوں کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہستی فنا کر دی ہے ؎



صبلوے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم مولوی محمد شریف تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ ان کے مکان کو ایک دفعہ آگ لگ گئی۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اور وہ سامان نکال کر باہر رکھیں اور یہ اٹھا کر پھر آگ میں ڈالتے جائیں۔ کسی نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ جس نے دیا تھا جب وہی جلانا چاہتا ہے تو ہمیں بچانے کا کیا حق ہے ؎

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی سواری کی گھوڑی چوری ہوگئی۔ ساری جماعت کہے کہ گھوڑی کے خادم کے ذریعے چوری ہوئی ہے۔ ہمیں اس کو حوالہ پولیس کرنے کی اجازت دی جائے لیکن حضرت یہی فرمائیں کہ نہیں۔ نہیں اس کو رہنے دو۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک دفعہ مجھے کسی کام کے لئے بلایا میں حاضر ہوا تو وہ حجامت بنوا رہے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے سوال کر دیا کہ ڈاکٹر صاحب نوجوان زیادہ تر مرزائی کیوں ہو رہا ہے تو انہوں نے ہاتھ سے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مولوی صاحب! روٹی کے لئے۔ مرزائی بیٹی کا رشتہ دیتے ہیں۔ اور نوکر بھی کرا دیتے ہیں۔ نوجوان کو اور کیا چاہیئے۔ بیوی بھی مل گئی اور روٹی کا سوال بھی حل ہو گیا۔

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ فضائے آسمان میں ایک نورانی تخت بچھایا گیا اور اس پر ایک نورانی شکل جلوہ افروز ہوئی جس نے مجھے آواز دی۔ کہ اے عبدالقادر ہم نے تمہیں نمازیں معاف کر دیں۔ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا۔ اخساء یالعین (اے لعین ذلیل ہو) میرا یہ کہنا تھا کہ نہ تخت رہا اور نہ تخت نشین۔ اس میں سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر تو اپنے علم کے زور سے بچ گیا۔ ورنہ میں نے اس مقام پر اتنے اولیاء کو گمراہ کیا ہے کوئی جاہل پیر ہوتا

تو اپنے مریدوں سے کہتا کہ آج اللہ تعالیٰ نے مجھے نمازیں معاف فرما دی ہیں جو میری بیعت کرے گا اُس کو بھی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ؛

میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ میں مولانا عبیداللہؒ کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ حضرت مولانا نے وقت دیکھنے کے لئے گھڑی جیب سے نکالی میں نے ان کی گھڑی پر مقناطیس رکھ دیا گھڑی خراب ہو گئی اور پھر کبھی صحیح نہ ہوئی ؛

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو میرے حضرت کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سنایا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت کے ساتھ ایک دعوت میں شریک ہوئے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک تھی کہ کسی بے نماز کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ چنانچہ اس دعوت میں سب نے کھانا کھایا۔ حضرت بیٹھے رہے اور کھانا نہ کھایا۔ صبح حضرت نے میزبان سے پوچھا رات روٹیاں کس نے پکائی تھیں۔ اس نے کہا حضور کی خادمہ نے۔ حضرت نے پوچھا اور کون ساتھ تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میری بہو ساتھ پیڑے بنا بنا کر دیتی جاتی تھی۔ حضرت نے پوچھا وہ نماز پڑھتی ہے؟ اس نے کہا نہیں حضرت وہ نماز نہیں پڑھتی۔ حضرت نے ایک دوسری پابند صوم وصلوٰۃ خادمہ کو فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ

سے آٹا گوندھ کر روٹی پکا لائے۔ ہم نے رات اسی وجہ سے کھانا نہیں کھایا۔

●

حضرت امروٹیؒ کے بڑے خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ سکنہ تھریجانی ضلع سکھر تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتؒ اُن کے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے صرف ۱۵۔۲۰ آدمیوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا لیکن جب کھانے کا وقت آیا تو بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ حضرتؒ کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا۔ عبدالعزیزؒ! روٹیوں اور سالن پر کپڑا ڈال کر کھلانا شروع کرا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جتنے لوگ موجود تھے سب کھا گئے۔ یہ حضرت کی کرامت تھی۔

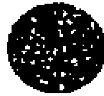
●

پیر پگاڑا رحمۃ اللہ علیہ جو میرے شجرہ میں چوتھے نمبر پر آتے ہیں ان کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ان کی اہلیہ محترمہ کا پاجامہ پھٹ گیا۔ اس نے عرض کی کہ پاجامہ پھٹ جانے کی وجہ سے نماز میں نقص پیدا ہوتا ہے اور پاجامہ بنا دینے کی فرمائش کی۔ اس پر حضرتؒ ناراض ہو گئے کہ مجھ سے کیوں کہا اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں مانگا۔ اور کئی دن تک گھر میں تشریف نہیں لے گئے اس کے بعد کہیں سے سوسی کا تھان آیا تو اس کو لے کر اندر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ دنیا کے طالب کے لئے دنیا آ گئی ہے۔

●

فخر یہ نہیں، تحدیثِ نعمت کے طور پر دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ میرے

گھر والوں کو تعلیم ہی یہ دی گئی ہے کہ ہر چیز ہی اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔
مولوی انور سے بڑے لڑکے کا نام بھی انور تھا۔ اس کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ ایک دن ایک شخص چاولوں کی پلیٹ میرے گھر لایا۔ بچہ لے جا کر اپنی والدہ سے کہتا ہے: بے بے جی اللہ ہیٹھ کھلوتا ہے تے کہندا اے پلیٹ جلدی ویہلی کر کے لیا امی جان! اللہ تعالیٰ نیچے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ پلیٹ جلدی خالی کر کے لے آؤ) کچھ دن تک جب کوئی چیز نہ آئی تو ایک دن یہی بچہ کہنے لگا۔ ہن بچارا اللہ آپ کھاندا ہووے گا سانوں نہیں بھیج دا (اب اللہ خود کھاتا ہوگا ہم کو نہیں بھیجتا)۔



اس سے چھوٹی ایک بچی کا واقعہ ہے وہ بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی اس نے ایک دن ہمسایوں کے دروازہ پر ایک ڈھیلہ پڑا ہوا دیکھا۔ ماں سے آ کر کہتی ہے کہ شیطان تاں کہندا سی چک لے۔ میں آکھیا نہ اللہ مارے گا (شیطان تو کہتا تھا اٹھا لو میں نے کہا نہیں اللہ مارے گا)



حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دوسرا خادم تھا وہ بلوچستان کا رہنے والا تھا۔ اس علاقہ میں ایک قبر تھی جس پر لوگ اونٹوں کا چڑھاوا چڑھاتے تھے حضرتؒ کے خادم کو اس کا بہت دکھ تھا۔ ایک دن اس نے قبر کو کھودنا شروع کر دیا اور غلافوں کو آگ لگا دی۔ بلوچوں کو پتہ چلا تو اس کو اتنا مارا کہ ہڈیاں توڑ ڈالیں۔ اور ایک زمیندار کے ڈیرہ میں اس کو ڈال آئے جہاں

وہ مدت تک نیم مردہ پڑا رہا - اس کی ماں اس کو روٹی کھلا جاتی تھی - اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی ہڈیاں پھر جڑ گئیں - اس کو یہ سزا توحید پرستی کے جرم میں ملی تھی - میں نے اس شخص کو دیکھا تھا ؎

●

ہمارے پڑدادا پیر کے ہاں ایک عورت ذاکر تھی - وہ نکاح نہیں کرتی تھی حضرت نے حکماً اس کا نکاح کرا دیا - اُس نے کہا - کہ میں اُس سے نکاح کروں گی جو جھوٹ نہ بولے - نکاح ہو گیا - بچہ پیدا ہوا - ایک دن باپ بچے کو بہلا رہا تھا اور ماں پانی بھرنے جا رہی تھی - بچہ رو رہا تھا - باپ نے بچے کو کہا کہ چپ کرو وہ تمہاری ماں آ رہی ہے - حالانکہ وہ جا رہی تھی - عورت نے یہ سنا اور اس سے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے - تیرا میرا نکاح نہیں رہا - کیونکہ شرط یہ تھی کہ تو جھوٹ نہیں بولے گا ؎

●

ایک اور بزرگ کا واقعہ ہے - انہوں نے ایک سانپ کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اس نے جواب دیا - کہ فلاں شخص کو ڈسنے کے لئے جا رہا ہوں - یہ بزرگ اس شخص کے مکان پہ پہلے پہنچ گئے - اس نے عزت سے بٹھایا اور خوب خاطر مدارات کی - یہ کھانا کھا چکے تو سانپ سانپ کا شور ہوا - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سانپ نے صاحب خانہ کو ڈسنا چاہا - مگر اللہ تعالیٰ نے بچا لیا - اس بزرگ نے سانپ سے واپسی پر پوچھا کہ ڈس آئے ہو - اس نے جواب دیا کہ میرے پہنچنے سے پہلے آپ نے کھانا کھا لیا

تھا۔اس لئے میرا وار کارگر نہ ہوا۔معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعا سے بلا ٹل گئی ۔

میں حضرت دین پوریؒ کا ایک واقعہ عرض کیا کرتا ہوں۔ان کا ایک ہمسایہ تھا۔پہلے وہ دادا پیرؒ کا مرید تھا۔ان کے وصال کے بعد حضرت دین پوریؒ سے متعلق رہا۔لیکن کسی وجہ سے وہ حضرت سے ناراض ہوگیا۔اور تقریباً ۳۰، ۳۵ سال حضرتؒ کے خلاف مقدمہ بازی کرتا رہا۔میں عقیدت کی بنا پر نہیں، بلکہ بصیرت سے کہتا ہوں کہ حضرتؒ کا درجہ بڑے بڑے اولیاء کرام سے کسی طرح کم نہیں تھا۔حضرت کے خدام میں سے کسی کی بندوق سے اس شخص کا کتا مر گیا۔اس نے حضرت پر دعویٰ دائر کر دیا۔کہ آپ نے میرا کتا مار ڈالا ہے۔پولیس حضرت کو جانتی تھی، اس لئے اس شخص کو تنگ کرنے کے لئے اس سے کہتی کہ کتا اٹھا کر لاؤ تاکہ اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے۔کئی دن متواتر وہ کتا اٹھا کر لے جاتا رہا۔اور پولیس اسی سے اس کے گوشت کو چیرا دلواتی تھی تاکہ رپورٹ مکمل ہو جائے کہ کہاں کہاں چھرے لگے ہیں۔ایک مرتبہ اس شخص نے سرکاری زمین سے ایک درخت کاٹ لیا۔پولیس نے اسے گرفتار کر لیا حضرت کو جب اس کی گرفتاری کا پتہ چلا تو آپ نے سفارش فرمائی کہ اس کو چھوڑ دیا جائے چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ اس کو ضرورت ہو گی اس لئے درخت بھی دلا دیا۔حضرتؒ نے کبھی اسے کچھ نہیں کہا۔ایک مرتبہ حج کے لئے جانے لگے تو خود چل کر اس کے ہاں تشریف لے گئے اور

اس سے معافی مانگی، جب حج سے واپس آئے تو اس شخص نے حضرتؒ کی دعوت کی۔ سارے متعلقین کا خیال تھا کہ وہ حضرت کو کھانے میں زہر دے دے گا۔ اس لئے سب نے اس دعوت کو منظور کرنے کی مخالفت کی لیکن حضرتؒ نے منظور فرمالی ؎

●

ایک لڑکی میرے پاس آئی جس کے نانے کا میرے ساتھ بیعت کا تعلق تھا۔ اس لڑکی نے کہا کہ میرا خاوند دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتا ہے۔ مگر گزارہ نہیں ہوتا۔ تو میں نے حسب سابق جواب دیا۔ کہ بیٹی رزق میں برکت ڈالنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ میں اور میری اولاد دنیوی اعتبار سے کوئی کام نہیں کرتے۔ تمام دن فقط اللہ اور اللہ کے رسول کا دین پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے بھی بیوی۔ لڑکے۔ بہوئیں۔ پوتے اور پوتیاں سبھی کچھ ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ گزارہ نہایت اچھا چل رہا ہے اور کوئی شکایت نہیں۔ اور آج تک کبھی کسی سے ایک پیسہ تک نہیں مانگا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو تھوڑا رزق بھی بہت بن جایا کرتا ہے اگر برکت نہ ہو تو رزق کی بہتات کے ہوتے ہوئے بھی "ہائے ہائے" نہیں جاتی اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا ؎

●

ایک دفعہ شام کے وقت میں لیٹا ہوا تھا کہ دو شخص آئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی کوئی دین کی خدمت

کا کام بتلائیے۔ میں نے کہا یہ قرآن مجید چھپوانا ہے۔ میرے دوست کراچی میں شیخ عنایت اللہ صاحب ہیں۔ ان کے حساب کے مطابق ۴۵ ہزار روپیہ لگتا ہے۔ باتیں ختم کر کے وہ دونوں چلے گئے۔ ابھی آٹھ دن بھی نہیں گذرے تھے کہ پچاس ہزار روپیہ دونوں کی طرف سے آگیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہ انہیں جانتا تھا اور نہ ہی پہچانتا تھا۔ خدا معلوم کون تھے؛

●

ایک دن عشاء کے بعد ایک نوجوان میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں بہت تھک گیا ہوں۔ آپ صبح تشریف لائیں۔ وہ صبح پھر آیا۔ اپنے تھیلے سے اس نے "خُذُ امرالدِّین" نکال کر کہا۔ کہ میں کنجر ہوں۔ اس کو پڑھ کر میں نے، میری بیوی، میرے بھائی، میری بھاوجہ اور ہماری لڑکیوں، سب نے توبہ کی ہے۔ اس نے کہا کہ میرا اپنا مکان ہے جو اس وقت کم از کم تیس ہزار روپے کا ہے۔ لیکن وہ حرام کی کمائی کا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی مکان الاٹ ہو جائے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی خواہش پوری نہ کر سکا۔ کیونکہ میں افسروں سے راہ و رسم نہیں رکھتا۔

●

میرے پاس ایک عورت آئی جس نے مجھے بتلایا کہ میرا خاوند آوارہ مزاج تھا۔ میرے چار لڑکے ہیں۔ چاروں کو میں نے محنت مزدوری کر کے ۱۲، ۱۲، ۱۰، ۱۴ جماعت تک پڑھایا۔ بڑا لڑکا ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ لیتا تھا اب وہ بدبخت مر گیا ہے۔ مجھے چاروں ایک پیسہ نہیں دیتے۔ جب مانگتی

ہوں تو کہتے ہیں ہماری بیویوں سے لو۔ ایک دوسرا شخص ہے جس کا باپ مرگیا ہے۔ اور وہ بڑا تعلیم یافتہ ہے۔ ماں زندہ ہے۔ وہ بازار سے حلوہ پوری لاتا ہے۔ دونوں میاں بیوی کھاتے ہیں۔ ماں دیکھتی رہتی ہے اور پھر کہتا ہے خبر نہیں کیا کھاتی ہے۔ اس قسم کے لوگ خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے میرے پاس عورتیں تعویذ لینے کے لئے آتی ہیں اور اس قسم کے واقعات سناجاتی ہیں ؛



بابِ چہارُم*

اشعار و منظومات

اس باب میں اُردو اور فارسی کے وہ اشعار اور مصرعے درج ہیں جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ گوہر بار سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتے۔

مصرعے

ع بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

★

ع گوش گذشتہ اثرے دارد

★

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

★

ع بے ادب محروم ماند از فضلِ ربّ

★

ع خبثِ نفس نگردد بسالہا معلوم

★

ع خموشی معنی ہا دارد کہ در گفتن نمی آید

★

ع نہد شاخِ پر میوہ سر بر زمیں



اشعار

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

★

دلا تو رسم تعلق ز مرغِ آبی جو!
اگرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

★

صدقے میں تیری ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی میری مٹاوے خاکِ بے جان کر دے

★

نفسِ مایاں کم تر از فرعون نیست
لیک او را عون مارا عون نیست

★

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

★

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

★

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

★

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

★

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

★

نہ تھی حال کی جب کہ اپنے خبر۔ نظر آتے تھے سب کے عیب و ہنر
پڑی حال پہ جب کہ اپنے نظر۔ کسی کا کوئی عیب ہی نہ رہا

★

دردِ سر کے واسطے صندل لگانا چاہیئے
اس کا گھسنا اور لگانا دردِ سر یہ بھی تو ہے

★

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا ✣ سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ؟
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

★

عاشقاں را سہ علامت اے پسر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

★

نہ صورت نہ سیرت نہ خالش نہ خط
بمحبوب نامش نہادند غلط

★

رنگی کو نارنگی کہیں دُودھ کڑھے کو کھویا
چلتی ہوئی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

★

قال را بگذار و بنگر سوئے حال
پر اشہدِ تو خندہ زند اسہدِ بلالؓ

★

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردے کاملے پامال شو

★

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

★

بمئے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسمِ منزلہا

★

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است

★

نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگٹ اس طرح سے حاجبِ روئے صنم ہوں گے

★

کریماں را بدست اندر درہم نیست
خداوندانِ نعمت را کرم نیست

★

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

★

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

★

نہ گُلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
بحیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

★

سب کو یہ مسلّم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

★

کیا کہوں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

★

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

★

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

★

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

★

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم
توتیائے چشم سازم دم بدم

★

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الیٰ من اساء

★

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سُرخ و سپید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

★

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

★

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی
منت ازو شناس بخدمت گذاشتت

★

مہر سائیں جی داٹما، قہر سائیں جی گاہ گاہ
ہیں ہو جے تاں واہ واہ، ہوں جے تاں واہ واہ

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

★

چشم بند و گوش بند و لب ببند گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

★

بندۂ عشق شُدی ترکِ نسب کُن جامی،
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

★

دلوں میں اُلفتِ باہم کا دم تک جوش ہوتا ہے
مرے کا تو جنازہ بھی وبالِ دوش ہوتا ہے

★

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

★

طائروں پر سحر ہے صیّاد کے اقبال کا
اپنی منقاروں سے حلقہ کَس رہے ہیں جال کا

★

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

★

خطرناک تعلیم ہے ہوش کیجے ــــ سیہ کاریوں کو نہ یُوں مول لیجے
مجھے اُسوۂ فاطمہؓ کی قسم ہے ــــ وہ آتش ہے اخلاق جس سے بھسم ہے
ہے پُر عیب جنّت مری عیب جوئی ــــ تمہاری طرح بھی نہ غافل ہو کوئی
حکومت کے ہمراہ مذہب بھی چھوڑا ــــ تھا ناموس باقی سو یُوں اُس کو پھوڑا
یہی ہے جو تعلیم نسواں تمہاری ــــ یہی ہے جو ابلیس کی پاسداری
یہی ہے جو اندازِ غفلت شعاری ــــ تو آگاہ رہنا اجل کی ہے باری
وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی ــــ مسلمان لڑکی پَری کالجوں کی
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے ــــ چکا چوند میں اک جہاں مبتلا ہے
نمائش کی خاطر وہ صُورت چھپانا ــــ وہ مصنوعی انداز میں شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھانا ــــ یہی ہے نئی روشنی کا زمانہ
اسے آپ دورِ ترقّی کہیں گے؟ ــــ غضب ہے یہ کب تک عقیدے رہیں گے

(نفیس خلیلی)



سکولوں میں یوں بھیجنا نا روا ہے ــــ کھُلی صنفِ نازک کے حق میں دغا ہے
نہیں ہیں اگر حمل و اغوا گوارا ــــ تو اسکول و کالج سے کیجے کنارا
ان آتشکدوں میں گراؤ نہ اس کو ــــ یہ اہلِ جناں ہے جلاؤ نہ اس کو

(نفیس خلیلی)



آؤ آنکھیں ہیں تو دیکھو صورتِ حالات کو ــــ آؤ گوشِ ہوش سے سُن لو سمجھ لو بات کو
دیکھتے ہو ملک میں قوموں نے کیا بدلا ہے رنگ ــــ ہو گیا نذرِ ترقّی دامنِ ناموس و ننگ
کس طرف لیجا رہی ہے تم کو تہذیبِ جدید ــــ پردہ رہنے کی نظر آتی نہیں کوئی امید

یہ ہماری مائیں بہنیں اور بیوی بچیاں
ہم سمجھتے ہیں انہیں اتنا مقدس بے گماں

اس قدر پاک و مقدس اتنی محبوب و عزیز
جس قدر عورت کی عفت ہے نہیں ہے کوئی چیز

ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشم غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے

یہ نمائش جس پہ اس دنیائے نو کو ہے غرور
دختران ملت اسلام ہیں ان سے نفور

ہم نہ لائیں گے انہیں اس امتحاں کی راہ میں
دل کے ٹکڑوں کو نہ رکھیں گے نمائش گاہ میں

اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
جنکی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے وبال

چاہتے ہیں ماؤں بہنوں کو بہ عریاں دیکھنا
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا

بادۂ تعلیم مغرب سے جو ہوتے ہو خراب
کیا تمہیں مسرور کر سکتی نہیں ام الکتاب؟

(حفیظ جالندھری)



ملک میں تعلیم موجودہ کا جو آئین ہے
دختران ملت بیضا کی یہ توہین ہے

ہو چکا اب تک جو فرزندان ملت کیلئے
وہ بہت کافی ہے اس ملت کی ذلت کیلئے

کر دیا لڑکوں کو تم نے اس قدر روشن خیال
دیدۂ افلاس کی زینت ہے اب ان کا جمال

تم نے جن آقاؤں کا ان کو بنایا تھا غلام
اب وہ آقا بھی نہیں لیتے غلاموں کا سلام

کیا یہی تعلیم دو گے دختران قوم کو؟
کیا اسی الجھن میں الجھاؤ گے جان قوم کو؟

کیا خدا کے فضل سے تم ہو چکے ہو نا امید؟
کیا پیمبر سے بھی اب ملتی نہیں تم کو نوید؟

دوستو اللہ کا پیغام زندہ ہے ابھی
مر رہے ہو تم مگر اسلام زندہ ہے ابھی

(حفیظ جالندھری)



تھی یہی اک راہ اس روشن خیالی کیلئے — بند ہے اب چاکری مُسلم سوالی کیلئے
کیا کوئی صورت نہیں ہے رُخ بدلنے کیلئے — کیا کوئی رستہ نہیں ہے بچ نکلنے کیلئے
تجربہ کرکے تو دیکھو کوثر و تسنیم کا — آزمودہ ہے یہ نسخہ دین کی تعلیم کا
آخر اس تعلیم سے پرہیز کیوں کرتے ہو تم؟
کون مانع ہے تمہیں کس بات سے ڈرتے ہو تم؟

حفیظ جالندھری

★

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پر بارِ گراں — رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں — یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اُس جا جہاں تاثیرِ ملت جا نہیں سکتی — بسے اُس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر — میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اکبر الٰہ آبادی

★

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے — آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

★

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد — اگر خارے بود گلدستہ گردد

★

عصرے من پیغمبرے ہم آفرید — آنکہ در قرآں بغیر از خود ندید

(اقبال)

★

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم　　تا غلامِ شمسِ تبریزی نہ شُد

★

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　کسے را با کسے کارے نباشد

★

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

(اکبر الہ آبادی)

★

تعلیم یافتہ ہوں اور نیک بخت بھی ہوں
تم سے رہیں ملائم شیطاں پہ سخت بھی ہوں
قرآن ہی کرے گا ان بی بیوں کو پیدا
پاکیزہ تخم جب ہوں عمدہ درخت بھی ہوں

(اکبر الہ آبادی)

★

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج　　احتیاج است، احتیاج است احتیاج

★

دارِ ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا　　بے خبر ہنستے رہے اور باخبر رو گئے

★

برزباں تسبیح و در دِل گاؤ خر　　ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

★ ★ ★

ہدیۂ عقیدت

رہبرِ کامل ہمارا اولیاء کا تاجدار

پیکرِ مہر و محبّت، خُلق کا آئینہ دار

حاملِ قرآن تھا وہ صاحبِ اسرار تھا

دوستوں کا دلنواز اور دشمنوں کا دوستدار

دامنِ احمد علیؒ سے جس کی ہو وابستگی

یہ سعادت ہے یقیناً مایۂ صد افتخار

حشر کے میدان میں بھی اے خداوندِ کریم

ہو عطا ہم سب کو قُربِ حضرتِ والاتبار

اُن کے صدقے میں ہمیں بھی بخش ربِّ دو جہاں

جن کی تربت سے اٹھی تھی اِک ہوائے مُشکبار

ہیں حبیب اللہ، عبید اللہ، حمید اللہ سبھی

سالکانِ راہِ حق و پاک طینت با وقار

آپ کے حصّہ میں آئی مسندِ احمد علیؒ

اے عبید اللہ انور! یہ ہے فضلِ کردگار

ہوں عبید اللہ انور کو وہ حاصل رفعتیں

جن کے حامل تھے ہمارے ہادیِ شب زندہ دار

یاالٰہی میرے ہادیؒ پر ہوں تیری رحمتیں

اُن کا جنّت میں مکاں ہو اے مرے پروردگار

جس نے پایا فیضِ صُحبت پیرِ کامل کا غنیؔ!

کامرانی سے ہُوا لاریب وہ ہی ہمکنار

بارشیں انوار کی ہوں روح ہو حضرتؒ کی شاد

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(محمد عثمان غنیؔ بی۔اے)

امیر پرنٹنگ پریس۔ جی۔ ٹی روڈ شاہدرہ۔ باہتمام حاجی کرم دین چھپا